﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر/ ۷)

اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رُک جاؤ

سُنّت و بدعت

سُنّت کی فاضلانہ تشریح اور بدعات و منکرات کا ایک محققانہ جائزہ

بفیضِ نظــــر

تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدر آباد-اے پی)

﴿بہ نگاہ کرم : تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین، مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی
حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ﴾

نام کتاب	سُنّت و بدعت
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح و نظر ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفیٰ ۔ مغلپورہ حیدرآباد)
اشاعت اُول	مارچ ۲۰۱۰ تعداد : ۵۰۰۰
قیمت	Rs. 60

(۹۲۸) صفحات پر مشتمل محققانہ جائزہ۔ متلاشیان راہِ حق کے لئے ملکُ التحریر کا بیش قیمت تحفہ

فتنہ اہلحدیث : غیر مقلدیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے جس نے ائمہ اربعہ بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اور حضرات حنفیہ) کے خلاف بدزبانی، طعن و تشنیع اور تہمت طرازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ اہل حدیث کے نام سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں، اپنے سوا سب کو مشرک سمجھتے ہیں تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں، ان کے عقائد و مسائل سے واقفیت کے بعد غیر مقلدیت سے طبعاً وحشت و نفرت ہوتی ہے۔ ان کی صحبت جذامی اور ایڈس کے مریض سے زیادہ خطرناک ہے، ان کی صحبت ایمان کے لئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ مجتہدین، محدثین اُمت اور اسلاف صالحین سے مروی معتبر و مستند ہزارہا احادیث کو ضعیف، موضوع، من گھڑت اور باطل قرار دیتے ہیں لہذا ایسی اولین درجہ کے 'منکرین حدیث' ہیں۔ یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے یہ لوگ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتے ہیں یہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی، مشرک اور کافر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

کاظم سریز۔ خواجہ کا چلہ۔ مغل پورہ۔ حیدرآباد فون : 9246524187

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
'سُنّت وبدعت'	۹	ضابطہ حلال وحرام	۴۸
سُنّت کا معنیٰ	۱۰	اصل اشیاء میں اباحت ہے	۴۸
سُنّت اللہ	۱۰	یہ اسلامی قانون ہے	۴۹
سُنّت نبوی ﷺ	۱۰	خلافِ سُنّت کام بدعت ہے	۵۲
اتباعِ سُنّت	۱۱	بدعتی فرقہ	۵۲
سُنّت اور حدیث میں فرق	۱۲	بدعت کا وظیفہ	۵۴
سُنّت صحابہ کو بدعت قرار دینا گمراہی ہے	۱۶	کیا بدعت دینی کاموں میں ہوتی ہے	۵۵
نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کا	۲۰	بدعت کا فلسفہ	۵۵
حدیث پر عمل ...... فقط ایک دعویٰ		بدعت اور جدید ایجادات	۶۲
اہلحدیث کا کتاب وسُنّت سے انحراف	۲۳	اچھائی اور بُرائی کا فلسفہ	۶۳
صحابہ کرام کی سُنّتیں	۲۴	خلاف سُنّت نئی بات (بدعت سیئہ)	۶۴
اصول شرعیہ چار ہیں	۲۶	نکالنے کی مذمت	
حضور ﷺ کی اقتداء اور نماز میں اضافہ	۳۳	بدعت کے لغوی معنیٰ	۶۵
آیات قرآنی سے طلب شفاء	۳۵	بدعت اعتقادی	۶۷
بدعت حسنہ اور احیائے سُنّت	۳۸	بدعت عملی	۶۹
حضور ﷺ کا پسندیدہ دُرُود	۴۴	بدعت حسنہ	۶۹
بدعت اور نصوص شریعت	۴۵	بدعت جائز	۷۴
سُنّتِ حسنہ (بدعت حسنہ)	۴۵	بدعت مستحبہ	۷۵
بدعت حسنہ کی جامع تعریف	۴۶	بدعت واجبہ	۷۵

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
ایمان، قرآن، حدیث، اصول حدیث	۷۶	جہمیہ فرقہ	۱۱۹
فقہ ۔ اصول فقہ وعلم کلام	۷۶	قادیانی فرقہ	۱۲۰
بدعت سیئہ (بُری بدعت)	۷۸	فرقہ وہابیہ	۱۲۱
بدعت مکروہہ	۷۸	وہابی دیوبندی کفریہ عقائد کے چند	۱۲۳
بدعت حرام	۷۸	نمونے	
جائز اور ناجائز رُسومات	۷۹	نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین)	۱۲۴
مروجہ بدعات	۸۳	اہل حدیث کون؟	۱۲۷
جماعت اہلحدیث کے عقائد وفقہی	۹۱	اہل سُنّت کی حقانیت	۱۲۸
مسائل (بدعات)		صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۳۳
فرقہ بندی اور بہتّر (۷۲) بدعتی	۱۰۲	اور نام نہاد اہلحدیث	
(گمراہ وَجہنمی) فرقے		مذہب اہلحدیث میں خطبہ جمعہ میں	۱۳۷
شیعہ فرقہ (روافض)	۱۰۴	خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے !	
فرقہ تفضیلیہ	۱۰۸	جمعہ کی دواذانوں کا مسئلہ اور سُنّت صحابہ	۱۳۹
خارجی فرقہ	۱۱۰	مذہبِ اہلحدیث میں نماز کے بعد	۱۴۱
معتزلہ کا ظہور	۱۱۴	مصافحہ کرنا بدعت ہے	
مرجیہ فرقہ	۱۱۵	بیس رکعت باجماعت نماز تراویح اور	۱۴۳
گنہگار بس گنہگار ہے کافر نہیں	۱۱۷	سُنّت صحابہ	
گناہِ کبیرہ سے ایمان ساقط نہیں ہوتا		عورتوں کی بہترین مسجد اور سُنّتِ صحابہ	۱۴۷
قدریہ فرقہ	۱۱۹	مذہب اہلحدیث میں ماہ رجب کی	۱۵۵
جبریہ فرقہ	۱۱۹	نمازیں بھی بدعت ہیں !	

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۰۷	خطبائے کرام کو خاص ہدایات	۱۵۸	کیا جشن معراج النبی ﷺ منانا بھی
۲۰۸	امام احمد رضا اور رَدِّ بدعات و		بدعت ہے؟
	منکرات	۱۶۱	کیا شبِ براءت منانا بھی بدعت ہے؟
۲۰۸	غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے	۱۷۲	اسلام اجتماعی عبادت کی تعلیم دیتا ہے
۲۰۸	قبر کا بوسہ و طواف	۱۷۴	اجتماعی اذکار و عبادات
۲۰۸	اپنے ہاتھ کا بوسہ	۱۷۹	کیا نماز کے بعد دُعا بھی بدعت ہے؟
۲۰۸	قبر کا اونچا بنانا	۱۷۹	مذہب اہلحدیث میں جہری نیّت بھی
۲۰۹	قبر کیسی ہونی چاہئے		بدعت ہے
۲۰۹	قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت	۱۸۱	عید کے دن معانقہ (گلے ملنا)
۲۰۹	قبر مسلم کا احترام	۱۸۲	مذہب اہلحدیث میں قربانی کے لئے
۲۱۰	قبور فروخت کرنا حرام ہے		وضو کرنا بدعت ہے
۲۱۰	صحن مسجد میں دفن	۱۸۴	کیا یہ اُمور سنّت سے ثابت نہیں ہیں
۲۱۰	میت کے برتن اور کپڑے		اور ناجائز ہیں؟
۲۱۱	قبر پر چراغ و لوبان	۱۸۷	انبیاء و صالحین کے تبرکات کو غیر
۲۱۲	با اُجرت تلاوت		مقلدین ناجائز قرار دیتے ہیں
۲۱۲	تعزیت بعد دفن	۱۹۳	مروجہ میلاد جائز ہے اور بدعت ہے
۲۱۲	مردہ کے نام کا کھانا	۱۹۸	زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا
۲۱۳	سوم، دہم، چہلم کا کھانا	۲۰۰	گھروں میں بولے جانے والے
۲۱۳	فاتحہ گیارہویں شریف		چند کُفریہ کلمات

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
مزارات پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ	۲۱۴	کتے کا رونا	۲۲۵
مجالس روافض	۲۱۵	ہتھیلی کی خارش	۲۲۵
تعزیہ داری	۲۱۵	آنکھ پھڑکنا	۲۲۵
جزع وفزع میں غلو	۲۱۷	کوّے کی آواز	۲۲۵
بطور خیرات کچھ لٹانا	۲۱۸	جھاڑو اور نحوست	۲۲۵
محرم کی ناجائز رسمیں	۲۱۸	ہچکی کی حقیقت	۲۲۶
لمبے بالوں کا حکم	۲۱۹	مرغ کی بانگ	۲۲۶
اولیاء کے نام کی چوٹی رکھنا	۲۱۹	پاؤں ہلانے کی روایت	۲۲۷
پیرومرشد سے پردہ	۲۲۰	بے پردگی اور مسئلہ وضو	۲۲۷
آیات کریمہ کو معکوس پڑھنا	۲۲۰	نمک کی حکایت	۲۲۷
قرآن سے فال نکالنا	۲۲۰	قینچی بجانا	۲۲۷
نجوم	۲۲۱	بدجانور اور مسئلہ وضو	۲۲۷
قمر درعقرب	۲۲۱	مُردہ بیوی کو ہاتھ لگانا	۲۲۸
باطل اور بے اصل باتیں	۲۲۱	عقیقہ کا گوشت	۲۲۸
ماہ صفر اور آخری چہار شنبہ	۲۲۱	ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۲۲۸
امام ضامن باندھنا	۲۲۳	اندھے سے پردہ	۲۲۹
یہاں بھی آپ وہاں بھی آپ !	۲۲۳	دکھتی آنکھ کا پانی	۲۲۹
روایت براق	۲۲۴	کپڑے پر تیمّم	۲۲۹
لال کافر کی روایت	۲۲۴	قضائے عمری کچھ نہیں	۲۲۹
بزرگوں کے نام کا ڈورا	۲۲۴	زچہ کے ہاتھ کا کھانا	۲۳۰

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عورتوں کی نماز	۲۳۰	فرشتوں سے غلطی	۲۳۴
چھینک اور بدفالی	۲۳۰	زنبیل کی روایت	۲۳۴
بلی کا گذر	۲۳۱	میدان محشر اور خاتون جنّت	۲۳۶
رات کو آئینہ دیکھنا	۲۳۱	شب معراج اور والدین مصطفیٰ ﷺ	۲۳۶
کیا کبوتر سید ہے ؟	۲۳۱	کونڈوں کی فاتحہ	۲۳۷
جہالت کی باتیں	۲۳۱	ایام نفاس سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ	۲۳۷
قبرستان میں شکر ڈالنا	۲۳۲	دودھ پلانے کی مدت	۲۳۸
درختوں کا احترام	۲۳۲	شیر خوار کا پیشاب	۲۳۸
ضمنی مسائل	۲۳۳	حالت حمل میں اور مسئلہ طلاق	۲۳۸
کافر کو کافر کہنا	۲۲۳	وقت رخصت	۲۳۹
مسائل ذبیحہ	۲۲۳	لڑکوں کے کان	۲۳۹
بیوی کا شوہر کو رشتہ سے پکارنا	۲۳۴	احترام تحریر	۲۴۰

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ توحید : اسلام کے بنیادی عقیدۂ توحید کو قرآن وحدیث اور علماءِ اُمّت کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائلِ توحید، توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور منصبِ رسالت، ربوبیت عامہ اور خاصہ، صفاتِ الٰہی، عقیدۂ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم، عبادت اور استعانت، وحدت و توحید، بشریت وعبدیت مصطفیٰ ﷺ ......اس کتاب کے موضوعات ہیں

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا   اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا   اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ   نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ   پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پکارے   تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک   یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

(فضائل و برکات کلمہ طیبہ مع جسمانی ورُوحانی امراض کا علاج)

برکاتِ توحید: اسلام کا سب سے اہم رکن کلمہ طیبہ ہے یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے۔ کلمہ توحید کا پہلا جزء **لا الہ الا اللہ** ہے اسلام کے سارے نظام فکر و عمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین و آسمان کی اس کائنات میں عبادت و بندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء **محمد رسول اللہ** رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار و تصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزوں (توحید و رسالت) کو دل و جان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الأنبیآء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین .... أما بعدُ

سُنّت وبدعت

Sunnah and Innovation

'سُنّت وبدعت'۔ صاحبِ شریعت حضور ﷺ کے کلام میں دو مختلف ومتقابل چیزیں ہیں۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے **اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا** ہر چیز اپنی ضد کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے مثلاً راحت کا ادراک وہی کرسکتا ہے جو کبھی پریشان ہوا ہو، جس نے کبھی رنج وغم نہ اُٹھایا ہو وہ راحت کی لذت سے آشنا نہیں ہوسکتا۔ دن کا اندازہ رات کے بغیر نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی طرح ظلمت کے بغیر نور کا اندازہ نہیں ہوسکتا اور یہی وجہ ہے کہ 'باطل' کا تصور اگر کسی کے سامنے نہ ہو تو وہ 'حق' کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوسکتا۔

سُنّت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں، اسی لئے ان میں سے کسی ایک کا تعین اس کی ضد کے تعین پر موقوف ہے۔ اگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ بدعت کسے کہتے ہیں وہ سُنّت کو نہیں سمجھ سکتا۔

سُنّت اصل ہے لہذا پہلے سُنّت کی تعریف اور تعین ہونا چاہئے تاکہ ایسا ضابطہ مل جائے جو کہیں نہ ٹوٹے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے سُنّت کے اپنانے کی ترغیب دی، پھر اس کے مقابل بدعت سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔

سُنّت کا معنٰی

سُنّت کا معنی طریقہ کے ہیں: **مَنْ سَنَّ فِیْ الِا سْلَام سُنّۃً حَسَنَۃً** جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا (یہاں تک کہ فرمایا) **وَمَنْ سَنَّ فِی الا سْلام سُنّۃ سَیْئَۃً** جس نے اسلام میں بُرا طریقہ رائج کیا۔اس حدیث میں بھی سُنّت بمعنی طریقہ ہے۔ **فَعَلَیْکُمْ بِسُنّتِیْ وَسُنّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْن** ۔تم پر لازم ہے میری سُنّت اور ہدایت والے حلفائے راشدین کی سُنّت یعنی خلفائے راشدین کے اقوال وافعال کولغوی معنٰی سے (Literaly)سُنّت فرمایا گیا کہ اے مسلمانو:تم میرے اور میرے خلفاء کے طریقوں کواختیار کرو۔

سُنّت اللہ :

'سُنّت اللہ' کا استعمال دومعنوں میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا طریقہ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا طریقہ۔

سُنّۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ	اللہ تعالیٰ کی حکمت کا طریقہ جو اس سے پہلے گذر چکا۔
فَلَنْ تَجِدَلِسُنّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً وَلَنْ تَجِدَلِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَحْوِیْلاً	تو اللہ تعالیٰ کے طریقہ حکمت میں ہرگز تبدیلی نہ پائے گا۔

سُنّت نبوی ﷺ :

سُنّت النبی ﷺ یعنی یہ وہ طریقہ ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ اختیار فرماتے تھے۔

اتباعِ سُنّت : اتباع سُنّت کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال پر اس طرح عمل کریں جس طرح کہ ان اقوال کا تقاضا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے افعال کو اس طرح ادا کریں جس طرح حضور ﷺ نے ادا فرمائے ہیں یعنی اسوۂ حسنہ کے مطابق عمل کرنے کو اتباع سُنّت کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی سُنّت دَرحقیقت احکام قرآنی کی اطاعت کا عملی نمونہ ہے۔

سُنّت تین قسم کی ہے پہلی قسم سُنّت قولی ہے جس کا ماخذ رسول اکرم ﷺ کے اقوال یعنی احادیث ہیں، دوسری سُنّت فعلی ہے جس کا ماخذ آپ کے افعال ہیں جو روایات کی صورت میں ہے، سُنّت کی تیسری قسم تقریر ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا یا اس کام کی اطلاع رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اس پر سکوت فرمایا تو ایسا کام مباح(permissible) ہوگیا۔ اگر رضا مندی کا اظہار فرمایا تو بھی وہ سُنّت ہوگیا۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر اس طرح عمل نہ کریں جیسا کہ ان کا تقاضا ہے یا اس کے اعمال کو اس طرح نہ کریں جس طرح حضور ﷺ نے کیا تو یہ اتباع سُنّت نہ ہوگی۔ زندگی کے ہر شعبے میں نبی کریم ﷺ کے طرزِ عمل پر عمل کیا جانا چاہیے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے افعال کو شریعت کا پابند کیا گیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ جو کام کیا جائے سُنّت کے مطابق کیا جائے ۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ پر جب ایمان لانا واجب ہے تو پھر آپ کی اطاعت و اتباع بھی لازم ہوگئی۔

اتباع سُنّت سے دین و دُنیا کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ دِل کو سکون ملتا ہے رُوح میں تازگی پیدا ہوتی ہے ایمان میں استقامت آتی ہے اسرار و رُموز کی راہیں کھلتی ہیں رزق میں اضافہ ہوتا ہے درجات میں بلندی ہوتی ہے نیکیوں میں اضافہ

ہوتا ہے ذات حق کی قربت حاصل ہوتی ہے اتباع سُنّت سے عشقِ رسول میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اتباع میں فائدہ ہی فائدہ ہے لہذا ہر شخص کو دِل و جان سے اتباعِ رسول کی کوشش میں رہنا چاہئے۔

سُنّت اور حدیث میں فرق :

سُنّت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے سارے فرمان' افعال اور احوال ہیں جو مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہیں۔ حضور ﷺ کے یہ افعال شریعت کہلاتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کی خصائص سُنّت نہیں۔ لہذا نو (۹) بیویاں نکاح میں رکھنا' چاند کو شق کرنا' سورج کو پلٹانا' کنکروں سے کلمہ پڑھوانا' درختوں کو بلانا اور واپس بھیجنا' اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمانا اور دیگر سارے خصائص ومعجزات اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ کے افعال کریمہ ہیں لیکن ہمارے واسطے نا قابلِ عمل' ہر سُنّت حدیث ہے ہر حدیث سُنّت نہیں۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' **علیکم بسُنّتی**' تم پر میری سُنّت لازم ہے یہ نہ فرمایا '**بحدیثی**' تم پر میری حدیثوں پر عمل کرنا لازم ہے۔ ہمارا نام بحمدہ تعالیٰ اہلِ سُنّت یعنی سُنّتوں پر عامل۔ اہل حدیث نہیں۔ کیونکہ ساری حدیثوں پر کوئی عمل نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی اہل حدیث ہوسکتا ہے۔ اگر اہلحدیث ہونے کا دعویٰ ہو تو ساری احادیث پر عمل کر کے دکھائے ورنہ ندامت اور صدق دل سے توبہ کرتے ہوئے مذہب اہلِ سُنّت وَجمات قبول کرے۔

خیال رہے کہ دُنیا میں کوئی شخص اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہوسکتا ہی نہیں۔ کسی کا اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو ضدیں جمع ہونا غیر ممکن۔ حدیث کے لغوی معنی ہیں بات' گفتگو یا کلام۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿**فبای حدیث بعده یؤمنون**﴾ قرآن کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔
﴿**الله نزل احسن الحدیث**﴾ اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا۔
﴿**ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله**﴾ بعض لوگ وہ ہیں جو کھیل کی باتیں وناول قصے خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بہکادیں۔

اس تیسری آیت میں ناول قصّے کہانیوں کو حدیث فرمایا گیا ہے۔

اصطلاح شریعت میں حدیث اس کلام وعبارت کا نام ہے جس میں حضور ﷺ کے اقوال یا اعمال' اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال واعمال بیان کئے جائیں۔

اس عامل بالحدیث فرقے سے سوال ہے کہ تم کون سی حدیث پر عامل ہو؟ لغوی پر یا اصطلاحی پر؟ اگر لغوی حدیث پر عامل ہو تو چاہئے کہ ہر ناول گو قصہ خواں اہل حدیث ہو کہ وہ حدیث یعنی باتیں کرتا ہے' ہر سچی جھوٹی بات پر عمل کرتا ہے۔

اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو تو پھر سوال یہ ہوگا کہ ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض پر؟ اگر بعض احادیث پر عامل ہو تو غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سچ نجات دیتا ہے جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ ہر مشرک وکافر اس کا قائل ہے۔ وہ سب ہی اہل حدیث ہو گئے۔ تم حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی مسلمانوں کو اہل حدیث کیوں نہیں مانتے؟ یہ تو ہزار ہا حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر اہل حدیث کے معنی ہیں' حضور ﷺ کی ساری حدیثوں پر عمل کرنے والے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ بعض حدیثیں منسوخ ہیں' بعض ناسخ۔ بعض حدیثوں میں حضور ﷺ کے وہ خصوصی اعمال شریف بیان ہوئے جو حضور ﷺ کے لئے مباح یا فرض تھے۔ ہمارے لئے حرام ہیں جیسے منبر پر نماز پڑھنا۔ اونٹ پر طواف فرمانا۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لئے سجدہ دراز فرمانا' حضرت امامہ بنت ابی العاص

کو کندھے پر لے کر نماز پڑھانا۔ نو بیویاں نکاح میں رکھنا۔ بغیر مہر نکاح ہونا۔ ازواج میں عدل واجب نہ ہونا بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کلمہ یوں پڑھتے تھے **لااله الا الله وانی رسول الله** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں)۔ غیر مقلد اسی حدیث پر عمل کر کے اس طرح کلمہ کا ورد کریں تو کافر کہلائیں گے غرض کہ حدیث پر حضور نبی کریم ﷺ کے ایسے اقوال و اعمال بھی ذکر ہیں جو حضور ﷺ کے لئے کمال ہیں' ہمارے لئے کفر۔

بہر حال کوئی شخص ہر حدیث پر عمل نہیں کر سکتا۔ جو اس معنی سے اپنے کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہے وہ جھوٹا ہے جب نام میں ہی جھوٹ ہے تو کام بھی سارے کھوٹے ہی ہوں گے۔ اسی لئے حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

'**علیکم بسُنّتی وسُنّت الخلفاء الرا شدین**' تم پر میری سُنّت لازم ہے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے۔

یہ نہ فرمایا کہ میری حدیث کو لازم پکڑو' کیونکہ ہر حدیث لائق عمل نہیں۔ ہر سُنّت لائقِ عمل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وہ اعمالِ طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں' حضور ﷺ سے خاص بھی نہ ہوں بلکہ اُمت کے لئے لائقِ عمل ہوں انھیں سُنّت کہا جاتا ہے لہذا ہمارا نام اہلِ سُنّت بالکل حق و درست ہے کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ حضور ﷺ کی ہر سُنّت پر عامل ہیں۔ غیر مقلدین کا نام اہلحدیث بالکل غلط ہے کہ ہر حدیث پر عمل ناممکن۔

ساری احادیث پر عمل ممکن ہی نہیں۔ بظاہر احادیث میں اتنا تعارض معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کے متعلق جب احادیث دیکھی جائیں تو چکّر آجاتا ہے۔ اگر تقلید نہ کی جائے' صرف حدیثیں دیکھی جائیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ کیا کریں؟ کدھر جائیں؟

کوئی غیر مقلد وہابی دو رکعت نماز ایسی پڑھ کر دکھا دے جس میں ساری حدیثوں پر عمل ہو۔ ایک ایک مسئلہ پر دس دس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔حضور ﷺ وتر ایک رکعت پڑھتے تھے‘ تین پڑھتے تھے‘ پانچ پڑھتے تھے‘ سات پڑھتے تھے‘ نو‘ گیارہ‘ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اب غیر مقلد ایسی وتر پڑھ کر دکھا دے کہ سب حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

آمین بالجہر کی ایک حدیث ملے گی اور آمین بالاخفاء کی پانچ حدیثیں ملیں گی۔

اب حدیثوں کی یہ چھانٹ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے‘ کون محکم‘ کون حدیث حضور ﷺ کی خصائص میں سے ہے۔کون سب کی اتباع کے لئے‘ کون افضل اقتدار کے لئے ہے‘ کون نہیں۔کس فرمان کا کیا منشاء ہے‘ کس حدیث سے کیا مسئلہ صراحۃً ثابت ہے اور کون مسئلہ اشارۃً ‘ کون دلالۃً‘ کون اقتضاء۔ یہ سب کچھ امام مجتہد ہی بتا سکتے ہیں ہم جیسے عوام وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔جیسے قرآن پر عمل کرانا حدیث کا کام ہے ایسے ہی حدیث پر عمل کرانا امام مجتہد کا کام۔ یوں سمجھو کہ حدیث شریف‘ رب تعالیٰ تک پہونچنے کا راستہ ہے اور امام مجتہد اس راستہ کا نور۔جیسے بغیر روشنی راہ طے نہیں ہوتی‘ بغیر امام و مجتہد حضور ﷺ کی سُنّتوں پر عمل ناممکن ہے۔اسی لئے علماء فرماتے ہیں:

القراٰن والحديث يضلان الا بالمجتهد بغیر مجتہد قرآن وحدیث گمراہی کا باعث ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**يضل به كثيراً وَّيهدى به كثيراً**﴾ اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعہ بہت کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت کو ہدایت دیتا ہے۔

چکڑالوی (نام نہاد اہلِ قرآن) اسی لئے گمراہ ہیں کہ وہ قرآن شریف بغیر حدیث کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں براہ راست رب تک پہونچنا چاہتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) اس لئے راہ سے بھٹکتے ہیں کہ یہ حدیث کو بغیر علم کی روشنی اور بغیر امام مجتہد کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں۔

مقلدین اہلِ سُنّت کا ان شآ ءاللہ بیڑا پار ہے کہ اُن کے پاس کتاب اللہ بھی ہے اور سُنّت رسول اللہ بھی اور سراج اُمت امام مجتہد کا نور بھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل حدیث بننا ناممکن اور جھوٹ ہے۔ اہلِ سُنّت بننا حق و درست ہے۔ اہلِ سُنّت وہ ہی ہو سکے گا جو کسی امام کا مقلد ہوگا۔

سُنّت صحابہ کو بدعت قرار دینا گمراہی ہے :

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو: '**لعنة الله علی شرکم**' یعنی صحابہ کرام کو جو بُرا کہے اُس پر لعنت بھیج کر الگ ہو جانا ضروری ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، دیکھو میرے بعد اُن کو ہدف تنقید نہ بنالینا۔ (ترمذی شریف)

اہلِ سُنّت وَ جماعت کا اتفاق ہے کہ صحابہ پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے۔ (الکبائر للذہبی)

جو صحابہ کرام پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے۔ (اصول سرخسی)

اہلحدیث (غیر مقلدین) کے یہاں سُنّت کا ایک خودساختہ معیار ہے کہ جو کام وہ خود کریں اُسے سُنّت کا عنوان دیتے ہیں اور ہر اس کام کو خلافِ سُنّت یعنی بدعت قرار دیتے ہیں جو اُن کی مزعومہ سُنّت کے موافق نہ ہو، چاہے اس پر جمہور اہل اسلام عمل پیرا ہوں اور احادیث رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے اس کی تائید وتصویب بھی ہوتی ہو۔

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے خلاف زہر اُگلنا شیعوں کا مشن رہا ہے اس ناپاک سازش میں اہلحدیث غیر مقلدین بھی شریک ہوجاتے ہیں۔ شیعوں کے مانند اہلحدیث بھی صحابہ کرام کی ایک باوقار جماعت کو طعن وتشنیع اور باطنی خباثتوں کا نشانہ بنانے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر اہلحدیث غیر مقلدین نے توہینِ صحابہ کے علاوہ کوئی اور جرم نہ بھی کیا ہوتا تو یہی اُن کو گمراہ ہونے کے لئے کافی تھا لیکن سینکڑوں قسم کی ضلالتوں میں مبتلا ہونے کے باوجود دعویٰ ہے کہ ہم ہی مسلمان ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اہلحدیث (غیر مقلدین) بدعت کا الزام لگاتے ہیں جب کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کے افعال واعمال کو سُنّت قرار دیا ہے **علیکم بسُنّتی وسنة خلفاء الراشدین** تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے۔ تمام اہلِ سُنّت وَ جماعت کا مسلک یہ ہے کہ خلفائے راشدین کا عمل مستقل سُنّت ہے اور اُن کی سُنّت کی اتباع بحکم حدیث نبوی **علیکم بسُنّتی وسنة خلفاء الراشدین** لازم ہے۔ صحابہ کرام اگر کسی کام کو کریں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عمل مشروع اور سُنّت ہے (صحابہ کرام کا کسی کام کو کرنا یہ اس کے سُنّت شرعیہ ہونے کی دلیل ہے) لیکن نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ ہم خلفائے راشدین کی ان ہی سُنّتوں کو قبول کریں گے جو حضور ﷺ کے قول وعمل سے موافق ہوگی۔ خلفائے راشدن کی مستقل سُنّت دین میں حجت نہیں ہے چنانچہ غیر مقلد صفی الرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں **علیکم بسُنّتی** ......والی حدیث کی شرح میں اپنی اس بات کو بڑی قوت سے بیان کیا ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جو طریقہ عمل جاری کریں وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی سُنّت ہی کہلائے گا اس لئے کہ خلفائے راشدین کا عمل حضور ﷺ کے حکم سے تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کے اعمال کو سُنّت قرار دیا' نیز خلفائے راشدین کی سُنّت کی اقتداء کا حکم فرمایا لیکن اہلحدیث غیر مقلدین صحابہ کرام کے اقوال اور اُن کے طریقوں کو بدعت قرار دے رہے ہیں۔ بدعت کہتے ہیں خلافِ سُنّت ایجاد کردہ طریقہ کو۔ اس طرح کی بدعت گمراہی ہوتی ہے اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ **شرُّ الاُمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار** تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے نکالے جائیں' دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کا عمل اور آپ کی سُنّت پر بدعت کا اطلاق جائز نہیں ہے اسی طرح خلفائے راشدین کا عمل اور سُنّت کو بدعت کہنا حرام اور ناجائز ہے خلفائے راشدین کے عمل سُنّت ہی ہوں گے' بدعت نہں ہو سکتے۔ اُن کے عمل اور اُن کی سُنّت کو بدعت کہنے والا اُن کے رشد و ہدایت کا منکر ہے۔ جس طرح دین وشریعت میں حضور نبی کریم ﷺ کی سُنّت دلیل شرعی ہے اس طرح خلفائے راشدین کی سُنّت بھی دلیل شرعی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے عمل کی طرح خلفائے راشدین کا عمل بھی مسنون عمل کہلاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہیں جنّت کی بشارت دی گئی ہے انہیں (معاذ اللہ) نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین بدعتی وجہنمی قرار دے رہے ہیں۔ کیا اس صریح مجرمانہ بغاوت میں اہلحدیث' شیعوں کے ساتھ شریک نہیں؟ شیعوں نے صحابہ کرام پر تنقید کی' اہلحدیث بھی کبار صحابہ کرام کے اعمال کو باطل' بدعت یا خلاف سُنّت قرار دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

آج کل کے اہلحدیث غیر مقلدین' ائمہ فقہ کی پوری جماعت کو معاذ اللہ گمراہ قرار

دیتے ہیں۔ اُن کے مسلک کے اعتبار سے پوری اُمت کے کڑوروں افراد جاہل اور گمراہ ہیں۔ دُنیا میں اس وقت اگر سو کروڑ مسلمان آباد ہیں تو ان میں اہلحدیث غیر مقلدین پچاس لاکھ ہوں گے۔ جاہل قسم کے غیر مقلدین کی دانست میں باقی ننانوے کروڑ پچاس لاکھ فرزندان توحید اور غلامان مصطفیٰ ﷺ گمراہ، کافر اور مشرک ہیں۔ اہلحدیث کی اس گمراہ بکواس کی وجہ سے کئی صحیح احادیث کی بھی تکذیب ہوتی ہے۔

ابوداوَد شریف میں ایک ارشاد مبارک ہے **يوشك الامم ان تداعى الاكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة يومئذ؟ قال بل انتم يومئذ كثير** عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لئے ایک دوسرے کو دعوت دیں گی اور پھر وہ سب دھاوا بول دیں گی جیسے کہ بہت سے کھانے والے لوگ ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کیا، کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ بلکہ اس وقت تم بہت بڑی تعداد میں ہوگے۔ اس طرح کئی ارشادات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کثیر تعداد میں ہوں گے اس کے برعکس اہلحدیث غیر مقلدین اُمت مسلمہ کو انتہائی قلیل تعداد میں محدود کرنے کے کھلم کھلا مجرم ہیں، حالانکہ حضور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **لن يجمع اُمتى على الضلالة** میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔

اگر تقلید کو گمراہی مانتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی تکذیب ہوتی ہے اور آپ کے ارشاد پر ایمان کا تقاضا ہے کہ غیر مقلدین کو ہی غلط مانا جائے۔

عقل بھی تقلید کو قبول کرتی ہے۔ دُنیا میں انسان کوئی بھی کام بغیر دوسرے کی پیروی کے نہیں کرسکتا۔ ہر ہنر اور علم کے قواعد سب میں اس کے ماہرین کی پیروی کرتا ہے۔ شاگرد اپنے استاد پر اعتماد کرتے ہوئے تقلید کرتا ہے، ڈکشنری (لغت) پر اعتماد کرتے

ہوئے الفاظ کے معنوں کو قبول کرتا ہے' کمپیوٹر کے تیار پروگرامس اور پیاکجس پر کام کرتے ہوئے اُس کے تیار کرنے والے کی تقلید کرتا ہے۔ ٹکنالوجی میں تقلید ہوتی ہے

دین کا معاملہ تو دُنیا سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔اس میں بھی اس کے ماہرین کی پیروی کرنا ہوگی ۔علم حدیث میں بھی تقلید ہے کہ فلاں حدیث اس لئے ضعیف ہے کہ بخاری یا فلاں محدث نے فلاں راوی کوضعیف کہا ہے۔اس کا قول ماننا یہی تو تقلید ہے۔ قرآن کی قرأت میں قاریوں کی تقلید ہے کہ فلاں نے اس طرح اس آیت کو پڑھا ہے۔ قرآن کے فلاں اعراب' آیات سب میں تقلید ہی تو ہے۔ نماز میں جب جماعت ہوتی ہے تو امام کی تقلید کرتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کا حدیث پر عمل ...... فقط ایک دعویٰ

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے عمل بالحدیث کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ لوگ واقعۃً زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن وحدیث ہی سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں؟ یا صرف ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے؟ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں !

اہلحدیث (غیر مقلدین) کا عمل بالحدیث دعویٰ کی حد تک ہے چند متنازعہ مسائل کے علاوہ دیگر مسائل سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے سارا زور وشور ان ہی مسائل پر ہے تمام تحقیقات کا مدار یہی مسائل ہیں' گویا یہ مسائل فروعی مسائل نہیں' بلکہ کفر وایمان کی بنیاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نام نہاد اہلحدیث کے یہاں ہر وہ شخص اہلحدیث اور پکا محمدی مسلمان ہے جو آمین پکار کر کہے' رفع یدین کرے' سینہ پر ہاتھ باندھے' امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ وہ کتنا ہی جاہل' گندے اخلاق والا اور بدکردار کیوں نہ ہو' ہاں جو اِن مسائل پر عامل نہیں' خواہ کتنا ہی بڑا عالم باعمل' متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو' وہ نہ اہلحدیث ہے نہ محمدی مسلمان ہے۔ !

بہت اونچی آواز سے آمین کہنا نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدوں) کی نیّت فاسد (خباثتِ نفس) کی دلیل ہے۔ مقلدین کو چڑانے کی نیّت زیادہ تر ہوتی ہے کیونکہ آمین دُعا ہے اور اس میں خشوع وخضوع اور پستی کے آثار نمایاں ہونے چاہئے خواہ اونچی آواز ہی سے دُعا کی جائے۔ اور اُن کے آمین کہنے میں یہ بات نہیں معلوم ہوتی' ایک لٹھ سا مارتے ہیں' خشوع وخضوع کے آثار نہیں معلوم ہوتے۔

اس گروہ کے مذہبی افکار کا خلاصہ نماز کے چند اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے۔ یہ لوگ کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو ورغلاتے پھرتے ہیں کہ اُن کی نمازیں سُنّت کے خلاف ہیں اُن کا نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہے۔ ان لوگوں کے اس رویہ سے عوام اپنی نمازوں کے متعلق ذہنی انتشار میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور بعض تو اصل نماز ہی سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث فرقہ ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن وحدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویدار ہے حالانکہ اہل علم وعمل اور اہل عرفان سے اس کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ فرقہ ان 'علوم عالیہ' سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالب حدیث کے لئے اس فن کی تکمیل میں نہایت ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ فرقہ ان 'علوم آلیہ' سے بھی جاہل ہے جن کے بغیر طریق سُنّت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں' مثلاً صَرف ونحو' لغت ومعانی اور بیان' چہ جائے کہ دوسرے کمالات پائے جائیں۔ ایسے ہی اصحاب سنن کے اسلوب وطریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلے کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں ہیں اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ پر اور سُنّت کی اتباع کے بجائے شیطانی سجھاؤ پر اکتفاء کرتے ہیں اور پھر اس کے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

غیر مقلد وہابیوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پروانہیں کرتے' نہ سلف صالحین صحابہ کرام اور تابعین عظام کی' قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں' حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سُنتے' بعض عوام اہل حدیث کا حال یہ ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث ہونے کے لئے کافی سمجھا' باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں۔ غیبت' تہمت' جھوٹ' افتراء سے باک نہیں کرتے' ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیاء کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں' اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں۔ بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔ یہ بھی عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر بے باک گستاخ دلیر ہوتے ہیں۔ ذرا خوفِ آخرت بھی نہیں ہوتا' جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں۔ بدزبانی ان کی فطرت ہوتی ہے شیعوں کی طرح ان کا بھی تبرّائی مذہب ہے۔

ساری احادیث پر عمل ممکن ہی نہیں۔ بظاہر احادیث میں اتنا تعارض معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کے متعلق جب احادیث دیکھی جائیں تو چکّر آ جاتا ہے۔ اگر تقلید نہ کی جائے' صرف حدیثیں دیکھی جائیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ کیا کریں؟ کدھر جائیں؟ کوئی غیر مقلد وہابی دو رکعت نماز ایسی پڑھ کر دکھا دے جس میں ساری حدیثوں پر عمل ہو۔ ایک ایک مسئلہ پر دس دس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔ حضور ﷺ وتر ایک رکعت پڑھتے تھے' تین پڑھتے تھے' پانچ پڑھتے تھے' سات پڑھتے تھے' نو' گیارہ' تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اب غیر مقلد ایسی وتر پڑھ کر دکھا دے کہ سب حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

آمین بالجہر کی ایک حدیث ملے گی اور آمین بالاخفاء کی پانچ حدیثیں ملیں گی۔ یہ کام مجتہد کا ہے کہ دیکھے کون حدیث ناسخ ہے، کون منسوخ، کون حدیث ظاہری معنی پر ہے، کون واجب التاویل۔ حدیث پر وہ عمل کرے جو مزاج شناس رسول ہو، اور راز دار پیغمبر۔ یہ مزاج شناسی۔ راز داری ہرا یرے غیرے کا کام نہیں۔

تقلید اسلام کی حفاظت کی وہ شمع ہے جس کی روشنی سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فیض حاصل کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے تابعین منور ہوئے اور تابعین کرام سے تبع تابعین نے دین کو سیکھا۔ کیونکہ اُن کا راستہ اللہ تعالیٰ تک لے جاتا ہے، جو اُن کے نقشِ قدم پہ چلتا ہے وہ کبھی بھٹک نہیں سکتا۔ امام اہلِ سُنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا وہ کیا بہک سکے جو یہ چراغ لے کر چلے

نام نہاد اہلحدیث کا کتاب وسُنّت سے انحراف:

نام نہاد اہلحدیث کے بیشتر مسائل کتاب وسُنّت اور مذہب جمہور سے الگ ہیں اور اُن کا یہ دعویٰ کہ وہ کتاب وسُنّت سے سَر مو تجاوز نہیں کرتے، انہیں جو بھی صحیح حدیث ملتی ہے اس پر اُن کا عمل ہوتا ہے یہ محض زبانی جمع خرچ اور نرا دعویٰ ہے جب کہ واقعہ اس کے برخلاف ہے۔

غیر مقلدین کا حال تو یہ ہے کہ وہ ائمہ مجتہدین، محدثین وفقہاء اور اُن کے بعد کے لوگوں کا ذکر تو کجا، صحابہ کرام حتیٰ کہ رسالتمآب حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو گستاخانہ اور بے باکانہ لب ولہجہ اختیار کرتے ہیں کوئی دیندار ایسی بے باکی کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اور کوئی باغیرت مسلمان ایسی بے حیائی قطعاً برداشت نہیں کرے گا۔ یہ غیر مقلدین کے اکابر ہی تو ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ لکھ گئے ہیں:

’شریعتِ اسلام میں تو خود پیغمبر خدا (ﷺ) بھی اپنی طرف سے بغیر وحی الٰہی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں‘ (طریق محمدی/۳۰)

اُف رے ناپاک ! یہاں تک ہے خباثت تیری ۔ گویا پورے دین میں جو کچھ ہے وہ صرف وحی الٰہی ہے‘ رسول نے رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے دین میں کچھ فرمایا ہی نہیں اور اگر رسول بحیثیت رسول دین میں اپنی طرف سے کچھ فرمائیں تو اس کا ان غیر مقلدین کے یہاں کچھ اعتبار ہی نہیں ۔

سچ تو یہ ہے کہ غیر مقلدین بارگاہ رسول ﷺ کے گستاخ ہیں‘ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں‘ ائمہ دین‘ اسلاف اُمت‘ محدثین عظام ......سب کی یہ تضحیک اور بے قدری کرتے ہیں اس لئے یہ علم کے نور سے محروم ہیں ۔ دین کی سمجھ اُن سے سلب کر لی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو ضلالت وگمراہی کے ایسے راستہ پر ڈال دیا ہے کہ وہ اس سے باہر نکلنا بھی چاہیں تو اپنی ان گستاخیوں کی وجہ سے اس سے باہر نہیں نکل سکتے ۔

صحابہ کرام کی سُنّتیں :

سرکار رسالت حضور ﷺ نے اپنے خلفاء واصحاب کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

خلفائے راشدین کے اقوال وافعال کو لغوی معنی سے سُنّت فرمایا گیا یعنی اے مسلمانو ! تم میرے اور میرے خلفاء کے طریقوں کو اختیار کرو۔ جبکہ خلفائے راشدین نبی نہ تھے مگر فکری وعملی اعتبار سے حضور ﷺ کا کامل نمونہ‘ وحی الٰہی کے اولین مخاطب‘ مزاج شناسِ رسول ﷺ اور حضور ﷺ کی سُنّتوں پر اُن کی کامل نظر تھی ۔ شریعت کے اصول

اُس کے کلیات وجزئیات اوردقائق واسرار کی انتہائی گہرائی تک رسائی رکھتے تھے۔ اس لئے خلفائے راشدین کے دور میں شریعت کا جونقشہ اورشکل وصورت تھی وہ اُمت کے لئے واجب القبول ہے۔اسی طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں جو چیز عام طور پر رائج ہوگئی اورصحابہ نے اُس پر خاموشی اختیار کی اوراس کو مان لیا تو اُمت کوبھی اُسے تسلیم کرنا لازم اورواجب ہے۔صحابہ کرام معیارحق ہیں جوکوئی صحابہ کرام کومعیارحق تسلیم نہ کرے وہ بدمذہب وگمراہ ہے۔ جو جماعت صحابہ کرام کوتنقید کا نشانہ بناتی ہے اورتنقید سے بالاترنہیں سمجھتی وہ جماعت' اسلامی نہیں بلکہ غیراسلامی نظریات کی حامل جماعت ہے۔ صحابہ کرام نے جن نیک اعمال کورائج واختیار کیا ہے وہ تمام اعمال خیرکولغت میں بدعت حسنہ (Commendable Innovation) کہا جائے گا۔ بدعت حسنہ بھی واجب الاتباع ہوتی ہے۔صحابہ کرام کے ایجادواختیارکردہ طریقوں (سُنّت صحابہ) کی اتباع وپیروی کا حکم دیا گیا ہے لہذا صحابہ کرام کی سُنّتوں کی مخالفت باعث گمراہی وبے دینی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء/۵۹)	'اے ایمان والو! اطاعت کرواللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں (ائمہ عظام) کی جوتم میں سے ہوں۔ پھراگرجھگڑنے لگوتم کسی چیز میں تو لوٹا دواُسے اللہ اور(اپنے) رسول (کےفرمان) کی طرف۔'

' اُولِی الْاَمْر ' سے مرادحضرت صدیق اکبروحضرت فاروق اعظم ہیں جیسے ترمذی شریف میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ کیا معلوم تم میں میرا قیام کتنا ہے۔تم میرے بعدابوبکروعمرکی اطاعت کرنا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یا ' **اُولِی الْاَمْر** ' سے مراد تمام صحابہ کرام ہیں (صحابہ کرام کی پیروی باعث ہدایت ہے)
اَصْحَابِیْ کَالنَّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُم ۔
اور فرمایا کہ میرے صحابہ میری اُمت میں ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک ۔ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہوتا۔

یا ' **اُولِی الْاَمْر** ' سے مراد اسلامی حکام وسلاطین اسلام' ائمہ مجتہدین علمائے دین ہیں۔ اللہ رسول کے فرمانوں واحکامات کو سمجھے بغیر ان کی اطاعت نہیں ہوسکتی اس لئے ان کی اطاعت کے لئے علمائے دین کی اطاعت لازم ہوئی۔ اللہ رسول قانون بنانے والے ہیں۔ علماء قانون سمجھانے والے ۔ لہذا علماء کی اطاعت لازم ہوئی۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ایسے ہی علمائے دین کی اطاعت وفرماں برداری رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری واطاعت ہے۔

اصول شرعیہ چار ہیں :

(۱) کتاب اللہ (۲) سُنّتِ رسول اللہ
(۳) اجماع اُمت یعنی اجماع علمائے مجتہدین اُمت (۴) قیاس مجتہدین۔

اس آیت میں ان چاروں چیزوں کا ذکر ہے۔

(۱) **اَطِیْعُوا اللّٰه** میں قرآن شریف کی پیروی کا حکم۔

(۲) **اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ** میں سُنّت رسول اللہ کی اتباع کا حکم۔

(۳) **اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ** میں اجماع مجتہدین کی پیروی کا حکم۔ کیوں کہ علمائے مجتہدین اول درجے کے اولی الامر ہیں۔

(۴) **فَرُدُّوْهُ** ۔ میں قیاس مجتہدین پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ (تفسیر عزیزی' کبیر)

قیاس مجتہد درحقیقت قرآن وحدیث کا مظہر ہے ان کے مقابل نئی چیز نہیں۔
اجماع اُمت کا انکار ایسا ہی کفر ہے جیسا کہ اللہ‘ رسول کے فرمان کا انکار کفر ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت قرآن اور حدیث میں منصوص نہیں۔ مگر چونکہ ان پر اُمت کا اجماع ہو گیا اس لئے ان کا انکار کفر ہو گیا۔ جمع و تدوین قرآن اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ جمع و تدوین احادیث‘ اجماع تابعین وغیرہم سے ثابت ہے۔ مسائل فقیہ اجماع مسلمین سے ہی ثابت ہیں ان پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (المائدہ/۱۱۵)

’اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں اور یہ بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے۔‘

(یعنی جو مسلمانوں کے راستہ کے علاوہ کوئی اور راہ چلے گا‘ ہم اُسے دوزخ میں بھیجیں گے)
اجماع اُمت کا حجت ہونا یہ بھی جماعت اہلِ سُنّت کی ہی خصوصیت ہے۔
مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسُنّت میں ہے:

اِتَّبِعوا السواد الاعظم فانهٗ من شَذَّ شُذَّ فی النار

بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو جماعتِ مسلمین سے علحدہ رہا وہ علحدہ کر کے جہنم میں بھیجا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ہر مومن کو مسلمانوں کی بڑی جماعت (اہلِ سُنّت وَ جماعت) کے ساتھ رہنا چاہئے۔ جماعت سے علحدگی دوزخ میں جانے کا راستہ ہے۔ عامۃ المسلمین مقلد ہیں‘ غیر مقلد اپنا انجام سوچ لیں۔

نیز حدیث میں آیا ہے:

مــاَرَاٰهُ الْـمُـؤْمِـنُـوْنَ حَسَـنَــةً فَهُـوَعِـنْـدَاللّٰـهِ حَسَنٌ مَّنْ فَـارَقَ الْـجَمَاعَةَ شِبْرًافَقَدْخَلَعَ رِبْقَةَ الْاِ سْلَامِ عَنْ عَنُقِهٖ ۔(مسند احمد' ابوداؤد)	جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے جو مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر علحدہ رہا اُس نے اسلام کی رَسّی اپنے گلے سے اُتار دی۔

سوادِ اعظم بڑی جماعت کو کہا جاتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی سُنّت کے مطابق اتباع کرنے والے کثرت میں ہیں جنہیں سوادِ اعظم کہا جاتا ہے۔اس لئے سوادِ اعظم کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے۔ جو اہل سُنّت سے الگ ہوکر نیا راستہ اختیار کرے گا اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰه لایـجـمـع اُمتی علی ضـلالـه ویـد اللّٰه الـجماعه ومن شذّ شذ فی النار (ترمذی' مشکوٰۃ)	'اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دے گا۔ اکثریت پر اللہ کا دستِ کرم ہے جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ ہی جائے گا'

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَـنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ (بخاری و مسلم)	جس شخص نے ہمارے اس دِین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

اس حدیث میں اس امر کی تاکید ہے کہ ان امور پر سختی سے عمل کرو جو نبی کریم ﷺ نے

کیا ہے اور پھر انہی کو آپ کے صحابہ نے اپنایا ہے۔اور دِین میں کوئی نئی بات نہ کھڑی کی جائے۔

حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ ظاہری جس میں نزول قرآن ہوا کرتا تھا اس مبارک ومقدس زمانے میں بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجاویز' رائے ومشوروں اور فیصلوں کو حضور ﷺ کی تائید وپسندیدگی حاصل تھی اور قرآن مجید میں کئی مقامات پر تجاویز مشوروں اور فیصلوں کی حمایت وتائید میں آیات کا نزول ہوا ہے۔

مقام ابرہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا۔حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ پتھر معظم ہے ہم اسے کیوں نہ مصلّٰی بنا لیں؟ یعنی اس کے سامنے کھڑے ہو کر کعبہ شریف کو رُخ کر کے نماز کیوں نہ پڑھیں؟ حضور ﷺ نے اس رائے کو پسند فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔تب آفتاب ڈوبنے سے پیشتر ہی آیت کریمہ۔﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾۔ نازل ہوگئی۔ ('اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ')

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیک واحسن رائے اور تجویز کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انکی خواہش کے مطابق تائید میں آیت کریمہ نازل فرمائی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں وہ مشہور واقعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ایک یہودی اور ایک ظاہری مسلمان اپنا مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے رسول ﷺ نے مقدمہ سماعت فرما کر میرے حق میں فیصلہ صادر فرمایا ہے لیکن یہ مسلمان آپ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو نامنظور کرتے ہوئے آپ کی عدالت میں فیصلہ چاہتا ہے۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے بہت صحیح فیصلہ صادر فرما دیا۔تلوار سے اس ظاہری مسلمان (منافق) کی گردن اُڑا دی۔شور ہو گیا کہ عمر نے مسلمان کو مار ڈالا۔جس کو مارا تھا وہ نماز پڑھنے والا تھا۔ حضورﷺ کی صحبت میں بیٹھنے والا تھا۔شہادت کا اقرار کرنے والا تھا۔ بارگاہ رسالت میں طلبی ہوئی۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر کیا پیاری بات عرض کی ہے۔ حضورﷺ نے پوچھا تو عرض کیا کہ ہم نے کسی مسلمان کو نہیں مارا ہے۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِىْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء)

اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دَو اپنے دِلوں میں اس سے رُکاوٹ نہ پائیں اور دِل سے مان لیں۔

آیت کا پہلا کلمہ یعنی **وَرَبِّكَ** تمہارے رب کی قسم۔۔ اس قدر پُر لطف ہے کہ پڑھ کر وَجد طاری ہوتا ہے۔ رب نے اپنی قسم فرمائی' مگر اپنا نام نہ ارشاد فرمایا۔ واللہ یا والرحمٰن نہ فرمایا بلکہ اپنا ذکر اپنے محبوب علیہ السلام کے ساتھ فرمایا کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم۔۔ اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم۔ کیا کلامِ ناز ہے اور کیا نرالا انداز۔ اس ناز والے محبوب کے صدقے' اُن کے رب کریم کے قربان **صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ اٰلهٖ واصحابهٖ وبارك وسلم**۔ اس طرزِ کلام کا لطف وہ ہی پائے گا جو کہ اس محبت سے آشنا ہو۔ اب فرمایا یہ جا رہا ہے کہ ہماری بارگاہ میں تمغہ ایمان وہ ہی پائے گا جو کہ تمغہ غلامی رکھتا ہو۔

دُنیا دیکھ رہی ہے فاروق اعظم کی زبان پر قرآن بول رہا ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جو اپنے سارے معاملات میں

آپ ﷺ کو حکم (Gudge) نہ بنائے آپ کے فیصلے سے راضی نہ ہو جائے۔آپ کے فیصلے کو نہ مان لے۔

گویا فاروق اعظم کا تیور بول رہا ہے کہ اے اللہ کے رسول ہم نے کلمہ پڑھنے والے کو ضرور مارا ہے مگر مسلمان کو نہیں مارا ہے۔ہم نے نماز پڑھنے والے کو ضرور مارا ہے مگر مسلمان کو نہیں مارا ہے۔۔نماز' روزہ اور کلمہ ہمیں تو دھوکہ دے سکتا ہے مگر فاروق اعظم کو نہ دے سکا۔فاروق اعظم اپنی بات مکمل نہ کر سکے تھے کہ اتنے میں جبرئیل امین آگئے اور آنے کے بعد آیات قرآنی کا نزول ہونے لگا۔وہی بات جو فاروق اعظم کر چکے تھے۔اللہ تعالےٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ دُنیا دیکھ رہی ہے فاروق اعظم کی زبان پر قرآن بول رہا ہے۔حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو' الفاروق' (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

ظاہر ہوگیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں اور تجاویز کو اللہ تعالےٰ اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں مقبولیت کی سند حاصل ہے۔وحی نبوت کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جانے اور حضور ﷺ کے زمانہ ظاہری (دورِرسالت) کے بعد بھی اُمت مسلمہ کے لئے حضرت سیدنا فاروق اعظم اور صحابہ کرام کے فیصلے شرعی دلیل ہیں۔صحابہ کرام کے ایجاد کردہ نیک وخیر اعمال کی اتباع باعث ہدایت ونجات ہے۔اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام سے راضی ہے۔رضی اللّٰہ عنھم ورضوعنہ اللہ اُن سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ حضور ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لوکان نبی بعدہ فکان عمر بن الخطاب اناخاتم النبین	اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔میں سب سے آخری نبی ہوں۔

خلفائے راشدین کی سُنّت حقیقتاً سُنّت نبوی ہے کہ حضورﷺ کے زمانہ میں مشہور نہ ہوئی۔ ان حضرات کے زمانہ میں مشہور ہوگئی۔ اور اُن کی طرف منسوب ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سُنّت خلفاء اس کو کہتے ہیں کہ جو اصل میں تو سُنّت رسولﷺ ہو مگر اُس کو مسلمانوں میں رائج کرنے والے خلفائے راشدین ہوں۔ محدثین اور فقہاء فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا حکم سُنّت سے ملحق ہے۔

(☆) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کرنے کا حکم دیا اور تراویح کو دیکھ کر فرمایا۔ **نعمت البدعة هذه** ۔ یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہاں **نعمت البدعة هذه** (یہ اچھی و نیک بدعت) فرمانا لغت کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سُنّت ہے جو نزول وحی کا سلسلہ ختم ہونے اور حضورﷺ کے زمانہ ظاہری کے بعد رائج کی گئی۔ صحابہ کرام کی سُنّت حسنہ لغت کے اعتبار سے بدعت حسنہ (Commendable Innovation) کہلائے گی اور شریعت کی اصطلاح میں سُنّت حسنہ، سُنّت صحابہ کہا جائے گا۔

(☆) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ **كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَ هُوَخَيْر ۔**

آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضورﷺ نے نہ کیا؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔

(☆) امام بخاری و مسلم اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریمﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فجر کی نماز کے وقت

فرمایا۔ اے بلال ! مجھے وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو اور اس پر اجر وثواب کی بہت امید ہو' کیونکہ میں نے جنّت میں تمہارے قدموں کی چاپ سُنی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب بھی میں نے دن یا رات میں وضو کیا' تو اس وضو سے میں نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔

(☆) امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے جب بھی اذان کہی تو دو رکعتیں ادا کیں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا تو میں نے وضو کیا اور یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دو رکعت ادا کرنا مجھ پر لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **بِهَا نِلْتَ** اسی سبب سے تو نے یہ مقام پایا۔

(☆) بخاری شریف میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں ہے وہ پہلے شہید ہیں جنہوں نے حالت قید میں شہید کئے جانے سے پہلے نماز ادا کرنے کی سُنّت قائم کی۔

ان احادیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے عبادت کا وقت مقرر کرنے میں اجتہاد سے کام لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا حکم یا فعل اس سلسلے میں وارد نہیں ہوا تھا۔

حضور ﷺ کی اقتداء اور نماز میں اضافہ:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے رکوع سے سر اُٹھاتے وقت آپ کہتے **سمع الله لمن حمده**۔ ایک مقتدی نے کہا **ربنا لك الحمدحمداً كثيراً مباركًا فيه**۔ نماز پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات کس نے کہے؟ صحابی نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے۔

فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو لپکتے ہوئے دیکھا' اُن میں سے ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ کلمات لکھے۔

محدث عبدالرزاق' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ صحابہ نماز پڑھ رہے تھے۔ایک صحابی نے صف میں شامل ہوتے ہوئے کہا۔

الله اکبرکبیراوالحمدلله کثیراوسبحان الله بکرة واصیلا۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب سے عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ کے لئے حمد کثیر ہے اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر فرمایا۔ یہ کلمات کس نے کہے؟ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے کہے ہیں اوران سے میری مراد خیر کے سوا کچھ نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ان کلمات کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب سے یہ سُنا میں نے یہ کلمات ترک نہیں کیے۔

غور کیجئے رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی زیادتی کی کس طرح تائید فرمائی۔ حالانکہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت یہ زیادتی آپ سے منقول نہ تھی۔اس کے باوجود آپ نے زائد کلمات کہنے والے صحابہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی تائید اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ نماز کے یہ دونوں موقعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے مواقع ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی ہمیں مسجد قبا میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ وہ جب بھی نماز میں کوئی سورت پڑھتے اس سے پہلے پوری سورۃ اخلاص پڑھتے پھراس کے ساتھ دوسری سورت پڑھتے وہ ہر رکعت میں اسی

طرح پڑھتے ۔حضورﷺ نے ہر رکعت میں بالالتزام سورۂ اخلاص کے پڑھنے کا سبب دریافت فرمایا۔انصاری صحابی نے عرض کیا کہ میں اس سورت سے محبت رکھتا ہوں ۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا۔اس سورت سے تمہاری محبت تمہیں جنّت میں لے جائے گی ۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن پاک کے کسی حصے کے ساتھ خصوصی لگاؤ اوراس حصے کا کثرت سے پڑھنا جائز ہے۔حضورﷺ نے اپنے اصحاب کے اجتہادات کوقبول اور پسند فرمایا۔

ہر وہ عمل جس کے مطلوب ہونے کی شریعت گواہی دے اور وہ نہ تو کسی نص کے مخالف ہواور نہ ہی اس پر کوئی فساد ہی مرتب ہوتو بدعت کی حدود میں داخل نہیں بلکہ سُنّت میں داخل ہے۔

آیات قرآنی سے طلب شفاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت سفر پر روانہ ہوئی ۔راستے میں عرب کے ایک قبیلے کے پاس آرام کیا۔اتفاق کی بات ہے کہ اس قبیلے کے سردار کوکسی چیز نے ڈس لیا۔ایک صحابی تشریف لے گئے ۔وہ الحمد شریف پڑھتے جاتے تھے اوراس سردار پر آہستہ آہستہ پھونکتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہوگیا جیسے وہ رَسّی میں بندھا ہوا ہوٗاوراب رَسّی کھل گئی ہو۔اُس کے چلنے پھرنے میں بھی کوئی کجی نہ تھی ۔رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرصحابی نے واقعہ بیان کیا۔حضورﷺ نے فرمایا۔تجھے کس نے بتایا کہ سورہ فاتحہ میں دم ہے ۔حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا'**ومایدریك**' تجھے کس نے بتایا؟ یہ ایسا کلمہ ہے کہ کسی چیز پرتعجب کرتے ہوئے بولا جاتا ہے ۔بسا اوقات کسی شئے کی عظمت بیان کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہےاوراس جگہ یہی معنیٰ لائق ہیں۔

اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کو پہلے سے علم نہ تھا کہ فاتحہ کے ساتھ دَم کرنا جائز ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے اجتہاد سے کیا اور چونکہ اس میں شریعت مبارکہ کی مخالفت نہ تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اُن کے عمل کو برقرار رکھا۔ کیونکہ جو عمل خیر ہو اور اس پر کوئی فساد مرتب نہ ہوتا ہو۔ اس کے برقرار رکھنے میں نبی کریم ﷺ کا یہی طریقہ اور یہی سُنّت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ مدینہ طیّبہ کے ایک راستہ میں جا رہے تھے کہ ایک شخص کو مرگی ہوگئی۔ میں اُس کے قریب گیا اور اُس کے کان میں تلاوت کی تو اُس کو افاقہ ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اُس کے کان میں کیا پڑھا؟ میں نے عرض کیا، میں نے

﴿اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ۚ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۚ وَقُلْ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴾

(المؤمنون/ ۱۱۵۔۱۱۸)

کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عزت والے عرش کا مالک ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پوجتا ہے جس کی اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بلاشبہ حق کا انکار کرنے والے کامیاب نہیں ہوں گے (کافروں کو چھٹکارہ نہیں ہے)، اور اے محبوب! (آپ یوں) عرض کرو میرے رب! بخش دے (میری گنہگار اُمت کو) اور رحم فرما (ہم سب پر) اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

تلاوت کی تھی تو حضورﷺ نے ارشادفرمایا: **والذی نفسی بیدہٖ لو انَّ رجلا مؤمنا قرأبھا علیٰ جبلٍ لزال** ۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی مومن شخص اس کو کسی پہاڑ پر بھی تلاوت کرے تو وہ بھی ہٹ جائے ۔

اس حدیث میں نبی کریمﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک مریض پرسورۂ مومنون کی آخری آیات پڑھنے کی تائیدفرمائی۔انھوں نے یہ بات نبی کریمﷺ سے نہیں سُنی تھی بلکہ انھوں نے اپنے اجتہاد سے دریافت کی تھی ۔ چونکہ یہ اچھا کام تھا اورشریعت کے کسی حکم کے مخالف نہ تھا اس لئے آپ نے اُن کی تائیدفرمائی ۔

اصحاب سنن امام احمداورابن حبان اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ ایک صحابی نماز پڑھتے ہوئے ان الفاظ میں دُعا مانگ رہے تھے :

’اے اللہ میں تجھ سے اس لئے سوال کرر ہاہوں کہ میں گواہی دیتاہوں کہ تو معبود برحق ہے۔ تیرے سواکوئی لائق عبادت نہیں۔تو ایک ہے۔تو وہ بے نیاز ہے جس نے کسی کو جنا اور نہ جنا گیااوراس کا کوئی ہمسر نہیں ہے‘۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے جس کے واسطے سے کوئی بھی چیز مانگی جائے تو وہ دی جاتی ہے۔اور دُعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ دُعا کے یہ کلمات صحابی نے تیار کئے تھے ۔ یہ معلوم نہیں کہ حضورﷺ نے اس صحابی کو یہ دُعا سکھائی تھی ۔ یہ کلمات چونکہ مقصد کے مطابق تھے اسی لئے نبی کریمﷺ نے انہیں تائیدوخوشنودی کے اعلیٰ ترین طریقے سے برقراررکھا۔

بدعت حسنہ اور احیائے سُنّت :

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَافۡعَلُوا الۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾ (الحج/۷۷) اور بھلائی کیا کرو کہ کامیابی پاؤ۔ (معارف القرآن)

[تم اچھے کام کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ]

وہ نیا کام جو کسی سُنّت مشہورہ کے خلاف نہ ہو وہ بدعت مذمومہ نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے مَنۡ سَنَّ حَسَنَةً فَلَهٗ اَجۡرُهَا وَاَجۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِهَا جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور جو لوگ اس نئے طریقہ کو اپنائیں گے اُن کا ثواب بھی اُسے ملے گا۔

عَنۡ بِلَالِ بۡنِ حَارِثِ الۡمُزَنِی قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَحۡيٰى سُنَّةً مِّنۡ سُنَّتِیۡ قَدۡ اُمِيۡتَتۡ بَعۡدِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الۡاَجۡرِ مِثۡلَ اُجُوۡرِ مَنۡ عَمِلَ بِهَا مِنۡ غَيۡرِ اَنۡ يَّنۡقُصَ مِنۡ عَمِلَ بِهَا مِنۡ غَيۡرِ اَنۡ يَّنۡقُصَ مِنۡ اُجُوۡرِهِمۡ شَيۡئًا وَّمَنِ ابۡتَدَعَ بِدۡعَةَ ضَلَالَةٍ لَّا يَرۡضٰهَا اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ عَلَيۡهِ مِنَ الۡاِثۡمِ مِثۡلُ اٰثَامِ مَنۡ عَمِلَ بِهَا لَا يَنۡقُصُ ذَالِكَ مِنۡ اَوۡزَارِهِمۡ شَيۡئًا۔

’حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری کسی سُنّت کو رواج دیا جو میرے بعد متروک ہوگئی تھی تو اُس کو اُس سُنّت پر عمل کرنے والوں کے مجموعی ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر۔ اور جس کسی نے کوئی گمراہی میں ڈالنے والی نئ چیز گھڑی جس سے نہ اللہ راضی ہوا نہ اُس کا رسول۔ اُس کو عمل کرنے والوں کے مجموعی گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اور اُن کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

وقت گزرنے کے ساتھ اکثر لوگ کسی نہ کسی سُنّت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس حالت میں اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی سُنّت کو زندہ کرے اُس پر خود عمل کرے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دے تو اُسے تمام عمل کرنے والے لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ کتنا عظیم اجر ہے کہ جو ایک سُنّت زندہ کرنے کے بدلے میں ملتا ہے اس لئے ہمیں ہر ممکن طریقے سے حضور ﷺ کی سُنّتوں کو زندہ کرنا چاہئے۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَامِنْ مبَعْدِہٖ وَمِنْ غَیْرَاَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ۔ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِن مبَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اُس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور اُن لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کرے گا تو اُس شخص پر اُس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور اُن لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر کا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور بُرے کام نکالنا گناہ کا موجب۔ جو کام حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوگا وہ سُنّت میں داخل

ہوگا اور جو کام حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے اور سیرت کے خلاف ہوگا وہ بدعت میں داخل ہوگا۔

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔

’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جوشخص میری اُمت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سُنّت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

فتنہ وفساد ظلم وتشدد اور بُرائیوں کے دور میں سُنّت زندہ کرنے کا اجر سو شہیدوں کی شہادت کے برابر ہے کیونکہ شہید تو ایک بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخم کھا کر جان دے دیتا ہے لیکن سُنّتوں پر عمل کرنے والے عمر بھر لوگوں کے طعنے سُنتے رہتے ہیں اور اللہ کے رسول کی خاطر سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں اس لئے اُن کے سُنّت پر عمل پیرا ہونے کا اجر سو شہیدوں کے برابر رکھا گیا ہے لہذا ہر انسان قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی سُنّت کو تھام کر سو شہیدوں کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انھیں جو بلند مقام حاصل ہوا اس کے بارے میں خود انھوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دِیدار سے خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ بشر حافی تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمھارے ہمعصروں سے بلند مقام کیوں دیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو، دوستوں کو نصیحت کرتے ہو۔ میری سُنّت اور اہلِ سُنّت سے محبت رکھتے ہو اور اپنے دوستوں سے حُسنِ سلوک رَوا رکھتے ہو۔

وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُول اللّٰہِ ﷺ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَأْتِیْہِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِہٖ اَوْنَھَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْ نَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اتَّبِعْنَا ہُ۔

’ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہ تم میں کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کو وہ چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے آرام کرتا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم بیان کیا جائے یا کسی بات کو کرنے سے منع کیا ہے اور وہ اس کے جواب میں یہ کہے ہم نہیں جانتے۔ ہم نے تو وہی کیا ہے یا کریں گے جو کچھ ہم نے کتاب اللہ میں دیکھا ہے۔

(احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ سُنّت کی بھی اطاعت کرنی چاہے اور اگر کسی کے پاس سُنّت کا حکم پہنچے تو اس پر عمل کرنا چاہئے اور دوسروں میں اس کا احیاء کرنا چاہئے اور یہ عذر پیش کرنا نہیں چاہئے کہ صرف آیات پر عمل کروں گا۔ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَعَنِ الْمِقْدَامِ ابْنُ مَعْدِ یْکَرَبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُراٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِمُوْہُ وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

’ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھے قرآن اور اس کی مثل ایک چیز عطا کی گئی ہے درحقیقت ایک پیٹ بھرا شخص تخت پر تکیہ لگائے تم سے کہہ رہا ہے کہ قرآن کریم میں جو چیز حلال لکھی ہے اُس کو حلال جانو اور جس چیز کو حرام لکھا ہے اُسکو حرام سمجھ لو لیکن درحقیقت رسول اللہ ﷺ نے بھی اُسی طرح چیزوں کو حرام

كَمَا حَرَّمَ اللّٰه اَلَا لَايَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقْطَهُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ يَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَّزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَه اَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ رَوَاهُ فَلَهُ اَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَا وَالدَّارِمِیُّ نَحْرَهُ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ كَمَا حَرَّمَ اللّٰه ۔	کیا ہے جیسے اللہ نے حرام فرمائی ہیں۔خبردار ہو جاؤں! تمہارے لئے گھریلو گدھے حلال نہیں ہیں اسی طرح پھاڑ کھانیوالا جانور (شیر۔ چیتا۔ کتا وغیرہ) بھی۔ اور معاہد کا لفظ (چھوڑا ہوا سامان) مگر جبکہ اس کا مالک اُس سے بے پرواہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی قوم میں مہمان ہوتو میزبانوں کو چاہئے کہ اس کی مہمان داری کریں۔ لیکن اگر وہ میزبان بننے کے تیار نہ ہوں تو اُس مہمان کو چاہئے کہ اُن سے زبردستی مہمانی لے۔ (احمد،ابوداؤد)

فرمان نبوی ہے جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اورجس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

سُنّت زندہ کرنے کے بارے میں ایک اورحدیث میں یوں تاکید کی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ زَمَانٍ مَّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَمَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِیْ زَمَانُ مَّنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا۔	’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تم ایسے زمانہ میں ہو اگر تم میں سے کسی نے عمل کا دسواں حصّہ بھی چھوڑ دیا تو ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا اگرکسی نے دسویں حصّہ پر بھی عمل کرلیا تو نجات پا جائیگا (ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَ کَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَ سَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْھَا طَائِفَۃٌ اُخْرٰی اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَّاتُمْسِکُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاً فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰالِکَ رَاسًا وَلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ۔

’’حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا مثال اس چیز کی جسے دے کر خدا نے مجھے بھیجا ہے یعنی علم و ہدایت کثیر بارش کی طرح ہے جو زمین پر ہوئی ہو۔ پس زمین کے ایک اچھے ٹکڑے نے پانی کو قبول کرلیا اور خشک گھاس اس سے ہری ہوگئی اور بہت سی نئی گھاس کو اس نے پیدا کیا۔ اور زمین کا ایک ٹکڑا ایسا سخت تھا کہ پانی اس کے اُوپر جمع ہوگیا۔ اور اللہ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے اس کو پیا اور پلایا۔ اور اس سے کھیتی کو سیراب کیا اور بارش کا یہ پانی ایک اور ایسی زمین کے ٹکڑے کو پہنچا جو چٹیل میدان تھا نہ اس نے پانی کو رُوکا اور نہ گھاس کو اُگایا۔ یہ سب مثال ہے اس شخص کی جس نے علم دین کو سمجھا اور جو چیز خدا نے میرے واسطہ سے بھیجی تھی اس سے نفع اُٹھایا اُس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور مثال ہے اُس شخص کی جس نے علم دین کو حاصل نہیں کیا اور خدا کی جو ہدایت میرے ذریعہ سے اُس تک پہنچی تھی اُس کو قبول نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضورﷺ نے فرمایا میری ان چیزوں میں جو میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آیا ہوں اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم میں نے ایک لشکر دیکھا اور میں اس لشکر کی جانب تمھیں متوجہ کرتا ہوں اور تمھیں اس لشکر سے خبردار کرتا ہوں لہٰذا تم نجات (فلاح) کو تلاش کرو۔ اس وعید سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا اور راتوں رات وہاں سے چلے گئے اور اپنی جانوں کو محفوظ کرلیا لیکن ایک گروہ ایسا بھی تھا جس نے اس وعید کی جانب توجہ نہ کی اور اُس ڈرانے والے کی تکذیب کی۔ اُن کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا کہ جب انھوں نے صبح کی تو غنیم کا لشکر انھیں گھیر چکا تھا اس نے اُن پر چھاپہ مارا اور انھیں تباہ و برباد کردیا۔

بلا تمثیل وتشبیہ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے نہ تو میری اطاعت کی اور نہ میرے احکام پر عمل کیا۔ انھوں نے حقانیت کو جھٹلایا اور تباہ و برباد ہو گئے۔

حضورﷺ کا پسندیدہ دُرُود :

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں نے حضرت سید عالم حضور نبی مکرمﷺ کو دیکھا کہ حاضرین میں سے ہر شخص اپنے فہم وفراست کے مطابق آپﷺ کی بارگاہ میں دُرُود پیش کررہا ہے۔ میں نے بھی یہ دُرُود عرض کی **اللھم صلی علیٰ محمد نِ النبی الامی والہ واصحابہ وبارک وسلّم** ۔ جب آپﷺ نے یہ سُنا تو آپﷺ کے چہرۂ مبارک سے بشاشت اور تازگی نمودار ہورہی تھی۔ (انفاس العارفین' مطبوعہ دیوبند)

بدعت اور نصوص شریعت : اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جس کا دل چاہے نیا طریقہ اختیار کر لے کیونکہ اسلام کے قواعد وضوابط متعین ہیں لہذا ضروری ہے کہ جو نیا طریقہ اختیار کیا جائے وہ اسلام کے قواعد وضوابط اور دلائل وشواہد کے دائرے میں ہو۔اسی بنا پر متعدد صحابہ کا طریقہ یہ ہوا کہ جو عبادت اور کارِ خیر، شریعت کے مخالف نہ ہو۔ بلکہ موافق ہو۔ اُسے قبول کیا جائے اور جو مخالف ہو اُسے رَد کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ وہ سُنّت اور یہی وہ طریقہ ہے جس پر آپ ﷺ کے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام عمل پیرا ہوئے اور علمائے کرام نے اسی سے یہ قاعدہ مستنبط کیا کہ ہر نو پیدا چیز کو شریعت کے قواعد اور اس کی نصوص پر پیش کرنا ضروری ہے۔ شریعت جس چیز کے حسن کی گواہی دے وہ حسن اور مقبول ہے۔ اور جس کے خلاف اور قبیح ہونے کی گواہی دے، وہ مردود اور بدعت مذمومہ ہے۔

سُنّتِ حسنہ (بدعت حسنہ) :

بدعت حسنہ (Commendable Innovation) وہ نیا کام جو کہ کسی سُنّت کے خلاف نہ ہو، بلکہ شریعت کے اصول وقوانین اور سُنّت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کیا ہوا ہو۔ بدعت حسنہ اچھی چیز ہے اور باعث ثواب۔ دین میں شریعت کے قواعد ونصوص اور حضور ﷺ کی سیرت وطریقے یعنی سُنّت نبوی کے موافق کسی کارِ خیر (نیک اعمال) کا جو حضور ﷺ سے ثابت نہ ہو اور کوئی سابقہ مثال موجود نہ ہو حضور ﷺ کے زمانہ ظاہری یا بعد میں ایجاد واختیار کرنا لغت میں بدعت حسنہ کہلاتا ہے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ اعمال شرعی بدعت نہیں ہیں بلکہ سُنّت حسنہ اور سُنّت مستنبط ہے کیونکہ شریعت کے دلائل وشواہد اس کے مقبول ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے **من سَنَّ فی الاسلام سنۃً حَسَنۃً** فرما کر بدعت حسنہ کو سُنّت میں داخل فرما لیا۔ اور اس کے ایجاد کرنے والے کو 'سُنّی' قرار دیا۔ کہ سُنّت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کو حضور نبی کریم ﷺ نے مقرر رکھا' یا جو کام حضور ﷺ نے مداومت و اظہار کے ساتھ کیا اور حضور ﷺ کا وہ ارشاد بھی آپ ﷺ کا فعل ہے کہ اس میں قیامت تک بدعت حسنہ نکالنے کا اذن (اجازت) اور اس کو برقرار رکھنا اور بتا دینا ہے کہ اسے شرعاً اس کی اجازت ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کے ساتھ اجر و ثواب ہے۔ فرمان ﷺ نبوی ہے جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

بدعت حسنہ (سُنّت حسنہ) کی جامع تعریف :

جس طرح فرض عبادت کے علاوہ تمام عبادات کو نفل عبادت شمار کیا جاتا ہے۔ نفل عبادت کی تقسیم سُنّت موکدہ' سُنّت غیر موکدہ' مستحب و مباح کی اصطلاح سے کی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا المثال سُنّت نبوی ﷺ کے علاوہ تمام نو پیدا و ایجاد کردہ نیک و خیر اعمال کو لغت کے لحاظ سے 'بدعت حسنہ (Commendable Innovation) کہیں گے شرعی اصطلاح میں یہ سُنّت حسنہ کہلائے گی۔ سُنّت حسنہ میں سُنّت صحابہ ' سُنّت تابعین' سُنّت ائمہ' سُنّت مجتہدین' سُنّت علماء کہا جائے گا۔ اگر ہر وہ نیک عمل جس کی مثال سابق میں نظر نہیں آتی اس کو گمراہی اور بدعت کہا جائے تو تمام مجتہدین ' محققین و مفکرین کو بدعتیوں کا امام کہنا پڑے گا ! (العیاذ باللہ) نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ شریعت کے موافق نئے کام کی تائید فرماتے ہیں اور جو موافق نہیں اس پر انکار فرماتے ہیں۔ دیکھئے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ درخواست کرتے ہیں کہ

مقام ابراہیم کو مصلے' بنایا جائے اور امہات المومنین کو پردے کا حکم دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی موافقت میں قرآن پاک کی آیات نازل فرما دیں کیونکہ انہوں نے عظیم ترین دینی مصلحت کی درخواست کی تھی۔ چونکہ انہوں نے کارخیر کی سفارش کی تھی اس لئے اس اچھے کام کی تائید کی گئی۔لیکن جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ملک شام سے واپس آئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا۔ اُن کا گمان تھا کہ یہ کارخیر ہے۔انہوں نے ملک شام میں دیکھا تھا کہ اہل کتاب اپنے راہبوں اور مقدس شخصیتوں کو سجدہ کر کے تعظیم بجالاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالے' کے ماسوا کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ مخلوق کو سجدہ کرنا آپ کی شریعت مبارکہ کے مخالف ہے۔ اگر ہر نئے ایجاد کردہ اور دَوراوّل کے بعد پیدا ہونے والے ہر عمل پر بدعت سیئہ (بُری بدعت) (Condemned Innovation) کا حکم لگادیں اور یہ لحاظ نہ کریں کہ کس کام میں بہتری ہے اور کس میں خرابی تو شریعت کے بہت سے قواعد اور قیاسات کو بیکار ٹھہرانا پڑے گا اور شریعت کے وسیع دائرے کو تنگ کرنا پڑے گا اور یہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔ وہ حضرات جو ہر نئے کام کو بدعت وحرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنیٰ کریں گے کہ **اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاَبَاحَۃُ** تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح (permissible) ہے' یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے۔ ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے۔یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ اور اقوال فقہا سے ثابت ہے۔

ضابطہ حلال وحرام :

مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے۔

اَلْحَلَالُ مَااَحَلَّ اللّٰہُ فِی کِتَابِہٖ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ فِی کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَمِمَّا عُفِیَ عَنْہُ۔

حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام نہ کرے رسول ﷺ منع نہ فرمائیں اور کسی سے ممانعت ثابت نہ ہو تو پھر کس دلیل سے ہر نئے کام' نیک کام کو حرام کہا جا سکتا ہے۔ حرمت کی دلیل نہ ملنا ہی حلال ہونے کی دلیل ہے۔

اصل اشیاء میں اباحت ہے :

﴿**ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا**﴾ (البقرہ/۲۹)

وہی ہے اللہ تعالیٰ جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابل نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ و رسول ﷺ حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہیں کیوں کہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے۔ حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت (یعنی حلال ہونے) کی دلیل ہے۔ مردہ جانور کا گوشت' خون' خنزیر (سور) شراب سے بچنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ حرام ہیں۔ اللہ و رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ لہذا اُن سے بچنا ثواب کا باعث ہے۔

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ﴾ (انعام/۱۴۴) تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام۔

جس چیز کی حرمت شریعت میں نہ ملے وہ حلال ہے۔حلال ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل بتایا گیا کہ چونکہ وحی الٰہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہذا' حرام نہیں۔

یہ اسلامی قانون ہے :

چیزیں تین قسم کی ہیں :

(۱) بعض وہ جن کی حلّت (حلال ہونا) حدیث یا قرآن مجید میں مذکور ہے وہ حلال قطعی ہیں۔

(۲) بعض وہ جن کی حرمت قرآن یا حدیث میں مذکور ہے وہ حرام ہے۔جیسے سور' کتا' بلا' شراب' مردار' بہتا خون وغیرہ۔

(۳) بعض وہ جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے یعنی قرآن وحدیث میں ان کا ذکر ہی نہیں۔وہ معاف ہیں یعنی حلال ہیں جیسے عام جانور' پھل فروٹ غذائیں دوائیں۔

آج کل لوگ بلا دلیل چیزوں کو حرام کہہ دیتے ہیں اور ہم سے حلال ہونے کی دلیل مانگتے ہیں۔خود حرمت کی دلیل پیش نہیں کر سکتے یہ سخت غلطی ہے۔

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ﴾ (انعام ۱۱۹) تم سے مفصل (تفصیل سے الگ الگ) بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا تفصیل سے ذکر ہوتا ہے اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ اس آیت میں اشارہ ان احادیث کی طرف ہے جن میں حضور انور ﷺ نے حرام جانوروں کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا کہ ہر کیل والا شکاری جانور اور ہر پنجہ والا شکاری پرندہ حرام ہے اور کیڑے مکوڑے' چوہے' سانپ وغیرہ حرام ہیں۔ جبکہ قرآن مجید نے سور کے سوا کوئی جانور کتا' بلی وغیرہ حرام نہیں کیا اور سور کا بھی صرف گوشت حرام ہونے کا ذکر ہوا' اس کے باقی اعضاء حدیث شریف نے ہی حرام کئے۔ حدیث پاک بھی رب تعالیٰ ہی کے احکام کا ہے۔ اسی لئے اسے 'وحی غیر متلو' کہتے ہیں۔

قولِ حق قرآن ہے' قولِ رسول ہے حدیث
نام ہی کا فرق ہے تقریر ہے دونوں کی ایک

حضور ﷺ احکام شرعیہ سے پیدائشی واقف تھے۔ ہزار ہا احکام' قرآنی آیات آنے سے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیئے تھے۔ بلکہ اُن پر عمل کرا دیا تھا۔

قرآن فرماتا ہے کہ زینت و آرائش کی جن چیزوں اور عمدہ لذیذ کھانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے حلال کیا ہے کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے انہیں حرام اور ممنوع قرار دے۔ حلت وحرمت (حلال وحرام) میں انسانی خواہش کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور حلت (حلال) کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں ۔ تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ حلال چیزیں چھوڑ دے بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے۔ حلال نعمتیں خوب کھاؤ پیو۔ محرمات سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے اچھی نعمتیں مومنوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں کفار ان کے طفیل کھا رہے ہیں۔ لہذا جو کوئی کہے کہ

تقویٰ اس میں ہے کہ اچھا نہ کھائے، اچھا نہ پہنے، وہ جھوٹا ہے۔ اچھا کھاؤ۔ اچھا پہنو۔ اچھے کام کرو ﴿ **كلوا من الطيبات واعملوا صالحا** ﴾

ترک دُنیا کا نام تقویٰ نہیں۔ گناہ چھوڑنے، نیکی کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ (روح البیان)

دُنیا میں اگرچہ کفار مسلمانوں کے طفیل نعمتیں کھا لیتے ہیں مگر قیامت میں کسی کافر کو کسی نوعیت سے نعمتیں نہ ملیں گی۔

﴿ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا** ﴾ (المائدہ/۸۷)

اے ایمان والو ! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری (پاک، صاف، عمدہ، اعلیٰ، دل پسند) چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو۔

کسی حلال کو حرام نہ کرلو۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہ کی ہو اُسے حرام نہ سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ حرمت کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہوگئی۔ حرمت کے لئے دلیل چاہئے اور حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حلال چیزیں وہ ہیں جو حرام نہ ہوں لہذا فاتحہ کی چیز کو حرام نہ جانو۔ حلال کو حرام قرار دینا حد سے بڑھنا ہے۔

﴿ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ** ﴾ (البقرۃ/۱۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (کنزالایمان)

بیشک اللہ پسند نہیں فرماتا زیادتی کرنے والوں کو۔ (معارف القرآن)

جو حلال وطیب چیزوں کو حرام جانے وہ اللہ کے محبوب نہیں ۔ بلکہ مردود ہیں اور جو حرام کو حلال جانے وہ بھی مردود ہے۔ ہم کو چاہئے کہ تابع فرمان الٰہی رہیں ۔ جسے رب کریم حلال کرے اسے حلال جانو، جسے حرام کرے حرام جانو۔

خلافِ سُنّت کام بدعت ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا۔ بعد حمد الٰہی کے معلوم ہونا چاہئے کہ:

خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ	سب سے بہترین کلام کتاب اللہ ہے
وَخَيْرُالْهَدْيِ هَدْىُ	اور بہترین سیرت محمد (ﷺ) کی سیرت ہے۔
مُحَمَّدٍوَشَرُّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا	اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نیا نکالا گیا
وَكُلُّ بِدْ عَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم مشکوٰۃ)	(نئی ایجاد یعنی بدعت) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت یعنی نئے ایجاد کردہ طریقے اور نو پید امر کا مقابلہ ہدایت نبوی سے کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہی بہترین سیرت ہے اور آپ کی سیرت کا مخالف' نو پیدا امر 'شر' اور 'بدعت' ہے۔

بدعتی فرقہ : اسلامی معاشرہ کی اصلاح کے نام سے ایک فرقہ دین اسلام میں فتنے پیدا کر رہا ہے۔ یہ فرقہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی' مشرک اور کافر سمجھتا ہے حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔ یہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کوئی بھی اپنے کو اہلحدیث نہیں کہا کرتا تھا اُس دور میں صرف اہل اسلام تھے اب بتائیں کہ اُن کی بدعت کہاں گئی ؟

بدمذہب وہابی فرقہ نے مسلم معاشرہ کی جائز و نائز تمام رُسومات کو حرام و بدعت' بلکہ کفر و شرک ٹھہرا دیا ہے اور یہ لوگ یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنے کو کفر و شرک لکھ دیا۔ قبروں پر چادر ڈالنے 'بزرگوں کی نیاز فاتحہ دلانے' مردوں کا تیجہ' چالیسواں کرنے کو بدعت و حرام قرار دے دیا۔ میلاد شریف کی

مجلسوں کوحرام وبدعت بلکہ 'کنھیا' کے جنم دن سے بدتر لکھ دیا۔ سلام وقیام کو ناجائز وممنوع قرار دیا۔ بزرگان دین کے اعراس کو ناجائز وحرام لکھا۔محرم میں ذکر شہادت کوحرام قرار دیا۔ دلچسپ اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ جب ان رسومات کے کفروشرک اور بدعت وحرام ہونے پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے احتیاطاً ان چیزوں کو کفروشرک اور بدعت وحرام لکھ دیا ہے تاکہ لوگ ڈر کر ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کفروشرک اور حرام و ناجائز قرار دینا یہ احتیاط نہیں بلکہ بہت بڑی بے احتیاطی ہے۔ اللہ تعالیٰ جن چیزوں کو حلال بتایا ہے ان کو شرک کفر اور حرام بتانا یہ اللہ تعالےٰ پر افتراء ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ :

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا﴾ (الانعام/۹۳)

یعنی اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے۔

بہر حال جن رسموں اور باتوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے حرام نہیں بتایا اُن کو حرام ٹھہرانا بہت بڑا گناہ ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ کے دین کی دعوت اور تبلیغ کے بہانے اُمت مسلمہ کو اپنے ایک مرکز سے جدا کرنے کی سعی ناپاک کی جارہی ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ احوالِ اُمت کی اصلاح کے بہانے اُمت میں فساد کا بیج بویا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ غلامی مصطفیٰ ﷺ کے جذبات کو معاذ اللہ شخصیت پرستی کا نام دیا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ فروغ دین کے حوالے سے محبت رسول سے خالی لڑیچر کی ترویج واشاعت کو خدمتِ دین کا نام دیا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج بزرگانِ دین سے نفرت رکھنے کی تلقین کی جارہی ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان تمام ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اُمت مسلمہ پر شرک اور بدعت کے فتوے لگائے جارہے ہیں؟

<u>یہ کون لوگ ہیں</u> ؟

یہ وہ لوگ ہیں جو عبداللہ بن اُبی (منافق)' عبداللہ ابن سبا (یہودی) اور ذوالخویصرہ تمیمی (خارجی) کی معنوی اولاد ہیں جنہیں چاروں طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ یہ وہ ظالم ہیں جن کے دِلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا نام ونشان تک نہیں اور نہ حضور ﷺ کی اُمت کا دَرد ہے۔

بدعت کا وظیفہ :

آج کل شرک کے ساتھ ہر بات کو بدعت کہا جارہا ہے۔ آخر یہ بدعت ہے کیا؟ کیا ہرنئی چیز بدعت ہے؟ تب تو زندگی وبال ہے۔ جینا محال ہے۔ یہ پلاؤ۔ یہ شیرمال۔ یہ مٹن چاپ۔ پوڈنگ کھانا بدعت ہے؟ چھاپہ کے قرآن میں پڑھنا۔ حدیث کی کتابیں چھپوانا بدعت ہے؟ توپ۔ بندوق۔ ٹینکوں کا جواب تیر وتلوار سے کیوں کردیا جائیگا۔ جینا چاہتے ہو اور اسلام پر باقی رہنا چاہتے ہو تو **اعدوالھم ماستطعتم من قوۃ** (جس قدر قدرت ہو سکے اپنے دشمنوں کے لئے تیار کرو) پر عمل کرو۔

کیا بدعت دینی کاموں میں ہوتی ہے :

اگر یہ کہا جائے کہ بدعت دینی کاموں میں ہوتی ہے تو کیا جہاد دُنیوی کام ہے؟ کیا قرآن وحدیث کا طبع کروانا دُنیوی کام ہے؟ اگر کہا جائے کہ جو چیز بطور عبادت کی نیّت سے کی جائے وہ بدعت ہے! تو پھر مسلمان کا کونسا کام ہے جو نیّت صالح سے کیا جائے اور عبادت نہ ہو؟ اگر یہ کہا جائے کہ ایسا کام جس کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں اس کا کرنا بدعت ہے۔ اسلام و دین' قرآن وحدیث ایسے ہمہ گیر ہیں کہ مسلمان کا ہر فعل قرآن وحدیث کے موافق ہونا چاہئے۔ فقہا اور محدثین جو کچھ استنباط کرتے ہیں وہ بدعت نہیں ہے بلکہ اُن کا ماخذ قرآن وحدیث میں ہوتا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ وہ اُمور جو اصول واغراض دین کے خلاف ہیں جن کا ماخذ قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ یا جن کے سبب سے اصول دین پر بُرا اثر پڑتا ہے وہ قابل ترک یا قابل اصلاح ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہر سال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ عمل عرس کا ماخذ ہے۔ دو قبروں پر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پھڑے کے ٹکڑے کر کے ڈالے اور فرمایا کہ جب تک یہ تازہ ہیں ذاکر ہیں اور اس سے تخفیف عذاب کی امید ہے۔ یہ قبروں پر پھول چڑھانے کا ماخذ ہے کیونکہ پھولوں میں تازگی اور خوشبو دونوں ہے۔

(ماخوذ: درس القرآن۔ بحرالعلوم حضرت عبدالقدیر حسرت علیہ الرحمہ مطبوعہ حسرت اکیڈیمی حیدرآباد دکن)

بدعت کا فلسفہ :

مظہرِ غزالی حضور سیدی شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہٗ فرماتے ہیں:
یہ کیا معاملہ ہے کہ بات بات میں بدعت' میلاد کا ذکر بدعت' حضور ﷺ کی بارگاہ میں

صلوٰۃ وسلام کے لئے کھڑا ہونا۔یعنی قیام بدعت' درود شریف' آیۃ کریمہ' وظائف کی تلاوت بدعت ۔مسلسل روزے رکھنا بدعت 'ساری رات قرآن کی تلاوت اورنمازیں ادا کرنا بدعت' شعائراللہ اورتبرکات کی تعظیم بدعت ہرنیک ومستحب عمل اورعبادت بدعت ۔ عام طور پر یہ لوگ بدعت اس کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ ہوا اور وہ اس زمانے میں ہو۔اس پیمانے کو لے کر آؤ اور بدعتوں کا شمار کرو۔ یقین جانو کہ رسول ﷺ کے زمانہ میں کبھی بھی لوگوں نے اس طرح بیٹھ کر ذکر رسول ﷺ نہیں سُنا جس طرح آپ بیٹھتے ہیں ۔ رسول ﷺ کے زمانے میں اس طرح کا مکان تو تھا ہی نہیں اور یہ الیکٹرک اور مائک بھی نہیں تھا۔ ہمارا جس طرح لباس ہے یہ بھی بدعت ۔ ہوائی جہاز کا سفر بدعت' ایرپورٹ جانا بدعت'اس طرح رسول ﷺ کے زمانے میں کسی کا استقبال نہیں کیا گیا۔قرآن مجید پر زیروزبر لگانا خود بدعت ہے۔ہم ثواب کی نیّت سے قرآن پڑھتے ہیں اور زیروزبر لگانے والے نے ثواب ہی کی نیّت سے لگایا ہے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن میں نہ زبر تھا۔ نہ زیر تھا۔ نہ پیش تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہیں تھا۔ حجاج ابن یوسف کے دور میں یہ لگایا گیا۔لہذا جو بدعت سے بچنا چاہتے ہیں ایسا قرآن تلاش کریں جس میں نہ زیر ہو نہ زبر ہو' تا کہ پڑھنا لکھنا بھی زیروزبر ہو جائے ۔مسجد پختہ بنانا بھی بدعت ہے۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پختہ آرسی سی کی مسجد تھی ہی نہیں۔ مسجد میں قالین و کارپیٹ کا بچھانا بدعت ۔ پنکھے ایرکولرس ۔ فریج اورلاؤڈ اسپیکر کا استعمال بدعت ۔ اجتماع کے نام پر جو جلسہ کیا جاتا ہے وہ بدعت ۔ ٹولی ٹولی پھرتے ہو یہ بھی بدعت ۔مسجد مسجد جاتے ہو یہ بھی بدعت ۔ اور یہ بڑے بڑے دارالعلوم جو بن رہے ہیں یہ دارالعلوم بھی بدعت اور جو فقہ کی کتابیں مرتب ہیں

اور جو حدیث کی کتابیں مرتب صورت میں ہیں یہ سب بدعت۔ مزار پر چادر چڑھانا ہی بدعت نہیں بلکہ قرآن پر غلاف چڑھانا بھی بدعت۔قرآن کو پریس میں چھپانا بھی بدعت ۔اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کبھی قرآن نہیں چھپایا گیا۔لوگ ہاتھ سے لکھتے تھے۔لہذا پریس میں چھپانا یہ بھی بدعت۔اب تو ساری بدعتوں کوشمار کرنا ہی پڑے گا۔ نماز کے لئے زبان سے نیّت کرنا یہ بھی بدعت' اس لئے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے کبھی زبان سے نیّت نہیں کیا۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی زبان سے کبھی نیّت نہیں کی۔نیّت نام ہے دل کے ارادے کا۔زبان سے نیّت کرنا بعد کے مشائخ اور بزرگوں نے رائج کیا۔لہذا زبان سے نیّت کرنا یہ بھی بدعت ہے اب اگر بدعتوں کو شمار کرو تو کوئی لائبریری تیار ہو جائے۔اب اگر ہر بدعت ضلالت ہے۔ اگر ہر بدعت بے راہ روی ہے تو تمہیں اس وقت ایمان والا کون ملے گا؟
معلوم ہوا کہ تم سمجھ نہیں سکے کہ بدعت کا فلسفہ کیا ہے؟

بدعت کا صحیح فلسفہ :

کچھ اچھی بدعت ہوتی ہے کچھ بُری بدعت ہوتی ہے۔اچھائی اور بُرائی کو بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔قرآن پر زیر و زبر لگانا بدعت ضرور ہے مگر یہ اچھی بدعت ہے۔مسجد کا پختہ بنانا بدعت ضرور ہے مگر یہ اچھی بدعت ہے۔زبان سے نیّت کرنا بدعت ضرور ہے مگر یہ اچھی بدعت ہے۔ذکر رسول ﷺ کے لئے ایسی محفل منعقد کرنا اچھی بدعت ہے۔اس میں نبی کی سیرت بیان ہوتی ہے۔عقائد اور اعمال کی بات ہوتی ہے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ کو جلایا جاتا ہے۔رسول ﷺ کے فضائل و کمالات کا ذکر ہوتا ہے۔

ہر بات کو بدعت کہنے والے یہاں تک کہتے ہیں کہ معراج کی رات اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز پڑھنا جائز نہیں ۔معراج کی رات اگر کوئی قرآن پڑھے تو قرآن پڑھنا بدعت ہے۔اللہ کی عبادت اور نا جائز ؟

یہ قوم کہاں پہونچ رہی ہے! معراج کی رات نماز پڑھنا ' قرآن پڑھنا اور ذکر وعبادت میں مشغول ہونا اس لئے بدعت قرار دیا جاتا ہے کہ یہ رات رسول ﷺ کومعراج ہوئی تھی ۔ بڑی مبارک رات ہے۔ لہذا ایسی عبادت اور تلاوت نا جائز جو رسول ﷺ کی یاد دلانے کا سبب بن جائے ۔

کیا رسول ﷺ کی یاد اور سُنّتوں کی ادائیگی کے بغیر بھی کوئی عبادت ہوسکتی ہے؟ جب تم سنتیں پڑھو گے تو رسول ﷺ یاد آئیں گے ۔ جب تم سُنّت چھوڑو گے تو بہت کچھ چھوڑ نا پڑے گا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد کان میں اذان واقامت کہنا سُنّت ' عقیقہ' ختنہ سُنّت ' بالغ ہونے سے پہلے سارے اسلامی مراحل سُنّت 'اور جب مر گیا نہلا نا سُنّت ' کفن دینا سُنّت ' کاندھے پر لے کر چلنا سُنّت ' نماز جنازہ میں چار تکبیرات کے علاوہ جو کچھ پڑھا جائے وہ سُنّت ' قبر میں اتارنا سُنّت ' قبر کو ڈھکنا سُنّت ' آغاز (ابتداء) بھی سُنّت ' انتہاء ' (انجام) بھی سُنّت ' میرے رسول ﷺ کی سُنّت کی برکت ہے کہ مسلمان مر کر بھی ایمان والوں کے کاندھے پر جاتا ہے عزت سے نہلا یا جاتا ہے لوگ اس کے لئے صف بستہ ہو کے دُعائے مغفرت کرتے ہیں ۔سُنّت کی برکت کی وجہ سے عزت کے ساتھ اُس کو قبر میں اُتارا جاتا ہے ۔اگر سُنّت کا خیال نہ ہوا ور سُنّت کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوتو ٹانگ پکڑ کے پھینک دیا جائے تا کہ دنیا سُنّت کو ترک کرنے والے کا انجام دیکھ لے ۔سُنّت ادا کرو گے تو رسول ﷺ یاد آئیں گے ۔فرض ادا کرو گے تو بھی رسول ﷺ کی یاد آئے گی ۔سورۂ فاتحہ پڑھو گے تو رسول یاد آئیں گے ۔

سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ۔ **سبحان ربی العظیم ۔سبحان ربی الاعلیٰ** ۔فرض نہیں ۔ثناء پڑھنا فرض نہیں ۔ یا د رکھنا یہ تعدیل ارکان بھی فرض نہیں ۔ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھنا یہ بھی فرض نہیں ۔ یہ سب ادا کرو گے تو رسول ﷺ یاد آئیں گے ۔سُنّت چھوڑنے سے سورہ فاتحہ کی برکتوں سے محروم ہوں گے ثناء کی توفیق چھین لی جائے گی ۔**سبحان ربی العظیم** اور **سبحان ربی الاعلیٰ** بھی نہ کہہ سکتے ۔ التحیات پڑھنا فرض نہیں اگر یہ چھوڑو گے تو درودوسلام کی سعادتوں سے محروم ہو جاؤ گے ۔ نماز میں فرض سات ہیں ۔تکبیر تحریمہ ۔قیام ۔قرأت ۔ رکوع ۔ سجدہ ۔ قعدہ اخیرہ اور بالقصد نکل جانا یعنی خروج بلا رادہ فرض ۔ یہ فرائض کس نے ادا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا تھا یا اللہ نے کر کے دکھایا تھا؟ یہ سب رسول ﷺ کی ادا ہے ۔ یہ اٹھنا بھی رسول اللہ ﷺ کا' یہ رکوع بھی رسول اللہ ﷺ کا' سجدے کا انداز بھی رسول ﷺ کا ۔ اللہ کو منظور یہ ہے کہ اے محبوب تمہاری اداؤں کو میں اپنا فرض قرار دوں گا ۔سُنّت تیری ہو اور فرض میرا ہو ۔تا کہ یہ دُنیا تیری یاد کو نہ مٹا سکے ۔ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی زبان میں یاد کیا جا سکتا ہے اُس کی عبادت کے لئے کوئی زبان کی قید نہیں ۔ رب تعالیٰ کو منظور یہ ہے کہ کم سے کم پانچ وقت اُس کو اُس زبان میں یاد کریں جس میں محبوب نے یاد کیا تھا ۔جس طرح محمد عربی ﷺ نے یاد کیا تھا ۔ پانچ وقت ادھر رُخ کر لو جدھر رسول اللہ ﷺ نے چہرہ کیا تھا ۔ مطلب یہ ہے کہ عبادت میری ہو' ادا اُن کی ہو ۔ اللہ کی عبادت بھی رسول کی یادگار رہے ۔ حج اللہ کی فرض عبادت ہے ۔ رسول عربی ﷺ نے جو لباس یعنی احرام پہنا تھا اُس کے بغیر حرم کی مقدس سرزمین پر قدم نہیں رکھا جا سکتا ۔ رسول اللہ ﷺ کی سُنّت ادا کرنا ہی پڑے گا ۔کعبہ کا طواف رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا ۔ صفا و مروہ کی سعی رسول اللہ ﷺ کی ادا ہے ۔عرفات میں

رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے۔ مزدلفہ میں وقوف رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ منیٰ میں رمی جمار (شیطان کو کنکریاں مارنا) رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے۔ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کی اداؤں کو فرض کیا ہے۔ عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ میں مغرب وعشاء ادا پڑھنا ہوگا۔ عشاء کے وقت مغرب کی قضاء نہیں بلکہ ادا پڑھی جائے گی کیونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے مغرب وعشاء ادا پڑھی تھی۔ معلوم ہو گیا کہ فریضہ حج بھی رسول اللہ ﷺ کی یاد اور اداؤں کا نام ہے۔

روزہ بھی فرض عبادت ہے۔ افطار رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ سحری رسول اللہ ﷺ نے کھائی تھی۔ دن بھر بھوکا رسول اللہ ﷺ نے رہا تھا۔ سحری کھاؤ گے تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ افطار کرو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ بھوکے رہو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ کلمہ طیبہ **لاالہ الاالله محمدرسول الله** پڑھیں تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ اذان سنو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ خطبہ سُنو تو رسول یاد آئیں گے۔ نماز پڑھو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ حج کرو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ جہاد کرو تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔ زکوٰۃ دیں تو رسول اللہ ﷺ یاد آئیں گے۔

مومن رسول اللہ ﷺ کو بھلا نہیں سکتا ! ایک مسلمان رسول اللہ ﷺ کی یاد منانے پر مجبور ہے۔ (خطبات برطانیہ: شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہٗ)

بدمذہب و بدعقیدہ افراد مسلمانوں کو چلتے پھرتے ہلکے اور معمولی الفاظ تصور کرتے ہوئے 'مشرک و بدعتی' کہہ دیتے ہیں۔ بدعت ......' ضلالت و گمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ **شرُّ الاُمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار** تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے

نکالے جائیں' دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ احادیث میں بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی سخت ممانعت ہے' فرمایا گیا کہ بدعتی کی تعظیم دراصل دِین کو ڈھانا ومنہدم کرنا ہے۔ چور اور زانی کے بارے میں اتنی سخت وعید نہیں ہے جتنی بدعتی کے لئے ہے کیونکہ گناہِ کبیرہ کا تعلق عمل سے ہوتا ہے اور بدعت کا تعلق عقیدہ کے فساد سے ہوتا ہے۔ بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ بدعتی' حوضِ کوثر پر نہ ہی جا سکے گا اور نہ ہی اُسے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ بدعتیوں کے پاس آنا جانا' اُن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ بدعت کے پُرخطر ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ ایک بدعتی کا انجام دُنیا اور آخرت دونوں جگہ کے اعتبار سے نہایت ہی بُرا اور عبرتناک ہے۔ بدعتی کا ایک بڑا خسارہ یہ ہے کہ وہ شریعت کی نگاہ میں ملعون ہوجاتا ہے۔ بدعتی کی شہادت ناقابل قبول ہوگی۔ مسلمان کو مشرک و بدعتی کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ مسلمان کو بُت پرست' دین کی بنیادوں کو ڈھانے والا' گمراہ اور جہنمی کہا جائے۔ یرقان کے مریض کو ہر چیز اصفر (زرد) نظر آتی ہے اور بدعقیدہ مقلد وغیر مقلد وہابی کو مسلمانوں کے سارے اعمال وعبادات بدعت نظر آتے ہیں صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں بلخصوص صوفیائے کرام کو یہ بدبخت لوگ پجاریوں اور پادریوں کے برابر قرار دیتے ہیں ......اور وہ آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ جو کفار ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں' انھیں بڑی بیبا کی سے اُمتِ مسلمہ پر چسپاں کردیا جاتا ہے جو کہ ایک نہایت ہی ظالمانہ اور جاہلانہ طرزِ عمل ہے۔ اہل صدق وصفا وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے ایمان واعتقاد کی درستگی کے ساتھ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قربِ خاص حاصل کیا اور اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل ہوکر زندگی کے ہر سانس کو مرضی حق کے تابع کرلیا۔ معرفتِ حق

سے اُن کے دل معمور اور نورِ حقیقت سے اُن کی آنکھیں روشن ہوگئیں' عبادتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ نے ان کے پیکرِ خاکی کو نورانی بنادیا...... ان ہی اولیاء اللہ کے مزارات (درگاہوں) کو دریدہ دہن بدمذہب وہابی' مندروں اور گردواروں کے مثل قرار دیتے ہیں۔ یہی بدعقیدہ لوگ دِین کے راہزن ہیں ان کے اختلاط (میل جول) سے احتیاط کرنا چاہئے۔

بدعت اور جدید ایجادات

لفظ بدعت کے لغوی(Literal) معنیٰ کے اعتبار سے تو ہر قلم کار' ہر مصنف' ہر محقق' ہر موجد' ہر سائنسداں' ہر ڈیزائن بنانے والا' بدعتی' ہے کیونکہ وہ نئی نئی باتیں سوچتا ہے اور نئی نئی چیزیں بناتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تخلیقی قوت ایک زندہ قوم کی نشانی ہے۔ اس کے بغیر زندگی متحرک نہیں ہوسکتی۔ جس قوم میں ایجاد کی قوت نہیں وہ مغلوب رہتی ہے۔ ایجاد کی قوت اللہ کا بڑا انعام ہے۔ کسی قوم کو مردہ کرنا ہو تو اُس کی پوشیدہ قوتِ ایجاد کی نفی کردی جائے۔ دل کے دریچے بند کردیئے جائیں۔ فکر کے سوتے پاٹ دیئے جائیں۔ تو وہ زندہ درگور ہو جاتی ہے۔ شریعت نے اس عظیم قوت کا پاس ولحاظ رکھا ہے کیونکہ اسلام دینِ فطرت ہے۔

اسلام میں مبنی بر حکمت ومصلحت نئے اُمور حسنہ کے اجراء کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اگر مجتہدین ومحققین کو اس اَمر کا پابند کردیا جاتا کہ وہ نظام الاحکام کو صرف عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ کے قضایا اور نظائر تک ہی محدود رکھیں اور نئے اقدامات کو بدعت سمجھ کر چھوڑ دیں تو قدیم اور جدید کے درمیان خلا واقع ہوجاتا...... نتیجہ...... اسلامی طرز زندگی جمود کا شکار ہوجاتی۔ مجتہد نئے فیصلوں کے ذریعے امکان جمود کو ختم کرتا ہے

اور احکام شریعت کے تحرک وتسلسل کے برقرار رہنے کا باعث بنتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ غلط نتیجہ برآمد ہونے کی صورت میں بھی اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی اُس کی مجتہدانہ کاوش اور جرأت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ یہ اجتہاد صاف ظاہر ہے ایک 'نیا قدم' ہی ہوگا۔ اگر نصوص قرآن وسُنّت یا عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ سے ثابت ہوتا تو اجتہاد نہ کہلاتا بلکہ وہ حکم منصوص ہی ہوتا۔ چونکہ وہ اساسی مصادر سے یا زمانہ تشکیل سُنّت سے ثابت نہیں ہے اس لئے لغۃً بدعت ہے۔ طریقہ اجتہاد ہے' ضرورۃً مصلحت ہے اور حکمتاً 'حسنہ' ہے۔ اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ یہی وہ اجتہاد ہے جس پر اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اور یہی حکمِ رسول ﷺ ہے۔ اور اصلاً سُنّت نبوی ﷺ کے تابع ہے۔

اچھائی اور بُرائی کا فلسفہ :

بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ ہر نئی چیز گمراہی ہے تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر پُرانی چیز ہدایت ہے۔ لیکن کیا یہ بات معقول ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ اچھائی یا بُرائی کا تعلق نئے اور پُرانے ہونے سے نہیں۔ یہ بات تو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی ہے جو ہر نئی چیز کو گمراہی کہتا ہے وہ زمانہ کو ٹھہرانا چاہتا ہے مگر وہ کسی کے ٹھہرانے سے نہیں ٹھہرتا وہ چلتا ہی رہتا ہے۔

زمانہ کی فطرت میں تبدیلی ہے۔ اس برق رفتاری میں ٹھہراؤ کی بات عجیب سی بات ہے۔ زندگی متحرک ہے اس کے مظاہر بدلتے رہتے ہیں۔ خود انسان بدلتا رہتا ہے اس کے وجود میں ٹوٹ پھوٹ اور تعمیر وترقی کا عمل جاری رہتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ معاشرے میں بہت سے اعمال ایسے ہیں جن کی اصل قرآن میں ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جن کی اصل حدیث میں ہے اور بہت سے ایسے اعمال ہیں

جو اللہ کے محبوبوں نے رضائے الٰہی کے لئے اپنی خوشی سے اختیار کیے۔ مگر کوتاہ بینی کی وجہ سے ہم کو وہ بدعت وگمراہی نظر آتے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی بدعت حسنہ کا انکار کرتا ہے اور سُنّت پر زور دیتا ہے تو اُس سے کہا جائے گا کہ ظاہر و باطن میں سُنّت کے رنگ میں رنگ جا۔ حضور ﷺ کی سی معیشت اختیار کر۔ رہنے کے لئے چھ سات ہاتھ لمبا چوڑا چھوٹا سا کمرہ۔ پہننے کے لئے سادہ سا ایک جوڑا لباس۔ کھانے کے لئے کھجو ریا جو کا بلا چھنا آٹا۔ سونے کے لئے بوسیدہ ٹاٹ۔ سواری کے لئے معمولی جانور۔ اگر وہ کہے یہ تو دُنیا ہے تو کہا جائے گا کہ اسلام دِین و دُنیا دونوں پر محیط ہے۔ اسلام میں اس دُنیا کا کوئی تصور نہیں جو دِین سے الگ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

خلاف سُنّت نئی بات (بدعت سیئہ) نکالنے کی مذمت

حضور ﷺ نے ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اُوۡصِیۡکُمۡ بِتَقۡوَی اللّٰهِ وَالسَّمۡعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنۡ کَانَ عَبۡدًا حَبۡشِیًّا فَاِنَّهٗ مَنۡ یَّعِشۡ مِنۡکُمۡ بَعۡدِیۡ فَسَیَرٰیۡ اِخۡتِلَافاً کَثِیۡرًا افَعَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّةِ الۡخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَهۡدِیّیۡنَ تَمَسَّکُوۡا بِهَا وَعَضُّوۡا عَلَیۡهَا بِالنَّوَاجِدِ وَ اِیَّاکُمۡ وَمُحۡدَثَاتِ الۡاُمُوۡرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ وَکُلُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ

(ابوداؤد)

’میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے امراء کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو‘ کیونکہ جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھے گا۔ تم میرا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ مضبوطی سے تھامے رہنا اور دانتوں سے اُسے پکڑ لینا اور نئی گھڑی ہوئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ (خلافِ سُنّت ایجاد کردہ) ہر نئی بات بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی‘

اس حدیث میں اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ ان اُمور پر سختی سے عمل کرو جو نبی کریم ﷺ نے کئے ہیں اور پھر انھیں صحابہ کرام نے اپنایا ہے اور دِین میں خلاف سُنّت کوئی نئی بات نہ گھڑی جائے۔

عَنْ عَـآئِشة رضی الله عنهـا قـال رسـول اللـه ﷺ **مَنْ اَحْـدَثَ فِـیْ اَمْـرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔** (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے

بدعت کس کو کہتے ہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْبِـدْعَةُ الْـمَـذْمُـوْمَةُ مَـازاحَمَ السنة الـمـاثُـوْرَة ۔ اَوْ كَـانَ يفدى الى تغييرها ۔

’بدعت مذمومہ وہ ہے جو کسی مشہور حدیث کے خلاف ہو یا اس کی وجہ سے کسی سُنّت میں تغیر پایا جائے۔‘

اب جب صرف بدعت کا لفظ ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے وہ امر مراد ہوتا ہے جو کسی سُنّتِ مشہورہ کے خلاف ہو یا اس سے حضور ﷺ کی کسی سُنّت میں تغیر رو پذیر ہو۔

جہاں بدعت کا لفظ مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مراد وہی فعل ہے جو سُنّت مشہورہ کے خلاف ہو۔ (ضیاء النبی ﷺ)

بدعت کے لغوی (Literal) معنی ہیں نئی چیز۔

قرآن کریم فرماتا ہے ﴿ **قل ما کنت بدعا من الرسل** ﴾ فرمادو کہ میں نیا رسول نہیں۔

نیز فرماتا ہے ﴿ **بـديع السمٰوٰت والارض** ﴾ آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا ہے

ان آیات میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی ایجاد کرنا' نیا بنانا وغیرہ۔

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **البدعۃ کل شیء علیٰ غیر مثال سبق** بدعت وہ کام ہے جو بغیر گذری مثال کے کیا جائے۔ شریعت میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ میں 'یا بعد میں ایجاد و اختیار کی گئی ہو' خواہ وہ دُنیوی ہو یا دینی' خواہ صحابہ کرام کے زمانہ میں' یا اس کے بعد بھی۔ یعنی جو بات رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ ہر وہ نئی بات جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو شرعی لحاظ سے بدعت ہے۔ یعنی بُری وگمراہ کن بدعت وہی رسم قرار پائے گی جو کتاب وسُنّت کے منافی ہو۔ اصل قواعد شعار کے خلاف ہو۔

مسلم شریف کی حدیث میں بدعت کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا۔

من ابتدء بدعۃ ضلالۃ لا یرضھا اللہ ورسولہ۔ جس شخص نے ایسی نئی بات نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں۔

بدعت ضلالہ وہی ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو اور جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی نہ ہوں۔ اس لئے کسی بھی رسم ورواج کو بدعت سیئہ (Condemned Innovation) قرار دینے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ رسم قرآن وحدیث کے خلاف تو نہیں ہے۔ اگر مسلمانوں میں رائج رسمیں قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہوں تو انہیں بدعت کہنا سخت ظلم اور زیادتی ہے۔

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **کل بدعۃ ضلالۃ** 'ہر بدعت گمراہی ہے' سے مراد وہ نو پیدا اُمور ہیں جن کی صحت پر شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ قابل مذمت ہے وہ بدعت جو سُنّت کے مخالف ہو اور گمراہی کی طرف بلائے۔ بدعات حقیقیہ سے مراد وہ منکرات ہیں جو دِین کے مخالف ہو اور دِین کیلئے مضر ہونے

میں علماء کا اختلاف نہ ہو اور جو مسلمانوں کے لئے خطرناک ہونے کے باوجود عام پائے جاتے ہوں۔

جو کام اصطلاح شرعی کے لحاظ سے بدعت ہے وہ گمراہی ہے اس سے دُور رہنا واجب ہے اور اس میں واقع ہونے سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

اسلام میں جھوٹے عقیدے ایجاد کرنا بُری بدعت ہے۔

﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ (اعراف/۱۵۲)

اور ہم اسی طرح سزا (بدلہ) دیتے ہیں جھوٹ گڑھنے والوں کو۔

ہم جھوٹے عقیدے گڑھنے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں کہ اُن پر غضب اور ذِلت نازل ہوگی۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سزا تا قیامت ہر بدعتی کو ملتی رہے گی۔ حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر بدعتی اپنی موت پر ذلت وخواری دیکھے گا۔ خیال رہے کہ بدعتی وہ ہے جو دین میں برے عقیدے گڑھے۔ (تفسیر خازن)

بدعت کے شرعی معنٰی ہیں وہ اعتقاد یا وہ اعمال جو کہ حضور ﷺ کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ بدعت شرعی دو طرح کی ہے۔

(۱) بدعت اعتقادی ۔(۲) بدعت عملی

<u>بدعت اعتقادی</u> : اُن بُرے عقائد کو کہتے ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ حیات ظاہری کے بعد اسلام میں رائج وایجاد ہوئے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ، چکڑالوی، خارجی، قادیانی، غیرمقلد، وہابی، مہدوی، رافضی، تفضیلی، تمام باطل فرقے اور اعتقادات بدعت ہیں۔ اہل سُنّت و جماعت ہی نجات یافتہ یعنی ناجی فرقہ ہے۔ اہل سُنّت و جماعت کے سوا تمام باطل فرقے ناری ہیں کیونکہ یہ تمام فرقے بعد میں

نئے نئے اعتقادات کے ساتھ وجود میں آئے اور یہ لوگ ان کو اسلامی عقائد سمجھتے ہیں مثلاً دیوبندی کہتے ہیں کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے حضور ﷺ غیب سے جاہل یا حضور ﷺ کا خیال نماز میں بیل گدھے کے خیال سے بدتر ہے۔ حضور ﷺ کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں کے مثل کہنا، ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے...... یہ ناپاک عقیدے بارہویں صدی ہجری کی پیداوار ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ہے کہ: **مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ**
جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو کہ دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے

دِین عقائد کا نام ہے، اعمال فروع ہیں۔ بے نمازی گنہگار رہے، بے دین یا کافر نہیں۔ بداعتقاد یا تو گمراہ ہے یا کافر۔ ثابت ہوا کہ بدعت عقیدے کو فرمایا گیا۔

مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ تو فرمایا: **بلغنی انه قد احدث فان کان احدث فلا تقرئه منی السلام** ۔ مجھے خبر ملی کہ وہ بدعتی ہوگیا ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کو میرا اسلام نہ کہنا۔ تقدیر کا منکر ہوگیا تھا اُس کو بدعتی فرمایا گیا۔

درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامت میں ہے۔

ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقادخلاف المعروف عن الرسول ۔

بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بدعت اس عقیدے کے خلاف اعتقاد رکھنا ہے جو کہ حضور ﷺ سے معروف ہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ بدعت نئے اور بُرے عقائد کو بھی کہتے ہیں اور بدعت اور بدعتی پر جو سخت وعیدیں احادیث میں آئی ہیں اُن سے مراد بدعت اعتقادیہ ہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اُس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

بدعت عملی : ہر وہ کام ہے جو رسول ﷺ سے ثابت نہ ہو اور جو رسول ﷺ کے ظاہری زمانہ میں یا بعد میں ایجاد و اختیار کیا گیا ہو۔خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی ۔خواہ صحابہ کرام کے زمانہ میں ہو یا اس کے بعد بھی۔

بدعت عملی دو قسم ہے بدعت حسنہ (Commendable Innovation) اور بدعت سیئہ (Condemned Innovation)۔

بدعت حسنہ : (Commendable Innovation) وہ نیا کام جو کہ کسی سُنّت کے خلاف نہ ہو بلکہ شریعت کے اصول وقوانین اور سُنّت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کیا ہوا ہو۔بدعت حسنہ اچھی چیز ہے اور باعث ثواب' جیسے محفل میلاد' دینی مدارس' نئے نئے عمدہ کھانے' مساجد میں قالین بچھوانا' محفل ختم قرآن مجید' مساجد میں قرآن مجید اور دینی کتب رکھوانا' دینی مدارس یا مساجد میں ایرکولر اور فریج کا رکھوانا۔فرش بچھوانا' پریس میں قرآن مجید و دینی کتب کا چھوانا' دینی کتب کا تقسیم کروانا' دینی کتب خانوں کا قیام' ذکر اور درود شریف کی محافل' موسم گرما میں چھتری اور برف تقسیم کرنا' مساجد یا دینی مدارس میں شامیانے نصب کروانا غریبوں میں دوائیں تقسیم کرنا' فلاحی کاموں کا کرنا......وغیرہ۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت مقرر فرما کر فرمایا **نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** یہ تو بہت ہی اچھی بدعت ہے۔

باجماعت بیس رکعت تراویح کو لغوی اعتبار سے بدعت قرار دیا جاسکتا ہے لیکن درحقیقت صحابہ کرام کی ایجاد و اجتہاد (بدعات حسنہ) کو سُنّت صحابہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے طریقہ (سُنّت صحابہ) کو بدعت کہنا' بذاتِ خود بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے۔

اسی طرح کی چیزوں میں جنہیں لغوی اعتبار سے (Literaly) بدعت قرار دیا جاسکتا ہے تدوین قرآن اور مسجد میں چراغ روشن کرنے کا معاملہ بھی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعینِ زکوٰۃ (منکرین زکوٰۃ) سے قتال بھی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے محض زکوٰۃ نہ دینے کے سبب کسی سے قتال نہیں کیا تھا اس کے برخلاف رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ' مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے حتٰی کہ وہ کلمہ **لااله الا الله محمد رسول الله** کی شہادت دینے لگیں۔ اگر وہ اس کلمہ کی شہادت دینے لگیں تو وہ مجھ سے اپنے جان ومال اور خون کو محفوظ کرلیں گے مگر جان ومال کے حقوق کی بنا پر اُن کے جان ومال کے بارے میں کارروائی ہوگی اور اُن کا حساب وکتاب اللہ لے گا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ **لااله الا الله محمد رسول الله** کا زبانی اقرار کرنے والے' مانعین زکوٰۃ کے خلاف فوجی کارروائی اپنے اس اجتہاد کی بنا پر کی تھی جس کے مطابق آپ نے زکوٰۃ کو کلمہ طیبہ کے حقوق میں شمار کیا تھا۔اس طرح مانع زکوٰۃ کو آپ نے کلمہ طیبہ کا منکر تصور فرمایا تھا۔ آپ کے اس اجتہاد کی تائید ایک دوسری صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ' مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ کلمہ **لااله الا الله محمدرسول الله** کی شہادت دیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں'۔ بہرحال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل لغت کے اعتبار سے بدعت ہی کہلائے گا کیونکہ اس کی نظیر دورِ نبوی میں نہیں ملتی' تاہم دیگر احادیث اس عمل کی تائید کرتی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد کو لغوی اعتبار سے بدعت قرار دیا جاسکتا ہے لیکن درحقیقت صحابہ کرام کی ایجاد واجتہاد (بدعات حسنہ) کو سُنّت صحابہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے طریقہ (سُنّت صحابہ) کو بدعت کہنا' بذاتِ خود بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے۔ زکوٰۃ کا انکار یا مانعین زکوٰۃ کی تائید وحمایت کفر ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودٗ نجران کے نصاریٰ اور دیگر مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں اس بات کی وصیت کر گئے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس فرمان نبوی کو اس لئے نافذ نہ کر سکے کہ مرتدین کے خلاف جنگ میں مصروف تھے اور فارس وروم سے قتال شروع کر چکے تھے۔ اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں یہ کام فارس وروم کے خلاف جنگ آزمائی کے سبب نہ کر سکے' لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حکم نبوی کی تعمیل پر قادر ہوئے تو انہوں نے اس پر عمل کیا۔ اگرچہ یہ فعل بھی لغت کے اعتبار سے 'بدعت' ہی کہلائے گا لیکن درحقیقت صحابہ کرام کی ایجاد و اجتہاد (بدعات حسنہ) کو سُنّت صحابہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے طریقہ (سُنّت صحابہ) کو بدعت کہنا' بذاتِ خود بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک بی بی کے پاس گئے جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تم پر اس سے آسان بھی ہو اور بہتر بھی۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے آسمان میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے زمین میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جو اُن کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے وہ پیدا فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے (اسی قدر) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ قوت (اسی قدر)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عدد ما خلق فی السمآء و سبحٰن الله عدد ما خلق فی الارض و سُبْحَانَ اللّٰهِ عدد ما بین ذلك و سُبْحَانَ اللّٰهِ عدد ما هو خالق والله اکبر مثل ذلك وَالْحَمْدُ لِلّٰہ مثل ذلك وَلآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مثل ذلك وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مثل ذلك (ترمذی،ابوداؤد)

حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تسبیحیں ان دانوں پر شمار کر رہی تھی ۔ یہ حدیث مروجہ تسبیح کی اصل ہے کہ بکھرے دانوں اور دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں میں کوئی فرق نہیں ۔ حضور ﷺ نے یہ تسبیح کبھی استعمال نہ کی' آپ ہمیشہ اُنگلیوں پر شمار فرماتے تھے مگر ایک صحابیہ کو یہ کرتے دیکھا منع نہ فرمایا۔ لہذا تسبیح صحابی کی سُنّت عملی ہے اور حضور ﷺ کی سُنّت سکوتی ۔ مرقات نے فرمایا جن لوگوں نے اس تسبیح کو بدعت کہا غلط کہا۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ تسبیح شیطان پر کوڑہ ہے حضرت جنید ولایت کی انتہاء پر پہنچکر بھی تسبیح پڑھا کرتے تھے ۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی' جواب دیا کہ اسی کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچے ہیں۔ اُسے ہم کیسے چھوڑیں (مرقات) بعض بزرگ ختم آیت کریمہ کے لئے تھیلیوں اور بوریوں میں بادام یا گٹھلیاں جمع کر رکھتے ہیں' اُن کی اصل بھی یہ حدیث ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا اور بیٹھتے ہوئے یہ کلمات کہے : **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضٰى** (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہے پاکیزہ اور برکت والی ہے جیسی ہمارا رب چاہتا اور پسند کرتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جوں ہی اس شخص نے یہ

کلمات کہے دس فرشتے اُن کی طرف لپکے، ہر ایک حریص تھا کہ میں اُن کو لکھ لوں لیکن اُن کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ اُن کو کس طرح لکھیں (یعنی اُن کلمات کا ثواب کتنا لکھیں) چنانچہ رب العزت کے سامنے اُن کو پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُن کو ایسے ہی لکھ لو جیسے میرے بندے نے کہا ہے (میں خود اس کا ثواب دوں گا)

معلوم ہوا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا چاہیئے۔ وظائف، دُعاؤں اور حمد وثنا کی بکثرت احادیث ہیں جس میں حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے عمل کی تائید فرمائی اور انھیں بہت زیادہ ثواب کی خوشخبری و بشارت دی گئی۔ حضور نبی الرحمہ ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے نئی دُعا، نیا وظیفہ اور اپنی فکر و ذہن سے نیا طریقہ اور عبادت میں جدّت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صحابہ کرام کے ان اعمال پر تنبیہ نہیں فرمائی اور یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے حکم، منشاء و فرمان کے علاوہ دین میں نئی بات اور طریقہ کیوں ایجاد کیا گیا؟ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال وعبادات کو بدعت و گمراہی قرار نہیں دیا۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین، بدعت حسنہ کے بھی انکاری ہیں :

> 'دین میں ہر بدعت حرام اور باعثِ ضلالت و گمراہی ہے (دین میں ہر چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے) جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بُری بدعت سے کی ہے وہ غلطی وخطا پر ہے۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ کچھ بدعتیں ایسی ہیں جو نیک ہیں اچھی ہیں۔ تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم ہے خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال و اقوال ہوں۔ بدعت حسنہ کہنے والوں کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے۔
>
> (**البدعة واثرها السيئ** /۲۳۔ طاہر نصار عزیز، مکتبہ بیت السلام الریاض)

نام نہاد اہلحدیث ڈاکٹر ابوعدنان سہیل لکھتا ہے:

'کل بدعة ضلالة کے مطابق تمام ہی بدعات مذموم ہیں اور اُن پرعمل کرنا گمراہی ہے اور از روئے تحقیق یہ بات ثابت شدہ اور اجماعی ہے کہ ہر بدعت باطل ہے اور کوئی بھی بدعت حق نہیں ہے'
(أسباب انتشار البدع والضلالات فی الاسلام / ٢٣)

نام نہاد اہلحدیث اچھائی اور بُرائی میں تمیز نہیں کر پاتے۔ اُن کی زبان کی زد سے ائمہ تو درکنار بہت سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی محفوظ نہیں ہیں۔ بے تکلف کہہ دیتے ہیں کہ اُن سے مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ صحابہ کرام کے اجتہادات' فتاویٰ اور تفاسیر کو بدعت' غیر شرعی' قابلِ ترک عمل اور نا قابل اعتماد ٹھہرا دیتے ہیں۔ بدعت' بدعت کا وظیفہ پڑھنے والے بد باطن غیر مقلدین کو زمین پر ہر طرف صرف گمراہی وضلالت نظر آتی ہے۔ قبر میں تاریکی' محشر میں وحشت وگرمی اور جہنم میں عذابِ ویل نظر آئے گا۔

بدعت حسنہ کی تین قسمیں ہیں :

(ا) **بدعت جائز:** ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیّت خیر کے کیا جائے جیسے نئے نئے عمدہ کھانے' شربت' اچھے کپڑے وغیرہ' آجکل دُنیا میں وہ وہ چیزیں ایجاد ہوگئی ہیں جن کا حضورﷺ کے زمانہ ظاہری میں نام ونشان نہ تھا۔لیکن اب ان کے بغیر دُنیاوی زندگی مشکل ہے۔ ہر شخص اُن کے استعمال پر مجبور ہے۔ ریل' موٹر' ہوائی جہاز ٹیلیفون' کمپیوٹر 'ریڈیو' لاؤڈ اسپیکر 'ٹیلکس' فیاکس 'جدید ٹکنالوجی 'ایکسرے 'الٹرا سونڈ وغیرہ' یہ تمام چیزیں اور اُن کا استعمال جن کے بغیر دُنیاوی زندگی گذارنا دشوار ہے۔ یہ جائز بدعت ہے۔

(۲) **بدعت مستحبہ** Recommendatory Innovation : ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیّت خیر سے کرے جیسے مساجد میں قرآن مجید کا رکھوانا' قالین اور جائے نماز کا بچھانا' پنکھے اور ٹھنڈے پانی کے لئے فریج کا انتظام کرنا' محفل میلاد شریف' درود شریف' آیۃ کریمہ اور ذکر کی محافل' فاتحہ بزرگان' دینی مدرسوں کا قائم کرنا وغیرہ' ان تمام کام کو عام مسلمان ثواب جانتے ہیں۔ ان کاموں کا کرنے والا ثواب پائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اعمال کا دارومدار نیّت سے ہے اور انسان کے لئے وہی ہے جو نیّت کرے۔

جو جائز کام ثواب کی نیّت سے کیا جائے یا مسلمان اس کو ثواب کا کام جانیں وہ عنداللہ بھی کارِ ثواب ہے۔ مسلمان اللہ کے گواہ ہیں۔ جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں وہ اچھا ہے اور جس کو بُرا کہیں وہ بُرا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام مسلمانوں میں مروج ہو جائے باعث ثواب ہے عبادت حسنہ ہے۔

(۳) **بدعت واجبہ** Compulsory Innovation : وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دِین میں حرج واقع ہو جیسے کہ قرآن کے اعراب' دینی مدارس' علم نحو وغیرہ کا پڑھنا۔ اصول فقہ کا جمع کرنا وغیرہ جو جائز کام مسلمانوں میں مروج ہو جائے باعث ثواب ہے۔ اسلام کی کوئی عبادت' حسنہ سے خالی نہیں۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

ایمان ۔ مسلمان کے بچے بچے کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور اُن کے یہ دونوں نام بدعت ہیں قرون ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں ۔

قرآن :۔ قرآن شریف کے تیس پارہ بنانا' اُن میں رکوع قائم کرنا' اس پر اعراب لگانا اسکی سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا' قرآن کو عصری ٹکنکی انداز سے چھاپنا سب بدعت ہیں ۔جن کا قرون ثلثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

حدیث :۔ حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا' حدیث کی اسناد بیان کرنا' اسناد پر جرح کرنا اور حدیث کی صحیح قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے' یہ حسن' یہ ضعیف' یہ موضوع ...... ان قسموں میں ترتیب دنیا کہ اوّل نمبر صحیح ہے' دوم نمبر حسن' سوم نمبر ضعیف' پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حرام وحلال چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہوں گی ۔ اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوگی ۔غرضکہ سارا فنِ حدیث ایسی بدعت ہے جس کا قرون ثلٰثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

اصول حدیث :۔ یہ فن بالکل بدعت ہے بلکہ اس کا تو نام بھی بدعت ہے ۔ اس کے سارے قاعدے قانون بدعت ۔

فقہ :۔ اس پر آج کل دین کا دارومدار ہے ۔مگر یہ بھی از اوّل تا آخر بدعت ہے ۔ جس کا قرون ثلثہ میں ذکر نہیں ۔

اصول فقہ وعلم کلام :۔ یہ علم بھی بالکل بدعت ہیں ان کے قواعد وضوابط سب بدعت ۔

نماز :۔ نماز میں زبان سے نیّت کرنا بدعت ۔جس کا ثبوت قرون ثلٰثہ میں نہیں ۔ رمضان میں بیس رکعت تراویح پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے ۔ خود امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **نعْمتَ الْبِدْعَة هٰذِهٖ** یہ بڑی اچھی بدعت ہے ۔

روزہ:۔ روزہ افطار کرتے وقت زبان سے دُعا کرنا **اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ** ...... اور سحری کے وقت دُعا مانگنا کہ **نویت ان اصوم غدا** ...... بدعت ہے۔

زکوٰۃ :۔ زکوٰۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت (کرنسی) ادا کرنا بدعت ہے۔قرون ثلٰثہ میں تصویر والے سکے اور کاغذی نوٹ نہ تھے نہ اُن سے زکوٰۃ جیسی عبادت ادا ہوتی تھی۔موجودہ سکے اور نوٹ سے غلّوں سے فطرہ نکالنا یہ سب بدعت ہیں۔

حج :۔ ریل گاڑیوں، لاریوں، موٹروں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ حج کرنا، موٹروں میں مکہ معظّمہ، منٰی، مزدلفہ، عرفات جانا بدعت ہے۔ اُس زمانہ پاک میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ اُن کے ذریعہ حج ہوتا تھا۔

اب بتائیں کہ بدعت سے بچ کر دینی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں؟ جب ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں تو بدعت سے چھٹکارا کیسا؟

لہٰذا لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ یہ بدعات حسنہ (نیکی اور ثواب کے اُمور) ہیں۔

دُنیاوی چیزیں :۔ آج کل دُنیا میں وہ چیزیں ایجاد ہوگئی ہیں جن کا خیرالقرون میں نام ونشان بھی نہ تھا۔اور جن کے بغیر اب دُنیاوی زندگی مشکل ہے۔ ہر شخص ان کے استعمال پر مجبور ہے۔ ریل، موٹر، ہوائی جہاز، سمندری جہاز، رکشا گاڑی۔ پھر خط، لفافہ، ای میل، تار، ٹیلیفون، موبائل فون، ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر اور عصری ایجادات وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں اور ان کا استعمال بدعت ہے اور انھیں ہر جماعت کے لوگ بلا تکلف، استعمال کرتے ہیں۔ کیا بغیر بدعات حسنہ کے دُنیاوی زندگی گزار سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ (جآءالحق مصنفہ حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ)

بدعت سیئہ (بُری بدعت): وہ جوکہ کسی سُنّت کے خلاف ہو یا سُنّت کو مٹانے والی ہو جیسے خلیج کے عربوں کا **السلام علیکم** کے بجائے **صباح الخیر' مساء الخیر** کہنا۔ **وعلیکم السلام** کے بجائے **حیاك الله ' اهلًا** کہنا۔ خلاف سُنّت فرنچ کٹ ڈاڑھی رکھنا' امریکی طرز کے طہارت خانے بنوانا' مساجد کے اندرونی حصّے سے اذان کہنا' تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا' غیر عربی میں خطبہ جمعہ وعیدین پڑھنا......

بدعت سیئہ (بُری اور گمراہ بدعت) ایسا کام جو قرآن وحدیث شریعت کے اصول وقوانین کے خلاف ہو۔ سُنّت کے مخالف ہوا اور دین کے لئے مضر ہو۔

ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فعلیه وزرها وزرسن عمل بهامن غیران ینقص من اوزادهم ۔ جوشخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اُس پر اُس کا گناہ بھی ہے اور اُن کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں بُرے کام نکالنا گناہ کا موجب ہے۔ جو بُری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے۔

بُری بدعت (بدعت سیئہ) گمراہی ہے۔ بدعت سیئہ کی دوقسمیں ہیں۔

(۱) بدعت مکروہہ: وہ نیا کام جس سے کوئی سُنّت چھوٹ جائے۔ اگر سُنّت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سُنّت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے مسجدوں کو فخریہ زینت دنیا۔

(۲) بدعت حرام : وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔ نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل اذان کہنا اور نماز ادا کرنا' سحری میں بہت زیادہ تاخیر کرنا' حج اور عمرہ کے بعد صرف چند بالوں کا کاٹ لینا' مزدلفہ

میں قیام کئے بغیر منٰی واپس ہو جانا، چمڑے کے جرابوں کے بجائے کپڑے (اونی یا سوتی) کے ساؤکس پر مسح کرنا، نمازوں کی قضاء کو ضروری نہیں سمجھنا، سفر کے دوران واجبات، سنن و انوافل کو ترک کر دینا، ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو اکٹھا ایک ہی وقت میں (عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ) ادا کرنا...... یہ سب بُری بدعات ہیں۔

جائزاورناجائز رسومات :

مسلمانوں کی وہ رسمیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے وہ تو یقیناً حرام و ناجائز ہیں مثلاً ناچ گانا۔ باجہ بجانا، آتش بازی، دولہا کو چاندی سونے کے زیوارت پہنانا، تقریبات میں عورتوں، مردوں کا بے پردگی کے ساتھ جمع ہونا۔لیکن شریعت نے جن رسموں کو ناجائز نہ بتایا، یا وہ رسمیں جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ اُن کو ہرگز ناجائز اور حرام نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے نہ ثابت ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔بعض افراد کا کہنا یہ کہ لوگ رسومات کو فرض سمجھ کر پابندی سے کرتے ہیں، کبھی ترک نہیں کرتے ہیں اس لئے ہم اُن لوگوں کو رُوکتے ہیں کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اور دَرحقیقت یہ لوگ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کا کرنے والا اس کو فرض سمجھتا ہے۔کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنا یہ اور بات ہے اور اس کو فرض سمجھ لینا اور بات ہے۔بعض لوگ ہر سال حج ادا کرتے ہیں۔ پابندی سے عمرے ادا کرتے ہیں تو کیا اُن کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے ہر سال حج اور عمرہ کو فرض سمجھ لیا ہے؟ وضو کرنے والا ہمیشہ وضو میں کانوں اور گردن کا مسح ضرور کرتا ہے۔ کبھی بھی گردن اور کانوں کے مسح کو نہیں چھوڑتا۔تو کیا کوئی بھی اس پر یہ الزام لگا سکتا ہے

کہ وہ سر کے مسح کی طرح گردن اور کانوں کے مسح کو بھی فرض سمجھتا ہے؟ حالانکہ کانوں اور گردن کا مسح سُنّت و مستحب ہے۔ اور کیا کوئی بھی اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ لوگوں کو کانوں اور گردن کا مسح کرنے سے منع کردے کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں بس اسی طرح سمجھ لو کہ لوگ ہمیشہ عید کے دن سویاں' شب برأت میں حلوہ پکاتے ہیں۔ میلاد شریف میں ہمیشہ شیرینی بانٹتے ہیں اور کبھی بھی اس کو ترک نہیں کرتے۔ محرم کا کھچڑا ہو یا مالیدہ' گیارہویں شریف کی بریانی' عیدالفطر کا شیر خورمہ اور ناشتہ میں کھچڑی' قیمہ محض ایک رسم ورواج کے طریقہ پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سُنّت ہے۔ اس لئے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ کسی حلال کو حرام و ناجائز ٹھہرانا اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔

جائز رسومات :

بچے کی پیدائش' ختنہ' عقیقہ' بسم اللہ خوانی' شادی بیاہ اور دوسری تمام تقریبات سے لے کر انسان کے آخری انجام یعنی موت تک مسلمان گھرانوں میں طرح طرح کی رسمیں ہوتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسوم ہیں اور ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ۔ رسوم کی بنیاد عرف پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ شرعاً واجب یا سُنّت یا مستحب ہیں ...... لہذا جب تک کسی رسم کی ممانعت' شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ کھینچ تان کر اُسے ممنوع قرار دینا بڑی زیادتی ہے۔

دراصل شرع شریف کا ایک کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ اور رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے بُرا فرمائیں وہ بُری ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے

نہ اُس کی خوبی نکلی نہ بُرائی کہ نہ اُس کی ممانعت شریعت مطہرہ سے ثابت ہے نہ شریعت نے اُس کے کرنے کا حکم دیا تو وہ چیز اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے۔ اور جسے مباح قرار دیا جائے گا کہ اس کے کرنے میں کوئی ثواب نہیں اور نہ کرنے پر کوئی عذاب وعتاب نہیں۔ یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا آجکل مخالفینِ حق اور اہلسنت سے کٹ کر نئی راہوں پر چلنے والوں مثل وہابیہ دیوبندیہ، غیر مقلدین نے یہ روش اختیار کر لی ہے کہ جس چیز کو چاہا، شرک، حرام، بدعت ضلالت کہنا شروع کر دیا۔ اس پر طرہ یہ کہ اہلسنت سے پوچھتے ہیں تم جو اِن چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن وحدیث میں کہاں جائز لکھا ہے۔ حالانکہ اُن کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا کسی دلائل کا محتاج نہیں۔ جو ناجائز کہے وہ قرآن وحدیث میں دِکھلائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز لکھا ہے ورنہ شریعت کسی کی زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہے آدمی بے دلیل حرام وناجائز وممنوع کہہ دے۔

فرقہ وہابیہ کے مبلغ اور اُن کے بہی خواہ جو اس قسم کے مسائل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں **من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو ردّ** (یعنی جو شخص دین میں نئی بات پیدا کرے وہ بات مردود ہے) تو یہ محض بے محل اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ایک بہانہ ہے ورنہ اُن کے بڑے بھی یہ بات خوب جانتے ہیں کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو دین میں نئی پیدا ہو اور دُنیاوی رسوم وعادات پر حکم بدعت نہیں ہوسکتا مثلاً شروانی کُرتہ، قمیص پہننا، بریانی شیرمال فروٹ چاٹ کباب چٹنی کھیر ...... وغیرہ لذیذ کھانا، عالیشان مکانوں میں رہنا، بنگلوں کے نام تجویز کرنا اور اُن میں رہنا، فریج واشنگ مشین ایرکنڈیشن استعمال کرنا، دولہا کو عمدہ پوشاک پہنانا، سنوار کر پورے اہتمام سے دلہن کے گھر لے جانا اور اُن کو جائز طریقوں پر استقبال کرنا اور خاطر

ومدارت میں پیش پیش رہنا' دلہن کو بوقت رخصت پالکی یا موٹر وغیرہ میں بٹھانا۔ اسی طرح دلہن اور دلہا کے سر پر سہرا باندھنا۔ سہرا پہننا مباح ہے یعنی پہنے تو نہ کوئی ثواب اور اگر کوئی نہ پہنے تو کوئی عذاب نہیں۔ سہرا نہ شریعت میں منع ہے نہ شریعت میں ضروری یا مستحب' بلکہ ایک دُنیاوی رسم ہے۔ کوئی بھی ان چیزوں کو دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا' نہ بغرض ثواب انہیں کیا جاتا ہے بلکہ سب ایک دُنیاوی رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی جاہل اور ناواقف محض ایسا ہو کہ انہیں دینی بات جانے اور نہ کرنے کو شرعاً بُرا یا گناہ مانے تو اُس کی اس بے ہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ اور اگر جو کوئی اسے حرام گناہ و بدعت وضلالت بتائے وہ سخت جھوٹا سراسر مکار ہے۔

یونہی دولہا دلہن کو ابٹنا ملنا' خوشبو لگانا' دلہن کو مائیوں بٹھانا اور ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں' یہ جائز ہے۔ اسی طرح دلہا دلہن کے گلوں میں خالص پھولوں کے ہار پہنانا کہ ان میں پھولوں سے بس اتنی بات زائد ہے کہ انہیں ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے خود فائدہ لینا اور اپنے ساتھیوں کو فرحت پہنچانا ہے اور خوشبو لگانا سُنّت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پسند ہیں اور پھول اگر ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رُکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں' اسی لئے ڈورے میں پروکر گلے میں ڈالنے سے کوئی حرج نہیں تو اس میں حرمت یا ممانعت وناجوازی کس طرف سے آ گئی؟

کیا آج کوئی ٹلیفون' ٹیلیگرام' فیاکس' ٹیلکس' کمپیوٹر' انٹرنٹ' ٹی وی وڈیو اور الکٹرانکس کی افادیت سے انکار کرسکتا ہے؟ اگر آج کوئی یہ کہے کہ نئی نئی سائنسی ایجادات کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے' یہ اسلام کے خلاف ہے' یہ دین میں بدعت ہے' ان تمام چیزوں سے فائدہ اُٹھانا' اُن کو استعمال کرنا حرام ہے تو وہ یقیناً

احمق، مجنون، فاتر العقل، فقہی بصیرت سے محروم، قلیل البضاعہ، جاہل، عالم سے بے خبر اور مخبوط الحواس سمجھا جائے گا۔

اصولی طور پر فرضیت یا حرمت کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی درکار رہے اور جس طرح ایک حرام کو حلال قرار دینا اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ کفر کی حد کو پہنچا دیتا ہے اسی طرح ایک حلال کو حرام قرار دینا بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔

غرض یہ کہ ان جائز رسوم و عادات کو جو بلا دلیل شرعی ناجائز وحرام اور بدعت وضلالت کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ ورسول نے قرآن وحدیث میں اُسے کہاں ناجائز اور کہاں منع فرمایا ہے؟ اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

مروجہ بدعات : مسلمان کا ہر عمل اور ہر حرکت قرآن وسُنّت، اعمال صحابہ، اجماع اُمت اور اصول دین یعنی شریعت کے مطابق ہوتو وہ عبادت ہے۔ دینی کام اس کو کہتے ہیں جس پر ثواب ملے۔ دُنیا کا کوئی بھی کام نیّت خیر سے کیا جائے تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔ تمام اعمال کا تعلق دِین سے ہی ہے۔ مسلمان کا کوئی عمل دِین سے خارج نہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ نیّت خیر سے اپنے بچوں کو پالنا بھی ثواب رکھتا ہے۔ کسب حلال، اولاد کی پرورش، ازدواجی زندگی گذارنا، غسل کرنا، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا، بیت الخلاء جانا، راستہ چلنا، ملاقات وگفتگو کرنا، دین کی فکر وسوچ، یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی زوجہ کے منہ میں دے وہ بھی ثواب۔ لہذا مسلمان کا ہر دُنیاوی کام بھی دینی ہے۔

حکایت: کسی بزرگ کے مرید نے ایک گھر تعمیر کیا پھر اپنے شیخ کو اس گھر میں دعوت دی جب وہ بزرگ تشریف لائے تو انھوں نے دریافت کیا کہ مکان میں تم نے کھڑکیاں اور روشن دان کیوں رکھے ہیں؟ مرید نے جواب دیا تاکہ ان سے ہوا اور روشنی آ سکے' بزرگ فرمانے لگے یہ تو ایک ظاہری بات ہے ان چیزوں کو تو حاصل ہونا ہی ہے لیکن مناسب یہ تھا کہ تم اصل میں ان کھڑکیوں کے لگاتے وقت یہ نیت کرتے کہ ان سے اذان کی آواز سُنائی دے گی تو اس سے تمہیں ثواب بھی حاصل ہوتا' روشنی اور ہوا تو خود بخود اسکے تابع ہو کر مل جاتی۔ الغرض نیّت خیر سے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں۔ بارہویں کا اہتمام کرتے ہوئے غربا و فقراء کو کھانا کھلانا بھی بہت عظیم ثواب ہے۔ غرض کہ مسلمان کے سارے اعمال دین کے مطابق ہوں تو عبادت ہے۔ اور یہی اعمال اصول دین کے خلاف یہود و نصاریٰ' کفار و مشرکین کی تقلید میں ہوں تو بدعت' خلاف سُنّت اور حرام قرار دیئے جائیں گے۔

☆ سب سے بڑی بدعت تو یہ ہے کہ ہم نے انسانوں پر اللہ و رسول کے قانون کے بجائے اللہ و رسول کے دشمنوں کا قانون نافذ کر رکھا ہے جب کہ قرآن نے اللہ و رسول کی اتباع و پیروی کو لازم کیا ہے مگر کسی کو اس میں شرک و بدعت نظر نہیں آتے۔ مسلمان سربراہان مملکت' کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے حلیف و دوست ہیں جب کہ قرآن حکیم میں کھلی ممانعت موجود ہے پھر بھی اس میں شرک و بدعت نظر نہیں آتے۔ ننگے سر رہنا' ڈاڑھیاں منڈانا' جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیشہ ٹوپی پہنی اور عمامہ باندھا' ڈاڑھی کی شدید تاکید فرمائی۔ آپ نے مونچھیں پست کرنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا مگر ہم کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں اور احساس تک نہیں کہ کس بدترین بدعت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ہمیں ان اعمال میں بھی شرک و بدعت نظر نہیں آتے۔

عورتیں سج بن کر بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں جب کہ قرآن میں سج بن کر نکلنے کی ممانعت کی گئی ہے اور فرمایا۔ دور جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ پھرو۔ دوپٹے کو گریبانوں پر ڈالے رہو۔اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔

حضورﷺ نے خوشبو لگا کر عورت کو باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔نابینا صحابی ابن اسحاق رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ پردے میں چلی گئیں۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ' مگر ہم کو قرآن وحدیث کے خلاف کسی عمل میں بدعت وگمراہی نظر نہیں آتی اور کسی طرف سے شرک وبدعت کی بات سننے میں نہیں آتی۔

شادی بیاہ کی محفلوں میں بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے' حالانکہ ریاکاری اور فضول خرچی کی قرآن وحدیث میں سخت ممانعت آئی ہے اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔مگر اس شیطانی عمل میں بھی کسی کو شرک وبدعت نظر نہیں آتے۔

بعض خواتین فخریہ مردوں کا لباس پہنتی ہیں۔جب کہ حضورﷺ نے ایسی خواتین پر لعنت فرمائی۔ یہاں تک فرمایا کہ ایسی خواتین کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ یہ بھی فرمایا۔ وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں جیسی بنے۔ یہاں تک فرمایا۔ مردانی عورت جنّت کی خوشبو سے محروم ہوگی۔ ان احادیث کے ہوتے ہوئے ہمارا کیا طرز عمل ہے سب کے سامنے ہے۔ہم کو ان باتوں میں شرک وبدعت نظر نہیں آتا۔

منصوبہ بندی کے بہانے بچوں کی پیدائش پر پابندی لگانا دور جدید کی بدترین بدعت ہے۔ اللہ کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لینا جبکہ قرآن حکیم میں اعلان فرمادیا گیا' کوئی زمین پر چلنے والا نہیں جس کا رزق ہمارے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

اللہ اکبر۔کیڑے مکوڑے سب کھائیں اور انسان بھوکے رہیں۔منصوبہ نبدی کے اس عمل میں کسی کو شرک وبدعت نظر نہیں آتے۔

تصویر سازی ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ حضورﷺ نے تصویروں کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ بیت اللہ کی دیواروں پر مقدس افراد کی تصاویر کو اپنے دست مبارک سے مٹایا۔ دولت کدے میں مصور پردہ لٹکایا گیا تو اس کو اُتروا دیا۔ پھر اس کو دولخت کر دیا گیا۔ الغرض جس چیز میں تصویر دیکھتے بغیر مٹائے نہ چھوڑتے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صاحب خانہ کے پردے میں تصاویر ملاخطہ فرمائی تو دعوت میں شریک نہ ہوئے' واپس آ گئے۔ یہ ساری باتیں احادیث میں موجود ہیں مگر ہمارا طرزِ عمل سراسراس کے خلاف ہے۔ پھر بھی کسی کو ان باتوں میں شرک و بدعت نظر نہیں آتے۔

دین میں خلاف سُنّت نئے طرز کے سلام کو رائج کرنا بدعت ہے۔

'**اسلام علیکم** ' کے بجائے 'صباح الخیر' (گڈ مارننگ) مساء الخیر (گڈ ایوننگ) **اھلاً وسھلاً** ومرحبا' آداب وغیرہ کہنا بدعت ہے۔

وعليكم السلام کے بجائے **اھلاً**' **مرحبا**' **حياك الله** ' جیتے رہو۔ کہنا خلاف سُنّت اور بدعت ہے)

فرنچ کٹ ڈاڑھی (خلیج کے عربوں کی پرفریب اور فیشن پرست ڈاڑھی خلاف سُنّت اور بدعت ہے۔

خلاف سُنّت حد شرع سے زیادہ' لمبی لمبی' ناف تک غیر مقلدین کا ڈاڑھی رکھنا' مضحکہ خیز حرکت اور بدعت ہے۔

کپڑوں کے موزوں (ساوکس) پر مسح کرنا بدعت ہے۔ جبکہ وضو میں ٹخنوں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

کفار کی وفاداری۔ محبت اور تقلید' ان کے لیڈروں کی طرح (رام جی لکشمن جی' گاندھی جی' نہرو جی کے وزن پر) حضرت جی کہنا بدعت ہے۔

مسلمان کے بجائے اپنے کومحمڈن' تبلیغی' اصلاحی' محمدی' اہلحدیث' ...... کہنا بدعت ہے۔
دین سے خارج تمام گمراہ فرقے اپنے کفر کا اعلان خود کرتے ہوئے اپنے کو مسلمان نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ وہ اس بات کو پسند کیا کرتے ہیں کہ سب انہیں قادیانی' روافض' مہدوی' شیعہ' آغائی' اہل حدیث ...... وغیرہ کہا کریں۔

غیرعربی خطبہ جمعہ وعیدین میں پڑھنا بدعت اور خلاف سُنّت ہے۔
نماز تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا اور سننا بدعت ہے۔
(یہ بدعت خلیجی مما لک میں بہت زیادہ رائج ہے) صحابہ کرام' تابعین' فقہاء' علماء سے اس عمل کا ثبوت نہیں ملتا۔ اجماع اُمت کا بھی اس پرعمل نہیں رہا ہے۔
﴿**فاقرء واماتیسرمن القرآن**﴾ (المزمل/۲۰)
'قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہوا تنا پڑھو'
﴿**وَاِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ**﴾ (اعراف/۲۰۴)
'اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سُنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو'۔
نصاریٰ (عیسائیوں) کی محبت اور تقلید میں سال نو کی مبارکباد پیش کرنا **کل عام وانتم بخیر** کہنا بدعت ہے۔
لاالہ الاالله اسلام کا دعویٰ اور دعوت ہے۔ **محمدرسول الله** اس دعویٰ کی دلیل اور داعی ہیں۔ تبلیغ کا ایسا طریقہ کار اختیار وایجاد کرنا جس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت (کمالات وفضائل) کو پیش نہ کیا جاتا ہو بلکہ کلمہ طیبہ کے صرف ایک جزء توحید کو بیان کیا جاتا ہو ایسا عمل بدعت ہے۔ دعویٰ بغیر دلیل کے نا قابل قبول ہوتا ہے۔ رسالت (محمد رسول ﷺ) کے بغیر توحید **لااله الاالله** کا اقرار نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔

'شرح عقائد' میں لکھا ہے کہ حضورﷺ کومعراج جسمانی جاگنے میں ہوئی۔صرف رُوحانی معراج کا قائل ہونا بدعت وگمراہی ہے۔مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا توقطعی ہے' قرآن مجید سے ثابت ہے لہذا مطلقاً معراج کاانکار کفر ہے اورزمین سے آسمان تک اوراس کے آگے احادیث مشہورہ سے ثابت ہے' اس کاانکار بدعت وگمراہی ہے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ معراج میں حضورﷺ نے اللہ تعالےٰ کواپنے سرکی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جمہورصحابہ کا یہی مذہب ہے۔

مسئلہ : حضورﷺ کا نامِ مبارک لکھے تو دُرودشریف ضرور لکھے کہ بعض علماء کے نزدیک اس وقت دُرودشریف لکھنا واجب ہے۔ (بہارِشریعت) دُرودِشریف یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے صلعم' عم' **صـ' عـ** لکھنا بدعت وسخت حرام ہے۔ یہ ہرگز ہرگز کافی نہیں۔ یہ الفاظ محض مہمل اور بےمعنیٰ ہیں۔انگریزی میں لفظ محمد کا اختصار .MD یا .Mohd کیا جاتا ہے اسطرح لکھنا جائزنہیں بلکہ Mohammed لکھا جائے) یونہی رضی اللہ عنہ کی جگہ **رضـ** ۔ رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ **رحـ** لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے۔ جن لوگوں کے نام محمد 'احمد' علی' حسن' حسین ہوتے ہیں اُن ناموں پر **صـ رضـ رحـ** بناتے ہیں یہ بھی ممنون ہے کہ اس جگہ یہ شخص مُراد ہے اس پر دُرود کا اشارہ کیامعنٰی ؟ (بہارِشریعت)

☆ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 'پہلا شخص جس نے دُرود شریف کا اختصار ایجادکیا اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' صرف مال کی چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تواس بدنصیب نے مال نہیں بلکہ عظمتِ مصطفٰے ﷺ کی چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔

(☆) خطبہ جمعہ میں اردو کے اشعار جو وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوتے ہیں پڑھے جاتے ہیں۔ یہ امر اس سُنّت کے خلاف ہے جو مسلمانوں میں صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک رائج ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے دور میں بحمداللہ تعالےٰ ہزاروں شہر عجمیوں (غیر عرب) کے فتح ہوئے۔ ہزار ہا منبر نصب کئے گئے' ہزاروں عجمی کہ ہنوز جو زبان عربی سے واقف نہ تھے۔ مسجدوں میں موجود ہوتے' مگر کہیں منقول نہیں کہ صحابہ کرام نے اُن کی غرض سے خطبہ غیر عربی میں پڑھا ہو' یا اس میں دوسری زبان کو خلط ملط کر دیا ہو۔ ایسا نہیں تو پھر اب کیوں ہوا؟ اور عوام کا عذر کہ عربی ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ جب صحابہ کرام کے نزدیک لائق لحاظ نہ تھا۔ اب کیوں قابل قبول ہونے لگا۔ بات یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے علم سیکھنا سب پر واجب کیا ہے۔ عوام کہ نہیں سمجھتے یا نہیں سیکھتے تو قصور اُن کا ہے' نہ کہ امام وخطیب کا۔ آخر عوام قرآن مجید بھی تو نہیں سمجھتے' کیا اُن کے لئے قرآن اردو میں پڑھا جائے؟ (فتاویٰ رضویہ)

غرض یہ کہ مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے کہ عربی زبان پڑھیں اور سیکھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت عرب کے لہجے میں۔ یعنی کلمات وحروف کی ادائیگی۔ قواعد تجوید کے مطابق صحیح مخارج وصفات کے ساتھ ہونی چاہئے قرآن مجید کی آیات وکلمات کو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں تحریر کرنا' یا غیر عربی رسم الخط (انگریزی' ہندی کی مدد سے تلاوت کرنا جس کی وجہ سے تجوید کے قواعد یعنی مخارج وصفات کی صحیح ادائیگی ممکن نہیں رہتی ہے اور معنی بدل جاتے ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کو تحریر کرنا اور تلاوت کرنا قطعی حرام اور گمراہ بدعت ہے۔ (علم دین کا سیکھنا فرض عین ہے۔)

تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنا غیر فطری' نا قابل قبول اور غیر معقول بدعت ہے۔

تین طلاق کہنے کے بعد ازدواجی زندگی گذارنا حقیقتاً زنا ہے قرب قیامت میں زنا کثرت سے ہوگا۔ بدمذہب شیاطین جن کا حقیقت میں اسلام وایمان سے کوئی تعلق نہ ہوگا اس بدعت کو جاری کریں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کے ان اعمال سے ہونے والی نسل دین کے ہر جائز و مستحسن کام کو بدعت وحرام اور مسلمانوں کو بدعتی ومشرک کہے گی۔ درحقیقت یہ خود بدعتی اور فعل حرام کے مرتکب ہیں۔

☆ بال کو کالا کرنے کے لئے سیاہ خضاب کا استعمال حرام اور بدعت ہے زرد مہندی کا استعمال سُنّت ہے۔

☆ سر پر ویگ کا استعمال حرام و بدعت ہے۔ ویگ کے ساتھ ادا ہونیوالی نمازیں باطل قرار دی جائیں گی۔

سود سے متعلق جاہلانہ، فقہی بصیرت اور فکر سلیم سے محروم نظریہ یہ ہے کہ کفار ومشرکین کے بینکوں سے بھی حاصل ہونے والا منافع سود ہوتا ہے لہٰذا اس رقم کو ذاتی استعمال میں صرف نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی یہ رقم بینک کے لئے چھوڑی جائے۔ بلکہ ثواب کی نیّت کے بغیر، مستحقین، دینی واشاعتی اداروں اور فلاحی کاموں میں خرچ کرنا چاہئے۔ یہ نظریہ ہی بدعت ہے۔ اصولِ دین کے خلاف دِین میں نئی فکر پیدا کرنا اور نئے نظریات ایجاد کرنا، قرآن مجید کی بالرائے غلط تفسیر اور نصوص کے خلاف عقائد ومسائل پیش کرنا بُری اور گمراہ بدعت ہے۔ حلال کو حلال، حرام کو حرام، مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا اور قرار دینا ضروریات دین سے ہے۔ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا بدعت ضلالہ ہے۔

ریڈیو اور ٹی وی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بدعت ہے۔

اذان واقامت کے کلمات میں کمی بیشی کرنا بدعت ہے۔

نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان کہنا ناجائز و بدعت ہے۔ (جمعہ کی نماز کا وقت شروع ہونے سے بہت قبل غیر مقلدین اذان کہہ دیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔)

جماعت اہلحدیث کے عقائد و فقہی مسائل (بدعات) :

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (البنیان المرصوص ۷۳)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا۔ اہلحدیث (غیر مقلدین) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اب محسوس ہو رہا ہے کہ انہیں بھی صحابہ، فقہاء اور محدثین کی ضرورت ہے۔

۲۔ خدائے تعالیٰ جس شکل میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔ (نزل الابرار)

۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔ (عرف الجادی ۲۵۷)

جواز و عدم جواز شرعی حکم ہے اس کے لئے ایسی حدیث پیش کرو جس میں یہ موجود ہو کہ میری قبر کی زیارت کرنی جائز نہیں یا میری زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔

۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر اور لچھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں اسی طرح فارسیوں میں زرتشت۔ اور چین و جاپان والوں میں نفسیوس۔ اور بدھ وسقراط اور فیثاغورس یونانیوں میں۔ چنانچہ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ انبیاء صلحا تھے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواج مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ اُمت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔ (البنیان المرصوص ۱۶۸)

نام نہاد اہلحدیث کو معلوم ہونا چاہئے کہ پردے کے احکام ساری اُمت کی عورتوں کے لئے ہیں۔ نزول خاص ہوتا ہے اور احکام عام ہوتے ہیں۔

۶۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے۔
(فتاویٰ حدیثیہ ۸۷)

۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے۔ (ہدیۃ المہدی ۱۱۰)

۸۔ غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ۲۱۱)

۹۔ غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ عیدگاہ، مسجد نبوی ﷺ سے افضل ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ)

۱۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے
(دلیل الطالب ص۴۱۳ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد وعرف الجاوی صفحہ ۲۴۷ مؤلفہ نذیر حسین خاں غیر مقلد) نام نہاد اہلحدیث کو دلیل میں حدیث صحیح یا قرآن کی آیت پیش کرنی چاہئے۔
غیر مقلد ہو کر شوکانی کی تقلید جائز نہیں۔

۱۱۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کرسکتا ہے۔
اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو (ظفر اللاضی ص۱۴۱ و۱۴۲ نواب صاحب غیر مقلد کی عرف الجادی ۱۱۵)

یہ کہنا کہ یہ اجتہادی تقریر ہے غلط ہے نص کے موجود ہوتے ہوئے قیاس واجتہاد کیسا؟ اور شوکانی کی تقلید کیسی؟ حدیث حسن لغیرہ موجود، جس کا اقرار۔ اور پھر شوکانی کی تقریر اجتہادی جو غلط ہے بغیر رَد کے ذکر کرنا اور جو دلائل اُس کے خلاف ہوں اُن کی تردید کرنی یہ تقلید جامد نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں۔
(بدور الاہلہ ص ۳۴۸ مؤلفہ نواب صاحب مذکور)

دعویٰ کے لئے اور جواز کے واسطے صحیح حدیث یا قرآن کی آیت کی ضرورت ہے۔
یہ کہنا کہ یہ اجتہادی تقریر ہے بچوں کو سمجھانا ہے۔

۱۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مر گیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں (دلیل الطالب ص۲۲۴)
تقریر اجتہادی کی ضرورت نہیں بلکہ صریح وصحیح حدیث کی ضرورت ہے ورنہ اعتبار نہیں۔

۱۴۔ نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سوّر کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔ (بدورالاہلہ ص ۱۵، ۱۴)

پس سور اُن کے نزدیک پاک ہے قیاس کا اعتبار نہیں۔ ناپاک نہ ہونے اور ناپاک عین نہ ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

۱۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے۔ (دلیل الطالب ص ۲۳۰ بدورالاہلہ ص ۱۸، عرف الجاوی ص ۱۰)

طاہر ہونے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا قول ہونا چاہئے، قیاس کا اعتبار نہیں۔ ابنائے زمانہ کو رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی زید و عمرو کے بنائے ہوئے قاعدہ پر نہ چلنا چاہئے ورنہ عمل بالحدیث نہ ہوگا۔

۱۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بدورالاہلہ ص ۱۰۲ اور دلیل الطالب و مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

رسول اللہ ﷺ کا صحیح قول پیش کرنا چاہئے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔ زید و عمرو کے قاعدوں کا اعتبار نہیں۔

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے۔ (دلیل الطالب، عرف الجاوی، البنیان المرصوص، بدورالاہلہ وغیرہا)

باقی میں جواز کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا قول صریح پیش کرنا چاہئے۔

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو بغیر غسل کئے قرآن شریف کو چھونا اُٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ۲۵۲، عرف الجاوی، البنیان المرصوص)

جواز کے لئے کوئی صحیح صریح حدیث چاہئے۔ زید و عمرو کے اقوال سند کے لئے کافی نہیں۔

۱۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (بدورالاہلہ ص ۱۰۱) منکرین زکوٰۃ کا یہ بہانا ہے۔ قرآن یا حدیث سے دلیل پیش کرنا چاہئے۔

۱۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک ونجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے۔
(بدور الاہلہ صفحہ ۱۵' دلیل الطالب ص ۴۰۴' عرف الجاوی ص ۲۴۵)

اس کی طہارت پر کوئی صحیح صریح حدیث یا آیتِ قرآن پیش کرنا چاہئے ورنہ داؤد ظاہری وغیرہ کے اقوال سے استدلال صحیح نہیں۔

۲۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں سود نہیں ہوتا' جس طرح چاہے بیچے خریدے' کمی زیادتی ہر طرح جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۵۷۵)

صحابہ کرام کے اقوال اُن کے نزدیک حجت نہیں لہذا کوئی صریح صحیح حدیث زیور کے بارے میں جواز کے لئے پیش کرنا چاہئے تاکہ مخالف پر حجت ہو۔ فلاں نے ایسا کہا' فلاں یوں کہتا ہے' میدانِ تحقیق میں غیر مقلد ہو کر زیبا نہیں۔

۲۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۱۵ دیگر کتب بالا)

اہلحدیث (غیر مقلد) ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی دوسرے کے قول کو دلیل میں پیش کرنا شانِ محدثیت میں بٹہ لگانا ہے۔ پاک ہونا شرعی حکم ہے اس کے واسطے حدیث صحیح پیش کریں۔

۲۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔
(بدور الاہلہ ص ۷۱)

کہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر ہو تو سند صحیح کے ساتھ پیش کرنا چاہئے۔ اماموں کے قول پیش کرنا غیر مقلدین کے لئے مفید نہیں ہیں۔ اُن کی ضرورت تو ہم جیسے مقلدوں کو ہوتی ہے۔

۲۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے
(بدولہ الاہلہ ص ۲۵۶' دلیل الطالب ص ۴۳۴ و ۴۳۵)

غیر مقلد نواب اور شوکانی دونوں کہہ رہے ہیں کہ چاندی کا زیور پہننا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے جائز ہے۔ عورتیں اور مرد اس میں برابر ہیں۔ یہاں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں، وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ (دلیل الطالب ص ۲۵۰)

اس کے واسطے صحیح حدیث پیش کرنی چاہئے کہ قضا واجب نہیں، علماء کا اختلاف غیر مقلدین کو مفید نہیں۔ غیر مقلد زور لگائیں اور کوئی نص پیش کریں۔ حسن بصری یا داؤد ظاہری یا ابن حزم وغیرہ کے اقوال تمہارے لئے حجت نہیں۔ زید و بکر کے بنائے ہوئے اصول میں اُن سے استدلال کرتے ہیں، افسوس ہے۔

۲۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۱۴)

رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح حدیث، پاک ہونے پر پیش کرنی چاہئے۔ اس کا اعتبار نہیں کہ فلاں نے یہ کہا ہے اور فلاں نے وہ کہا ہے۔ تم غیر مقلد ہو، غیر مقلد کے معنی بھول جاتے ہیں اس لئے لوگوں کے اقوال دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ قیاس کا اعتبار نہیں، حدیث پیش کیجئے۔

۲۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی۔ (بدور الاہلہ صفحہ ۳۳۳ عرف الجادی ص ۲۴۷)

غیر مقلدو! اگر تم سیدنا امام شافعی یا سیدنا امام مالک رحمہما اللہ کے مقلد ہوں تو اُن کے اقوال پیش کریں ورنہ خاموش رہ کر اس حدیث کو پڑھیں کہ میرے واسطے دو میتہ ایک مچھلی دوسرے جراد حلال کئے گئے ہیں اسی حدیث نے دوسری حدیث کے عموم کو خاص کر دیا ہے۔

۲۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے (بدور الاہلہ ۲۵۴)

۲۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگر چہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو۔ (عرف الجادی/۱۱۳)

اس کے جواز کے لئے کوئی صحیح صریح حدیث پیش کرنی چاہیئے۔ یہ کہنا کہ امام شافعی اس کے قائل ہیں یا دوسرے لوگ یوں کہتے ہیں غیر مقلدوں کے لئے زیبا نہیں۔ صحاح ستہ سے جواز یا عدم جواز کی کوئی صریح صحیح حدیث پیش کریں۔ امام رازی نے ثابت کیا ہے یا فلاں نے بیان کیا ہے عامل بالحدیث کے دعوے کو ثابت نہیں کرسکتا۔

۲۹۔ غیر مقلدوں کے نزدیک مشت زنی کرنی۔ یا کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب ومستحب ہوتا ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۱۴)

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اقوالِ رجال قابلِ اعتبار نہیں۔ اگر یہ مسائل غلط ہیں تو کبھی تو ایک رسالہ ایسا لکھ کر شائع کیا ہوتا کہ جس میں علی حسن خان، نورالحسن خان، نواب صدیق حسن خان غیر مقلدین کی غلطیاں بیان کی ہوتیں اور کہا ہوتا کہ صحاح ستہ میں یہ مسئلے نہیں ہیں اس لئے قابل اعتبار نہیں۔

۳۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں۔ (بدور الاہلہ ۳۴۱)

اگر سو کی جگہ پر ایک مکان میں ہزار آدمی ہوں تو ایک بکری قربانی میں اُن کی طرف سے کافی ہوگی یا نہیں؟ مکان کے سو یا ہزار آدمی ایک بکری میں شریک ہوکر قربانی کرنا چاہیں تو سب کی طرف سے قربانی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ نفی واثبات دونوں کے لئے نص صریح صحیح ہونا چاہیئے۔

۳۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا، پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پاخانہ وپیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ وبومزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہوجائے گا۔ (عرف الجاوی ۹)

اس کے واسطے حدیث ہونی چاہئے کہ تھوڑے سے پانی میں نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ رنگ، بو، مزہ بدلنے پر نجاست کے حکم کو کسی صحیح حدیث سے ثابت کرنا چاہئے۔

۳۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، اور نہ وہ گنہگار رہے۔ (بدور الاہلہ ۳۸)

سند میں حدیث پیش کریں۔

۳۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (دستور المتقی)

صحیح حدیث اس کے واسطے پیش کریں۔ اہلحدیث ہو کر حدیث کیوں پیش نہیں کرتے؟

۳۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلاف سُنّت اور خارجیوں کی علامت ہے۔ (البنیان المرصوص ۱۲۹)

اس کے واسطے صحیح حدیث پیش کرنی چاہئے۔

۳۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے۔ (بدور الاہلہ ۳۹)

صحت حکم شرعی ہے اس کے واسطے حدیث صحیح سند میں ہونی چاہئے۔

۳۶۔ غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(دلیل الطالب ۲۶۴، عرف الجادی ۳۲ بدور الاہلہ ۳۹)

ناپاک کپڑوں میں نماز کے صحیح ہونے کے لئے صحیح حدیث پیش کریں۔

۳۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی)

حدیث دانی بہت مشکل ہے مفسد اور چیز ہوتی ہے اور زجر اور تنبیہ دوسری چیز ہے دین میں سمجھ پیدا کرو۔

۳۸۔ رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصداً کھا پی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں۔ (دستور المتقی ۱۰۳)

۳۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خار پشت) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں۔ (بدور الاہلہ ۳۵۱ عرف الجاوی ۲۴۳)

خبیث ہونا کسی حدیث سے ثابت کرنا چاہئے۔

۴۰۔ غیر مقلدین کے نزیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اسکا کھانا جائز ہے۔ (عرف الجاوی ۲۴۹)

۴۱۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجوائے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے۔ (اسرار للغتہ پارہ ہشتم ۶۱)

۴۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی (روضہ ندیہ ۲۱۱)

۴۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے۔ (اسرار اللغت پارہ دہم ۱۱۹)

۴۴۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کر لی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے (دیکھو فتویٰ مولوی عبداللہ غازی پوری۔ مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۲۳۹ھ)

دعویٰ کے لئے اور جواز کے واسطے صحیح حدیث یا قرآن کی آیت کی ضرورت ہے۔

۴۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے۔ (ہدیۃ المہدی ۱۱۸)

۴۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے (ہدیۃ المہدی ۱۱۸)

۴۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے (ہدیۃ المہدی ۱۱۸)

۴۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک جمعہ کی نماز کے لئے جماعت کا ہونا ضروری نہیں۔ اگر دو ہی آدمی ہوں تو ایک خطبہ پڑھے اور پھر دونوں جمعہ پڑھ لیں۔ (بدورالاہلہ/۷۲)

اس قاعدہ سے تو ایک بھی تنہا جمعہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ جماعت تو ضروری نہیں لیکن اس کے واسطے قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرنا چاہئے۔

۴۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک جمعہ کی نماز مثل اور نمازوں کے ہے بجز خطبہ کے اور کسی چیز کا فرق نہیں۔ (بدورالاہلہ/۷۲)

اول تو اس کے واسطے کسی حدیث کی ضرورت ہے کہ جمعہ میں اور دوسری نمازوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔ دوسرے حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کا غسل مقرر کیا اور نمازوں میں نہیں۔ خوشبو کے لئے حکم فرمایا اور نمازوں کے واسطے نہیں۔ عورت سے جمعہ ساقط کیا اور نمازیں نہیں۔ مسافر پر جمعہ فرض نہیں اور نمازیں پانچوں فرض ہیں۔ بیمار پر جمعہ فرض نہیں' باقی پانچوں نمازیں فرض ہیں۔ اسی طرح اور اُمور بھی ہیں' لہذا یہ کہنا کہ اس میں کسی چیز کی ضرورت نہیں اور کچھ فرق نہیں عجب ہے۔

۵۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک دارالحرب میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ (بدورالاہلہ/۷۴)

کس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ دارالحرب میں جمعہ پڑھا کرو۔

۵۱۔ سجدۂ تلاوت کے لئے وضو ضروری نہیں' بلا وضو بھی جائز ہے۔ (کنزالحقائق)

۵۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک تلاوت کا سجدہ کرنے کے لئے سجدہ کرنے والے کو نمازی کی صفت پر ہونا ضروری نہیں۔ (بدورالاہلہ/ ۶۸)

یعنی بے وضو' بے ستر' حالتِ ناپاکی میں اور کسی بھی سمت میں جیسے چاہے سجدہ کرسکتا ہے۔ کیا اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کا کوئی حکم یا فعل ہے کہ ہر طرح جائز ہے؟

۵۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر مقتدی کو امام کے پیچھے سہو ہوا تو مقتدی کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہے۔ (بدورالاہلہ/ ۶۸)

مطلب یہ ہے کہ اس وقت مقتدی کو امام کی تابعداری ضروری نہیں ہے۔ کیا غیر مقلد اس کے واسطے کوئی صریح صحیح حدیث پیش کر سکتے ہیں جو صراحتً یہ بتلائے کہ مقتدی کے ذمہ سہو کے وقت سجدہ واجب ہے یا تابعداری امام کی ضرورت نہیں؟

۵۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور بندوق کے شکار سے مر جائے اس کا کھانا جائز اور حلال ہے۔ (بدور الاہلہ/۳۳۵)

اس کے جواز کے لئے کسی حدیث صحیح یا آیت قرآنی کی ضرورت ہے۔ حلال وجواز' شرعی حکم ہے اس کے واسطے شرعی نص ہونا چاہئے۔ غیر مقلد کے لئے جائز نہیں کہ زید وعمرو کے اقوال پیش کر کے مدّعا ثابت کریں اُن کو تو مقلدوں کے واسطے چھوڑ دیجئے۔ گولی جلاتی ہے پھاڑتی نہیں۔

۵۵۔ کتا کنویں میں گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ نذیریہ)

۵۶۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اُن کا پیشاب پاک ہے۔ (تحفہ جلد اص ۷۸)

۵۷۔ نجس چیز پر ناپاکی کا اثر نہ ہو تو پاک ہے (کنز الحقائق)

۵۸۔ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے (فقہ محمدیہ کلاں)

۵۹۔ غلّے اگر پیشاب میں پڑے رہیں اور وہ پھول بھی جائیں' پھر اس کو پانی میں ڈبو دیا جائے اور خشک کر لیا جائے تو وہ پاک ہوگا۔ (نزل الابرار)

۶۰۔ نجاست سے رنگا گیا کپڑا پاک ہے (نزل الابرار)

۶۱۔ خون پیپ اور قے پاک ہے۔ (نزل الابرار)

۶۲۔ شرابی کا جھوٹا پاک ہے۔ (نزل الابرار)

۶۳۔ کنوئیں میں نجاست' خون اور جانور گر کر پھول پھٹ جائے تو اس کنوئیں کا پانی پاک ہے۔ (نزل الابرار)

۶۴۔ چوہا شراب میں پڑ جائے پھر وہ شراب سرکہ بن جائے تو سرکہ پاک ہے (نزل الابرار)

۶۵۔ شراب سے بنی ہوئی خوشبودار پینے کی چیزیں پاک ہیں اُن کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (نزل الابرار)

۶۶۔ کتے اور خنزیر کا جوٹھا پاک ہے۔ (ہدیۃ المہدی)

۶۷۔ خون خنزیر اور شراب پاک ہے۔ (عرف الجاوی)

۶۸۔ کتے کو اُٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (نزل الابرار)

۶۹۔ ماں باپ اور اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (عرف الجاوی)

۷۰۔ نکاح میں گواہ کی ضرورت نہیں، بلا گواہ بھی نکاح درست ہے۔ (عرف الجادی)

۷۱۔ مرد عورت ننگے ہو کر شرم گاہ ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (نزل الابرار)

۷۲۔ قرآن پاک پر غلاف ہو تو سَر کے نیچے (تکیہ کے طور پر رکھیں) یا پیٹھ کے پیچھے (تختہ کی طرح) رکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔ (نزل الابرار)

۷۳۔ شراب پینے والے کا جھوٹا ہر حال میں پاک ہے چاہے شراب پیتے ہی فوراً جھوٹا کر دے۔ (نزل الابرار)

۷۴۔ حالتِ اعتکاف میں بغیر شہوت مباشرت کی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (نزل الابرار)

۷۵۔ اگر نمازی کی زبان سے <u>ہاں، البتہ، نہیں</u> نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ (نزل الابرار)

۷۶۔ شراب ملی ہوئی دوائیں جائز ہیں۔ (کنز الحقائق)

۷۷۔ شراب سے گندھا ہوا آٹا اور اُس سے پکی ہوئی روٹی کھانا جائز ہے (کنز الحقائق)

۷۸۔ پانی میں مرنے والی مچھلی کھانا حلال ہے۔ (کنز الحقائق)

۷۹۔ چوہے کا پاخانہ اگر روٹی کے بیچ پایا گیا ہو تو اس کو کھانا جائز ہے۔ (کنز الحقائق)

۸۰۔ گھوڑا حلال ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث)

۸۱۔ ہاتھی اور خچر کھانا حلال ہے۔ (کنز الحقائق)

۸۲۔ کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ (کنز الحقائق)

۸۳۔ سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں ۔ (نیل الاوطار)

۸۴۔ کچھوا، کوکرا، گھونگا حلال ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ)

۸۵۔ جنگلی گدھا حلال ہے۔ (فقہ محمدیہ)

۸۶۔ عورت کی دُبر میں وطی کرنے سے نہ اس کا روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اُس پر غسل کا وجوب۔ (کنز الحقائق)

۸۷۔ ضب (گھوڑ پھوڑ، گوہ، سوسمار) حلال ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث)

اللہ تعالیٰ نے دراصل اُن (اہلحدیث/ غیر مقلدین) کو یہ سزا دی ہے کہ اُن جانوروں کا گوشت خوب کھائیں مگر وہ متبرک کھانا جس پر قرآن شریف درود شریف پڑھا گیا ہو وہ کھانا اُن کو نصیب نہ ہو کیونکہ اُن کے نزدیک یہ متبرک کھانا حرام ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک ایصال ثواب کی غرض سے دی ہوئی بزرگوں کی فاتحہ اور نیاز حرام ہے اور کُتے، خنزیر، مَنی، مُردار جانور وغیرہ اُن کے لئے حلال ہے۔

فرقہ بندی اور بہتّر (۷۲) بدعتی (گمراہ وَجہنمی) فرقے :

فرمان نبوی ﷺ کی رُو سے اُمت مسلمہ میں بہتّر (۷۲) گمراہ وجہنمی فرقوں کا وجود رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے فوراً بعد ہونا لازم آتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہوا بھی ہے پہلی صدی ہجری میں ہی بہتّر (۷۲) فرقوں کا وجود ہو گیا تھا البتہ اس کے بعد بہت سے فرقے اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آج بھی کئی نئے فرقے موجود ہیں۔ تمام فرقے لازمی طور پر ان (۷۲) گمراہ وجہنمی فرقوں کے خیالات کا چربہ یا اُن کا نیا اڈیشن ہیں۔ بہرحال بنیادی طور پر اُمت مسلمہ میں بہتر (۷۲) گمراہ وجہنمی فرقے ہی رہیں گے اس سے زیادہ کبھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ صادق ومصدوق نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے اور آپ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہوتا۔

ابتداء میں جو فرقے بنے تھے وہ زیادہ تر ایک دوسرے کی ضد میں یا فریق مخالف پر اپنی ذہنی برتری اور عقل وفہم کا مظاہرہ کرنے کی دُھن میں وجود پذیر ہوئے تھے مثال کے طور پر خوارج، شیعوں کے ضد میں، یا جبریہ فرقہ، قدریہ کی مخالفت میں وجود میں آیا تھا اور وعیدیہ فرقہ، مرجیہ کے خیالات کی مخالفت میں پیدا ہوا......علی ھذا القیاس.........

ابتداء میں سواد اعظم سے علحدہ ہوکر خوارج اور شیعہ فرقے بنے تھے پھر اُن کے ردِّعمل میں مزید چار فرقے اور پیدا ہوگئے یعنی قدریہ، جبریہ، جہمیہ اور مرجیہ۔ اس طرح ان گمراہ فرقوں کی کل تعداد چھ ہوگئی۔ ان چھ فرقوں میں آپس میں مسلسل ٹوٹ پھوٹ اور تفریق ہوتی رہی یہاں تک کہ اُن میں سے ہر فرقہ بارہ بارہ فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس طرح مجموعی طور پر ان گمراہ وجہنمی فرقوں کی تعداد حدیث نبوی کی تصریح کے مطابق بہتّر (۷۲) ہوگئی۔

قابلِ ذہن نشیں نکتہ : جس طرح ایک شخص کئی جسمانی امراض میں مبتلا ہوکر امراض کا مجموعہ ہوسکتا ہے مثلاً ایک ہی شخص کو ٹی بی، بلڈ پریشر، شوگر، السر، امراضِ قلب، امراض عظام، امراضِ جگر، آنکھ ناک اور کان کے امراض...... ہوسکتے ہیں اسی طرح ایک فرد (خواہ وہ مقلد ہو یا غیر مقلد) کئی رُوحانی امراض میں مبتلا ہوکر بدعقیدگیوں کا مجموعہ ومرکب بھی ہوسکتا ہے یعنی رفض، تفضیلیت، خروج، وہابیت، قادیانیت ...... ساری بدعقیدگیوں کا ملغوبہ ومعجون ہوسکتا ہے۔

صحابہ کرام (بشمول اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین) مدارِ دین اور معیارِ حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ایمان وہدایت کے لئے معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے اسی لئے یہ تنقید سے بھی بالاتر ہیں۔

ہر بدعقیدہ شخص بنیادی طور پر شیعیت یا خارجیت کے جراثیم سے متاثر ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض ونفرت رکھنے والا یا اُن نفوس قدسیہ کی مخالفت کرنے والا شیعہ کہلائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم (خصوصاً سیدہ فاطمہ الزہراء، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم اور سادات کرام) سے بغض ونفرت رکھنے والا یا اُن نفوس قدسیہ کی مخالفت کرنے والا خارجی کہلائے گا۔

شیعہ فرقہ (روافض) :

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سب سے پہلے سبائیوں کا فتنہ پیدا ہوا جس کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ 'شیعانِ علی' کے نام سے موسوم ہوکر لشکر اسلام میں رہے۔ اسلام میں رونما ہونے والے فرقہ ہائے باطلہ میں شیعہ فرقہ قدیم ترین فرقہ ہے یہودیوں نے منافقانہ طور پر عبداللہ ابن سبا کے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے، عقائد کو مشکوک ومشتبہ بنانے، دین کی اسپرٹ ختم کرنے کے لئے شیعہ فرقہ کو وجود میں لایا۔ اسلام کو جس قدر فرقہ شیعہ سے نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے کسی بدترین سے بدترین دشمن سے نہیں پہنچا۔ آج تک اُمت اس نقصان کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ عہد رسول اللہ ﷺ میں یہی جماعت آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اسی جماعت نے اصحاب رسول میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی جماعت کے ایک فرد نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینۃ الرسول کو عثمانی خون سے دلہن بنادیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی نبیاد ڈالی، حضرت کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا اور کوفہ میں لے جاکر شہید کرڈالا۔ اسی جماعت نے سیدنا امام حسن

کی بے حرمتی کی اور زہر دے کر ابدی نیند سلا دیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حسین اور اہلبیت اطہار کو اپنی نصرت کے بہانے مدینے سے بلا کر کربلا کی سیج سجائی۔ اسی شیعہ فرقہ نے امریکی ایجنٹ بن کر عراق اور افغانستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام کروایا۔

رافضی فرقہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نہایت گستاخ ہے۔ صحابہ کرام کی اکثریت کو معاذ اللہ کافر ومنافق قرار دیتا ہے۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ کو خلافت غاصبہ کہتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ان حضرات کی خلافتیں تسلیم کی ہیں اس کو تقیہ و بزدلی پر محمول کرتا ہے۔

اس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور یہ بات بالاجماع کفر ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا۔ اس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید محفوظ نہیں ہے بلکہ اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا الفاظ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے نکال دیئے۔ یہ عقیدہ کفر ہے کہ قرآن مجید کا انکار ہے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

اُن سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ اُن مرتدین سے میل جول، نشست برخاست، سلام کلام سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذكرىٰ مع القوم الظٰلمین﴾	اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :

سیأتی قوم لھم نبزیقال الرافضة یعطنون السلف ولا یشھدون جمعة ولا جماعة فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم	عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا انھیں رافضی کہا جائے گا۔ سلف صالحین پر لعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اُن کے پاس نہ بیٹھنا' اُن کے ساتھ نہ کھانا' نہ اُن کے ساتھ پانی پینا' نہ اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا' مر جائیں تو اُن کے جنازے میں نہ جانا' نہ اُن پر نماز پڑھنا' نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا۔

اب حکم شریعت یہ ہے کہ 'جو سُنّی ہو کر اُن سے میل جول رکھے' اگر وہ خود رافضی نہیں تو کم از کم فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ (احکام شریعت)

اکثر لوگ جان بوجھ کر بدمذہبوں کے پاس بیٹھتے ہیں یہ عمل حرام ہے۔ اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل ہوتا ہے اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُضِلُّوْنَکُمْ** انہیں اپنے سے دور رکھو اور اُن سے دور بھاگو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔ اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے۔

اِنَّھَا اکذَبُ شَیْءٍ اِذَا حَلَفَتْ فَکَیْفَ اِذَا وَعَدَتْ ۔ نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔

صحیح حدیث میں فرمایا۔ جب دجّال نکلے گا کچھ اُسے تماشا کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا۔؟
وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ (یعنی دجّال کہ فریب میں گرفتار ہو جائیں گے)
حدیث میں ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قسم کھا کر کہتا ہوں جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اُس کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا۔
سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان ہے اور پھر حضور ﷺ کا حلف سے فرمانا۔
دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہی میں سے ہے۔
امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ' شرح الصدور' میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اُس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اُسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی' کہا کہ نہیں کہا جاتا۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو اُن کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اُٹھے۔ ہرگز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔
جب صدیق وفاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ۔ تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں' مودودیوں کے پاس نشست برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی؟ اُن کی بدگوئی صحابہ تک ہے' اِن کی انبیاء اور سید الانبیاء ۔ اور ۔ اللہ عزوجل تک ۔ (الملفوظ ۔ امام اہل سُنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ)

[شیعوں کی رَد میں اہل سُنّت کی ان کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے : تحفہ جعفریہ ۔ فقہ جعفریہ ۔ تحفہ حسینیہ ۔ شیعوں کے گیارہ اعتراضات سیدنا علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین ۔ تحفہ اثنا عشریہ ۔ آیات بینات ۔ اہلحدیث اور شیعہ مذہب جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب ۔ خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔ شیعہ مذہب (محرم اور تعزیہ) ۔ حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ۔ امہات المومنین ۔ قصص المنافقین ....]

فرقہ تفضیلیہ :

تفضیلی عقائد کا تعلق روافض کی ایک شاخ سے ہے۔ تفضیلی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سب سے افضل اور اوّل خلیفہ ہیں یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل و اعلیٰ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بتاتے ہیں اور صحابی رسول حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' امام الاولیاء مرجع العرفاء امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی اکرم وافضل واتم واکمل ہیں۔ جو اس کا خلاف کرے ہم اُسے بدعتی' شیعی رافضی مانتے ہیں۔
(عرفان شریعت۔امام احمد رضا فاضل بریلوی)

صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔
نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق' پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم' پھر حضرت سیدنا عثمان غنی' پھر حضرت سیدنا مولیٰ علی' پھر چھ مہینے کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور ﷺ کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ (بہار شریعت)

بعد انبیاء ومرسلین تمام خلق الٰہی انس وجن وملک سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر عمر فاروق اعظم' پھر عثمان غنی' پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے گمراہ اور بدمذہب ہے۔
(بہار شریعت)

کسی صحابی کے ساتھ سوعقیدت بد مذہبی وگمراہی واستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے۔ایسا شخص رافضی ہے اگر چہ کہ وہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے۔مثلاً حضرت امیر معاویہ اور اُن کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند۔اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص وحضرت مغیرہ بن شعبہ وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے قبل اسلام حضرت سیدنا سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا۔وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیرالناس وشرالناس کو قتل کیا۔ان صحابہ میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔اگر چہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی کہ اُن کی توہین بلکہ اُن کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہارشریعت)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتّوں میں سے ایک کتّا ہے۔ (فتاویٰ رضوریہ جلد نہم)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خرابی کافر کی صحبت کی خرابی اور نقصان سے زیادہ ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں سے بدترین جماعت وہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعنا د رکھتے ہیں' (مکتوبات دفتر اول حصہ دوم ۱۹۱)

خارجی فرقہ : سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد جب انصار ومہاجرین کے متفقہ انتخاب سے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سبائی باغیوں کا یہ گروہ بھی آپ سے بیعت خلافت لینے میں پیش پیش تھا لیکن جب خونِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ شروع ہوا تو سبائی گروہ (اصلاً یہودی) جوکہ فتنہ انگیز تھا اور مسلمانوں میں باہم صلح وصفائی کو پسند نہ کرتا تھا اس گروہ نے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بھرپور مخالفت کی اور آپ کی اطاعت سے خارج ہوکر ایک علحدہ گروہ بنالیا' اس لئے اس کا نام' خارجی' پڑ گیا۔ سبائی باغیوں کی سازش کے نتیجہ میں جنگ صفین کا معرکہ پیش آیا۔سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مصالحت پر آمادہ تھے اور دو ثالث' **حَكَمْ** ' مقرر فرمائے۔ خوارج جو ابتداء میں تحکیم کے قبول کرنے پر اصرار کرتے تھے وہ لوگ اپنے خیالات سے منحرف ہوگئے اور تحکیم کو ایک جرم اور گناہ قرار دینے لگے اور سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرنے لگے کہ ہم نے تحکیم کو قبول کر کے کفر کا ارتکاب کیا' ہم اس سے تائب ہوتے ہیں' آپ بھی اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کا اعلان کریں۔ خوارج کے ساتھ ایک بڑی جماعت مل گئی اور اس جماعت نے ﴿**اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا اللّٰہ**﴾ کو اپنا شعار بنایا اور انہوں نے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کا آغاز کیا۔ خارجی فرقے نے سب سے پہلے اس مسئلہ ایمان کو اُٹھایا اور کہا کہ: جتنے لوگ اس فتنے میں ملوث ہوئے وہ سب کے سب کافر ہیں۔ اس طرح سبائیوں کا ایک بڑا گروہ' شیعانِ علیؓ' کہلاتے ہوئے' شیعہ مذہب' کو وجود بخشا اور شیعوں کی ضد میں دوسرا گروہ' خارجیت' کو وجود بخشا۔ خوارج میں سب سے اور سب سے بدتر ذوالخویصرہ تمیمی تھا اسی خارجی کے حامیوں نے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے نہروان کے مقام پر جنگ کی تھی۔

خوارج، ہر گناہ گار کو کافر سمجھتے تھے چاہے اُس نے اس گناہ کو ارادۃً گناہ سے کیا ہو یا غلط فہمی اور خطائے اجتہادی کی بنیاد پر۔ اسی لئے وہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر سمجھتے تھے۔

خوارج، تحکیم (کسی فرد کو حَکَمْ یا ثالث یا امام مقرر کرنے) کو کفر قرار دیتے ہیں، اسی لئے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرنے لگے تھے کہ آپ اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کا اعلان کریں۔ خوارج نے ﴿اِنَّ الْحُکْمَ اِلَّا اللّٰہ﴾ کو اپنا شعار بنایا اور سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو کافر کہہ دیا۔ نام نہاد اہلحدیث اصلاً خارجی ہیں اسی لئے یہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے لیکر آج تک تمام مسلمانوں کو کافر کہہ دیتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث بھی اصلاً خارجی ہیں اسی لئے یہ بھی کسی فرد کو حَکَمْ یا ثالث یا امام مقرر کرنے کو کفر قرار دیتے ہیں، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی تمام مقلدین کو مشرک، بدعتی اور کافر سمجھتے ہیں۔ جو مسلمان نمازوں کی پابندی نہیں کرتا، یا اُس سے گناہوں کے کام سرزد ہوتے ہیں تو نام نہاد اہلحدیث اُس شخص کو بلا جھجھک کافر کہہ دیتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے خوارج کے متعلق ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم میں سے ایک ایسی قوم نکلے گی کہ اُن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے اور اُن کے روزے کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے بے حقیقت معلوم ہوں گے۔ اسی طرح اُن کے دیگر اعمال کے مقابلے میں تمہیں اپنے اعمال حقیر نظر آئیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر اُن کے حلق سے نہیں اُترے گا اور وہ دِین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے نشانے سے تیر نکل جاتا ہے (ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن جوزی، قاضی شوکانی، ابن عبدالوہاب نجدی، عبدالعزیز بن باز، موجودہ دور کے تمام مقلد و غیر مقلد وہابی، دیوبندی، ندوی، تبلیغی، مودودی، نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین ...... ان سب کا تعلق 'خارجی فرقہ' سے ہے)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’خوارج جہنمیوں کے کتے ہیں‘

عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی جس نے امیرالمؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے شہید کیا تھا‘ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب اس کو قصاص میں قتل کرنے کے لئے قید خانہ سے نکالا گیا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تو اس نے کچھ آہ وفریاد نہیں کی‘ پھر گرم سیخ سے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی تو بھی اس نے کچھ اُف نہیں کی اور نہ کوئی آہ اس کی زبان سے نکلی۔ اس دوران وہ برابر سورہ ﴿**اقرا باسم ربك الذی خلق**﴾ پڑھتا رہا‘ یہاں تک کہ سورہ ختم کردی۔ اس حالت میں کہ اس کی آنکھوں سے مواد جاری تھا‘ پھر جب اس کی زبان کاٹنے کا قصد کیا گیا تو وہ گھبرانے لگا۔اس سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ گوارہ نہیں کہ دُنیا میں کچھ دیر بھی ایسی حالت میں رہوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔ابن ملجم ایک گندم گوں شخص تھا جس کے ماتھے پر سجدے کا گہرا نشان تھا۔

نافع بن الازرق خارجی اوراس کے ساتھی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم شرک کے ملک میں ہیں تب تک مشرک ہیں اور جب ملکِ شرک سے نکل جائیں گے تو مومن ہوں گے۔ اُن کا کہنا تھا کہ جس کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہو وہ مشرک ہے اور جو ہمارے اس عقیدے کا مخالف ہو وہ بھی مشرک ہے جو لڑائی میں ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے۔

ابراہیم الخارجی کا عقیدہ تھا کہ دیگر تمام مسلمان قوم کفار ہیں اور ہم کو اُن کے ساتھ سلام ودُعا کرنا اور نکاح ورشتہ داری جائز نہیں‘ اور نہ ہی میراث میں اُن کو حصہ بانٹ کردینا درست ہے۔ اُن کے نزدیک مسلمانوں کے بچے اور عورتوں کا قتل بھی

جائز تھا کیونکہ اُن کے نزدیک یہ سب مشرک اور خارج از اسلام ہیں ۔

خوارج کا یہ بھی قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے (کچھ مال) کھالئے تو اس پر جہنم کی آگ واجب ہوگئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال کھانے پر آتش جہنم کی وعید سنائی ہے لیکن اگر کوئی شخص یتیم کو قتل کردے یا اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے، یا اُس کا پیٹ پھاڑ ڈالے تو جہنم واجب نہیں ۔

مختصر یہ کہ یہود کی سازش اور شر انگیزی سے اُمت مسلمہ میں شامل وہ نومسلم اور خودغرض وطالع آزما مسلمان متاثر ہوئے جو زیادہ تر مصر وعراق کے باشندے تھے اس قسم کے لوگ سواد اعظم سے کٹ کر خارجی اور رافضی شیعوں کی صورت میں علحدہ ہوگئے ۔ یہ دونوں ہی دشمن اسلام فرقے مسلمانوں سے شدید عداوت اور بغض وکدورت رکھتے تھے اور جنگ نہروان میں خارجیوں کی ہزیمت اور سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھ اُن کے قتل عام نے اُن کی بغض وعداوت کی آگ کو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ اسی عداوت ودشمنی کا شاخسانہ تھا۔

اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہلسنت ہیں ۔ جو اُن سے محبت نہ رکھے مردود وملعون خارجی ہے۔ (بہار شریعت)

یزید پلید کے عاشقوں کو خارجی کہتے ہیں ۔ یزید بن معاویہ وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہلبیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے ۔ جس پر ہر زمانہ میں دُنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور حشر تک اُس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔

یزید اہانت اہل بیت کا مرتکب ہوا ۔ اس بدبخت نے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کا ذمہ دار بھی یہ ہی ہے ۔ یہ بد باطن وسیاہ دل، ننگ خاندان

۲۵ھ میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیدا ہوا۔ (حضور رحمتہ للعالمین ﷺ نے ربیع الاول ۱۱ھ میں وفات پائی۔ یزید کے چاہنے والے خارجی جنھیں تاریخ اسلام سے واقفیت حاصل نہیں ہے یزید کو صحابی مشہور کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ کے چودہ سال بعد یزید بد بخت پیدا ہوا۔)

یزید پلید فاسق، فاجر، بدخلق، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب تھا۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یہ بد باطن اپنے باپ کی وصیتوں کو فراموش کر کے تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور جابرانہ ملوکیت کو زندہ کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیعت پر مجبور کیا۔ اگر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت فرما لیتے تو دِین کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور یزید کی بدکاری کے جواز کیلئے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت سند بن جاتی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ سر دے دیا مگر اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔ جان بچانے کے لئے تقیہ سے کام نہ لیا۔ بلکہ اپنے عمل سے یہ بتا دیا کہ جان دے دو مگر راہ حق میں بطور تقیہ بھی باطل کے سامنے گردن مت جھکاؤ۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہدائے کرام میں سے ہیں۔ ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بد دین، دائمی نقصان کا مستحق اور خارجی ہے۔ یزید کو حق پر اور بے قصور سمجھنا، یا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلبیت کرام کی شان میں بکواس کرنے والا بد بخت، مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے۔

معتزلہ کا ظہور : یہ دراصل خوارج کی ایک شاخ ہے۔ اگرچہ تحکیم کے بعد خوارج نے مرتکب کبائر کی تکفیر کی جس سے اس وقت اس مسئلے کا چرچہ ہوا مگر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تردید اور تمام صحابہ کرام کی تائید سے کچھ دنوں کے لئے یہ

مسئلہ دَب گیا مگر بالکلیہ ختم نہیں ہوا' بلکہ بعد میں کسی نہ کسی نوع سے یہ مسئلہ اُٹھتا رہا' اور جب معتزلہ کا ظہور ہوا تو پھر اس مسئلے میں تیزی پیدا ہوئی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں' واصل بن عطاء نامی ایک شخص حاضر ہوا کرتا تھا' اس زمانہ میں یہ مسئلہ اُٹھا۔ واصل نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ: گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ مسلمان ہے اور نہ کافر ہے بلکہ ایمان وکفر کی درمیانی منزل میں ہے۔ اس کے بعد اُس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس سے علحدگی اختیار کر کے اسی مسجد میں اپنا الگ حلقہ قائم کرلیا۔ شہرستانی اس کے قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: واصل کہتا تھا کہ ایمان جملہ اعمالِ خیر کا نام ہے جب کسی شخص میں یہ چیزیں موجود ہوں گی تب وہ مومن ہوگا' فاسق میں یہ تمام خصال خیر جمع نہیں ہوسکتیں اس لئے اس کو مومن نہیں کہا جائے گا' مگر علی الاطلاق کافر بھی نہیں کہہ سکتے' کیوں کہ وہ کلمہ شہادت کا قائل ہے اور دوسرے اعمال خیر بھی اس میں موجود ہیں مگر ایسا شخص اگر توبہ کئے بغیر انتقال کرتا ہے تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں ہوگا کیوں کہ آخرت میں دو ہی فریق ہوں گے' جنتی اور جہنمی۔

مسلمانوں میں جو اختلاف سب سے پہلے رونما ہوا وہ عملاً فاسق کے بارے میں تھا کہ وہ مومن ہے یا کافر۔ خوارج کہنے لگے کہ کافر ہے۔ معتزلہ کہنے لگے کہ نہ وہ مومن ہے اور نہ ہی کافر۔ تمام اہلِ سُنّت وَ جماعت نے کہا کہ وہ مومن ہے۔

مرجیہ فرقہ : یہ فرقہ خوارج کی ضد میں نکلا تھا۔ ان لوگوں کا قول یہ ہے کہ مومن کو گناہ سے مطلقاً کوئی ضرر نہیں پہنچے گا جس طرح کافر کو اطاعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فرقہ مرجیہ نے اس بات کو شہرت دی کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے کچھ ضرر لاحق نہیں ہوتا ہے جس طرح کفر کی موجودگی میں طاعات اور عبادات بے اثر ہیں اور

دعویٰ کرنے لگے کہ ایمان نام تصدیق اور اقرار کا ہے اعتقاد و معرفت کا ہے اور اس ایمان کی موجودگی میں کوئی معصیت ضرر رساں نہیں ہے ایمان و عمل کے رابطے کی بابت کہنے لگے کہ اعمال کو جنّت وجہنم کے دخول میں سے کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں ہے۔ یہ عقیدہ عراق کے شہر بصرہ میں سب سے پہلے حسان بن بلال مزنی نے اختیار کیا تھا۔

عقیدۂ اہلِ سُنّت وَ جماعت : تمام اہلِ سُنّت وَ جماعت اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی کو گناہ سے ضرر ونقصان تو ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس پر رحم کرتے ہوئے معاف کردے اور بلا سزا کے جنّت میں داخل کر دے اور چاہے تو شفاعت وسفارش کے ذریعے مغفرت فرما دے' یا اس عمل کے برابر سزا دے کر جنّت میں داخل کرے' لیکن ایسا شخص ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جائے ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ کسی گناہ کے ارتکاب سے کوئی مسلمان' کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے یعنی کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے اگرچہ وہ کبیرہ ہو' تکفیر نہیں کی جاسکتی ہے۔ خوارج اور معتزلہ ایسے شخص کو ایمان سے خارج کرتے ہیں۔

سید الفقہاء سراج الامت امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ اکبر میں منقول ہے: 'جس مسلمان نے شرک کے سوا دوسرے گناہ کیے اور اس سے توبہ نہیں کیا مگر ایمان پر مرا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے چاہے تو اس کو عذاب دے' چاہے تو اس کو معاف کردے' لیکن اس کو جہنم میں ہمیشگی کا عذاب نہیں دے گا'

یعنی جسے ایمان کی دولت حاصل ہے اور فرائض کی ادائیگی میں کچھ کوتاہی کیا ہے تو وہ گناہ گار مسلمان ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوگا' چاہے تو اُس کو عذاب دے اور چاہے تو اُس کو معاف کردے' اگر اُس کو کسی کوتاہی پر عذاب دے گا تو گناہ پر عذاب دیا اور اگر اُس کو معاف کردے تو گناہ کو معاف کیا۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے﴿**ان الله لایغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشاء**﴾ یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی نہیں بخشے گا' ہاں شرک کے علاوہ دوسرے گناہ کرنے والوں میں سے جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ (شرک کا مفصل اور مدلل بیان ہماری کتاب 'حقیقت شرک' میں پڑھیں)

ہم گنہہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیئے
سب گنہہ دُھل جائینگے رحمت کا پانی چاہیئے
گنہہ گاروں پہ ہنسنے والو نہ یوں کسی کا مذاق اُڑاؤ
نہ جانے حصے میں کس کے آئے خدا کی رحمت کا شامیانہ

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

'ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے' فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے کھڑا اختر عاصی درِ مقدس پر

گنہگار بس گہنگار ہے کافر نہیں

گناہِ کبیرہ سے ایمان ساقط نہیں ہوتا:

عقیدہ اہلِ سُنّت و جماعت کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا' جب کہ وہ گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی' اُس کی بخشش کی دُعا کی جائے گی۔ اگر کسی نے اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو وہ سب مسلمان گناہ گار ہوں گے جو موت کی اطلاع پانے کے باوجود بغیر نمازِ جنازہ دفن کر دیئے۔

ایمان کی اصل تصدیقِ قلبی ہے اور اعضاء کے اعمال ایمان کی حقیقت میں شامل نہیں' لیکن بغیر اعمال صالحہ کے ایمانِ کامل نہیں ہوسکتا بلکہ ناقص ہے اور کسی چیز کا

ناقص ہونا اُسے بالکل معدوم نہیں کرسکتا بلکہ اُس کو درجہ کمال سے گرا دیتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ کبیرہ گناہ مومن کو ایمان سے محروم نہیں کرسکتا' لیکن کامل ایمان نہیں رہتا۔ گناہ وفسق انسان کو کافر نہیں بناتے لیکن گناہ گار بنا دیتا ہے۔ یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ مومن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو مطیع وفرمانبردار ہیں وہ مومن کامل کہلاتے ہیں۔۔دوسری قسم کے مومن عاصی و بدکردار ہیں' وہ مومن ناقص ہوتے ہیں۔ فاسق وعاصی کو قرآن نے مومن کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور اُن پر اسلام کے سارے احکام نافذ و جاری ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کے صحابہؓ گناہ گار فاسقوں کی نمازِ جنازہ ادا کرتے رہے ہیں اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے رہے ہیں' اُن کے واسطے دُعا واستغفار کرتے رہے ہیں۔ مومن گناہ کبیرہ کرنے والے ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے خواہ وہ بلا توبہ ہی مَر گئے ہوں۔۔قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ہمیشہ دوزخ تو دین کے منکروں اور کافروں کے لئے ہی ہے۔ گناہ گار اور مرتکبانِ کبائر اگر توبہ کے بغیر مَر گئے تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں دوزخ میں رکھے گا پھر معاف کردے گا اور جنّت میں داخل کردے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنّت میں رہیں گے۔۔ایسا شخص آخرکار جنّت میں جائے گا' خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُسے معاف فرمادے یا حضور ﷺ شفاعت فرمادیں' یا اولیاء اللہ' شہداء' علماء' حفاظ' حجاج' صالحین اور نابالغ بچے جو مَر گئے ہیں اُن سب کی شفاعت اس کے حق میں ہوسکتی ہے۔شفاعت سے گنہگار جہنم سے نکالے جائیں گے' عذاب میں کمی ہوگی' درجات بلند ہوں گے۔

ایمان ایک گوہرِ نایاب ہے اُس کو کامل اور اکمل رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق کی بے حد ضرورت ہے۔ ایمان ایک ایسی دولت ہے جو نہ صرف اس جہان میں کام

آتی ہے بلکہ آخرت میں بھی کام آئے گی اور انسانی نجات کا سارا دارومدار ایمان اور عملِ صالح پر ہے لیکن عملِ صالح اُس وقت تک بارگاہِ رب العزت میں قابل قبول نہیں جب تک کہ انسان پہلے صاحبِ ایمان نہ ہو' پھر ایمان کی دولت نصیب ہونے کے بعد اُس کی استقامت ضروری ہے۔ ایمان کی اصل قدر و قیمت کا اندازہ انسان کو اِس دُنیا سے جانے کے بعد عالمِ برزخ میں ہوتا ہے کیونکہ مابعد زندگی کا سارا تعلق ایمان' صالح اعمال اور عشق رسول ﷺ سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں گناہوں کی بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور حلاوتِ ایمان عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

قدریہ فرقہ : عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں شہر بصرہ میں ایک شخص 'معبد جہنی' ظاہر ہوا جس نے تقدیر کا انکار کیا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ معبد نے انکار تقدیر ایک نصرانی شخص سوسن نامی سے سیکھا تھا جو کچھ مدت مسلمان رہ کر مرتد ہو گیا تھا۔ شہر بصرہ کے بہت سے لوگ اس فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اس طرح انکار تقدیر کی وجہ سے اس فرقے کا نام 'قدریہ' پڑ گیا۔

جبریہ فرقہ : یہ فرقہ 'قدریہ' کی ضد میں نکلا تھا اُن کا عقیدہ تھا کہ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ اچھا یا بُرا کام انسان سے سرزد ہوتا ہے اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ تقدیر میں اس کام کا ہونا یا نہ ہونا اسی نے لکھ دیا ہے۔ اس طرح انسان تو محض آلہ ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر اچھے اور بُرے فعل کے ہونے کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

جہمیہ فرقہ : ہشام بن عبدالملک کے عہد میں ایک شخص جعد بن درہم نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا تھا۔ کوفہ میں جعد کا ایک شاگرد تھا جہم بن صفوان جو اگرچہ کوئی عالم نہیں تھا مگر بڑا چرب زبان اور فصیح اللسان تھا۔ اس نے جعد بن درہم کے خیالات

کی اشاعت نہایت زور وشور سے کی‘ اس طرح بہت سے لوگ اس کے ہم خیال ہوگئے‘اس فرقے کا نام جہم کے نام پر’جہمیہ ‘ہوا۔

جعد بن درہم کو خالد بن عبداللہ القسری حاکم عراق نے عین بقرعید کے دن شہر واسط میں یہ کہتے ہوئے قتل کردیا تھا: **ایھا الناس اضحوا تقبل اللہ ضحایاکم انی مضح بالجعد بن درھم انہ زعم ان اللہ لم یتخذ ابراھیم خلیلا ولم یکلم موسی تکلیما** لوگو ! قربانیاں کرو۔اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کوقبول فرمائے۔میں جعد بن درہم کو ذبح کررہا ہوں‘ اُس کا باطل گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوست نہیں بنایا‘ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔

جعد بن درہم کو قتل کردینے پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء سلف نے خالد بن عبداللہ القسری کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جہم بن صفوان بھی بنوامیہ کے آخری خلیفہ مروان الحمار کے عہد حکومت میں نصر بن سیار حاکم خراسان کے حکم سے قتل کیا گیا۔

قادیانی :

نبی آخرالزماں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔ منکر ختم نبوت بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی نے عقیدۂ ختم نبوت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اورضرب لگانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ قاسم نانوتوی نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی دوسرے نبی کا امکان ظاہر کیا ہے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے جھوٹی نبوت کا دروازہ کھولا اور نام نہاد اہلحدیث کے پَروَردہ اور ڈپٹی نذیر احمد کے تربیت یافتہ مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کردیا۔مرزا غلام احمد قادیانی‘ پہلے غیر مقلد تھا بعد میں نبوت کا دعویٰ کرکے داخل جہنم ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیائے کرام کی شان میں بھی نہایت بے باکی

کے ساتھ گستاخیاں بکیں خصوصاً حضرت عیسیٰ رُوح اللہ کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم رضی اللہ عنہا کی شان جلیل میں بہت ہی بیہودہ کلمات استعمال کئے۔ نبوت کا دعویٰ دراصل قرآن مجید کا انکار اور حضورﷺ کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے۔ کافر اور ابدالآباد جہنم کا مستحق قرار دینے کے لئے یہی کافی ہے۔

فرقہ وہابیہ :

وہابی فرقہ ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس فرقے کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے۔ علماء کو قتل کیا۔ صحابہ کرام وائمہ وعلماء وشہداء کی قبریں کھود ڈالیں۔ روضہ انور کا نام معاذ اللہ صنم اکبر رکھا تھا 'یعنی بہت بڑا بت'

حضورﷺ نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔ وہ گروہ بارہ سوسال بعد ظاہر ہوا۔ ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام 'کتاب التوحید' رکھا۔ اُس کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام 'تقویۃ الایمان' رکھا اور اُس نے ہندوستان میں وہابیت پھیلائی۔ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ جواُن کے مذہب پر نہ ہو' وہ کافرومشرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر شرک وکفر کا حکم لگاتے ہیں اور تمام دُنیا کو مشرک کافرو بدعتی بناتے ہیں۔ دراصل اس باطل فرقہ کا وجود اور عقائد ہی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضورﷺ وتمام انبیاء' صحابہ کرام' اولیاء اللہ اور محبوبانِ خدا کی بارگاہ میں وہابیوں کا لب ولہجہ بہت ہی گستاخانہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ تذلیل کیا کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کے زمانہ تک متحدہ ہندوپاک میں دو ہی گروہ تھے۔ اہلِ سُنّت

اور اہل تشیع ۔لیکن اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات سے متاثر ہوکر بے دھڑک اُمت مسلمہ کو کافر ومشرک قرار دیا اور وہابیت کا ایسا فتنہ چھوڑا جو آج تک تفریق وانتشار کا سبب بن رہا ہے ۔اسماعیل دہلوی دیوبندی نے ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۵ء میں تقویۃ الایمان لکھی حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلمذ خصوصی (خاص شاگرد) حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ نے ۱۲۴۰ھ ۔مطابق ۱۸۲۵ء میں 'تقویۃ الایمان' کی رد میں 'تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ' (سرکشی کے ابطال میں فتویٰ کی تحقیق) لکھی ۔'تقویۃ الایمان' کے چھپتے ہی اُس وقت مختلف زبانوں میں اور مختلف علاقوں میں ۲۵۰ (ڈھائی سو) سے زائد تردیدی کتب اس کتاب کے رد میں علمائے کرام نے تحریر فرمائی ۔سواد اعظم سے ہٹ کر یہ وہ پہلی آواز تھی جو برصغیر میں گونجی جسے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کی بازگشت کہا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کی سرزمین پر ابھی امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور ابھی دارالعلوم دیوبند کا وجود بھی نہیں تھا کہ اسماعیل دہلوی کے روپ میں وہابیت نے سر اُٹھایا۔

برصغیر کی خاموش اور پرسکون فضاء میں سب سے پہلے اسماعیل دہلوی کی 'تقویۃ الایمان' نے لوگوں کو چونکا دیا۔ بعض لوگ سُنّی اور وہابی اختلافات کو مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ۔حالانکہ یہ انتہائی غلط اور برصغیر کی مذہبی تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے ۔ برصغیر میں اصل اختلافات اور فتنوں کا آغاز اسماعیل دہلوی کی 'تقویۃ الایمان' (۱۲۴۰ھ ۔۱۸۲۵ء) سے ہوا۔

وہابی دیوبندی کفریہ عقائد کے چند نمونے:

عقیدہ (۱) حضور ﷺ کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں (بانی وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی) اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا (اوضح البراہین)

عقیدہ (۲) میری لاٹھی محمد ﷺ سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد مر گئے۔۔انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا (اوضح البراہین)

عقیدہ (۳) محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جُملہ اہل عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں اور اُن سے قتل وقتال کرنا' اُن کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (ماخوذ : الشہاب الثاقب۔حسین احمد مدنی)

عقیدہ (۴) غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا علم زید وعمر بچوں اور پاگلوں کوئ بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں (حفظ الایمان' اشرف علی تھانوی)

عقیدہ (۵) حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں (تحذیر الناس مصنفہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی)

عقیدہ (۶) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس مصنفہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی)

عقیدہ (۷) شیطان وملک الموت کو تمام رُوئے زمین کا علم ہے اور حضور ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

عقیدہ (۸) نماز میں حضور ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے۔ (صراط مستقیم مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۹) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے
(صراط مستقیم مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۰) سب انبیاء و اولیاء اس کے رُوبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں
(تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۱) حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔ (تقویۃ الایمان)

عقیدہ (۱۲) حضور علیہ السلام پر افتراء باندھا کہ گویا آپ نے فرمایا 'میں بھی ایک دن مَر کر مٹی میں ملنے والا ہوں' (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۳) حضور ﷺ کا یوم میلاد منانا کنھیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔
(براہین قاطعہ، خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی)

عقیدہ (۱۴) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ۔اسماعیل دہلوی)

وہابیوں کے ہاں شرک و بدعت کا بہت خرچ ہے۔ ہر چیز کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ مجلس میلاد شریف اور قیام (صلوٰۃ وسلام کے لئے ٹھہرنا) ایصال ثواب، زیارت قبور و حاضری بارگاہ بیکس پناہ سرکار مدینہ ﷺ وعرس بزرگان دین و فاتحہ سوم وچہلم، استعانت واستمداد، مصیبت کے وقت انبیاء و اولیاء کو پکارنا وغیرہ سب وہابیوں کے نزدیک شرک و بدعت ہے۔ انبیاء و اولیاء اللہ کی شفاعت کے یہ منکر ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) :

غیر مقلدین (اہلحدیث) ایک نومولود فرقہ ہے جو ۱۸۵۷ء کے بعد معرض وجود میں آیا جس کا مقصد بھی شیعوں کی طرح اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے اور یہ اُن کا محبوب اور پسندیدہ ترین مشغلہ ہے۔ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے ہندوستان میں غیر مقلدین کا

کوئی نام ونشان نہ تھا۔ غیر مقلدیت کی وباءاس وقت رونما ہوئی جب ہندوستان کے بعض بدعقیدہ مولویوں نے قاضی شوکانی کی شاگردی اختیار کی۔ سب سے پہلے لامذہبیت کے ان علم برداروں نے خود کو موحدین کہنا اور لکھنا شروع کیا' گویا اور لوگ موحد نہ تھے۔ شیعوں اور غیر مقلدین میں یکسانیت اور اتحاد ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ شیعہ فرقہ صیہونیت اور استعماریت کے ناجائز ملاپ کا نتیجہ اور پیدا کردہ ہے اور فرقہ غیر مقلدین اُن کا پروردہ۔ جماعت اہلحدیث دور جدید کا ایک نہایت ہی پُر فتن' بدعقیدہ' دہشت گرد' وحشت ناک اور بدعتی فرقہ ہے۔جس کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار نظریات وافکار اور صحابہ کرام' تابعین عظام' محدثین ملت' فقہائے اُمت' اولیاء اللہ' ائمہ دین' مجتہدین ومجددین اسلام اور اسلاف صالحین کے خلاف اعلان بغاوت' تفسیر بالرائے' احادیث مبارکہ کی من مانی تشریح' خود ساختہ عقائد ومسائل' انکار فقہ اور ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی وبکواس اس فرقہ کا خصوصی وصف ہے۔ اہلحدیث کی ولادت انگریزی دور میں ہوئی تھی اور انگریز نے اپنی پرانی عادت 'لڑو اور حکومت کرو' کے مطابق مسلمانوں کی تحریک آزادی میں نقب لگانے کے لئے ان غیر مقلدوں (اہلحدیثوں) کو جاگیر اور مناصب اور نوابی دے کر ایک نئے مذہب کے طور پر کھڑا کیا تھا۔اُن کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا تھما دیا اور عام مقلدین (حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی) کے خلاف مختلف انداز سے اُن کی پشت پناہی کرتے رہے' اُن کے دینی اور شرعی مسائل جمہور مسلمین سے الگ تھے اور اُن کا عقیدہ بھی بالکل نئے قسم کا تھا جس سے مسلمانان ہند بھی واقف نہیں تھے۔ پہلے ان لوگوں نے اپنی جماعت کو موحدین کی جماعت کہا یعنی صرف یہ موحد بقیہ سب مشرک

۔۔مگر یہ نام چل نہ سکا تو انہوں نے خود کومحمدی کہنا شروع کیا مگر اس پر بھی زیادہ دن قائم نہ رہ سکے، پھر خود کو غیر مقلد مشہور کیا۔ یہ اُن کا مقلدین کے خلاف فخریہ نام تھا۔۔مگر یہ بھی اُن کوراس نہیں آیا، اس لئے کہ پورا ہندوستان مقلد اور اُن کے بیچ میں تنہا یہ غیر مقلد، اُن کو جلد ہی محسوس ہوگیا کہ وہ تمام مسلمانوں میں اچھوت بن کر رہ گئے، اُن کے بیشتر عقائد کی بنا پرعوام نے اُن کو وہابی کہنا شروع کردیا۔ وہابی کا لفظ اُن کے لئے گالی سے بدتر تھا۔ اُن کوفکر ہوئی کہ اپنی جماعت کے لئے دل لبھاتا ہوا، چمچماتا ہوا اور تاریخ اسلام میں جگمگاتا ہوا نام ہو، اُن کو تاریخ اسلام میں کہیں (اہل حدیث) کا نام نظر پڑ گیا، بس اب کیا تھا، انھوں نے جھٹ سے اپنے لئے اس کا انتخاب کرلیا اور خود کو اہل حدیث کہنے لگے۔

غیر مقلدین کا تعلق بھی وہابیت کی ایک شاخ سے ہے۔تمام عقائد میں دونوں ایک ہیں۔ غیر مقلدین نے چاروں مذہبوں (حنفی، شافعی، مالکی وحنبلی) سے جُدا تمام مسلمانوں سے الگ ایک راہ نکالی کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے ہیں۔

جس طرح صحابہ کرام کی شان میں شیعہ تبرے (یعنی گستاخیاں و بکواس) کرتے ہیں اسی طرح اہل حدیث کہلانے والے غیر مقلدین بھی ائمہ اربعہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان اقدس میں (خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں بے باک انداز میں بکواس و گستاخیاں (تبرے) کرتے ہیں۔

غیر مقلدین حقیقتہً ائمہ دین کی تقلید تو نہیں کرتے ہیں مگر شیطان لعین کے ضرور مقلد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کفر۔تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔غیر مقلد وہابی اپنے کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہتے ہیں۔

خیال رہے کہ دُنیا میں کوئی شخص اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہو ہی نہیں سکتا۔ کسی کا اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہونا ممکن نہیں۔

اہل حدیث کون؟

اصطلاح شریعت میں حدیث اس کلام وعبارت کا نام ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ کے اقوال اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال واعمال بیان کئے جایں۔اس عامل بالحدیث فرقے سے سوال ہے کہ تم ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض احادیث پر؟

حضور ﷺ کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سچ نجات دیتا ہے۔جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ ہر مشرک وکافر اس کا قائل ہے۔ تو کیا وہ سب ہی اہل حدیث ہو گئے؟

تم حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلمانوں کو اہل حدیث کیوں نہیں مانتے۔ یہ تو ہزار ہا حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔اور اگر اہل حدیث کے معنیٰ ہیں حضور ﷺ کی ساری حدیثوں پر عمل کرنے والے۔تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی بعض حدیثیں منسوخ ہیں۔بعض ناسخ۔بعض حدیثوں میں حضور ﷺ کے وہ اعمال شریف بیان ہوئے جو حضور ﷺ کے لئے مباح یا فرض تھے۔ ہمارے لئے حرام ہیں۔ جیسے منبر پر نماز پڑھنا، اونٹ پر طواف فرمانا، حضرت حسین سید الشہیداء خاتم آل عبا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سجدہ دراز فرمانا۔حضرت امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر لے کر نماز پڑھانا۔نو بیویاں نکاح میں رکھنا۔بغیر مہر نکاح ہونا۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کلمہ یوں پڑھتے **لاالہ الااللہ وانی رسول اللہ** ۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔غیر مقلد اسی حدیث پر عمل کریں تو کافر ہو جائیں گے۔احادیث میں حضور ﷺ کے معجزات بیان کئے گئے ہیں۔ حدیث میں حضور ﷺ کے ایسے اقوال

واعمال کا بھی ذکر ہیں جو حضور ﷺ کے لئے کمال ہیں ہمارے لئے کفر۔ عامل بالحدیث کو چاہیئے کہ تمام احادیث پر عمل کر کے دکھائیں۔ کوئی بھی شخص ہر حدیث پر عمل نہیں کرسکتا۔ جو اس معنیٰ سے اپنے کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہے وہ جھوٹا ہے۔ جب نام میں ہی جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ کام بھی سارے کھوٹے ہی ہوں گے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لازم پکڑو میری اور خلفائے راشدین کی سُنّت کو۔

اہل سُنّت کی حقّانیت : حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ میری حدیث کو لازم پکڑو۔ کیوں کہ ہر حدیث لائق عمل نہیں۔ ہر سُنّت لائق عمل ہے۔ حضور ﷺ کے وہ اعمال طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں۔ حضور سے خاص بھی نہ ہوں بلکہ اُمت کے لئے لائق عمل ہوں۔ انہیں سُنّت کہا جائے گا۔ لہذا ہمارا نام اہل سُنّت بالکل حق اور درست ہے کہ ہم بفضلہٖ تعالےٰ حضور ﷺ کی ہر سُنّت پر عامل ہیں۔ اہل حدیث ہونا بالکل غلط ہے کہ ہر حدیث پر عمل ناممکن۔

اب حدیثوں کی یہ تحقیق کہ کون کونسی حدیث منسوخ ہے۔ کون محکم، کون کونسی حدیث حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے، کون سب کی اتباع کے لئے کونسی فعل اقتداء کے لئے ہے۔ کون نہیں۔ کس فرمان کا کیا منشاء ہے؟ کس حدیث سے کیا مسئلہ صراحۃً ثابت ہے؟ اور کون مسئلہ اشارۃً، کونسا دلالۃً کونسا اقتضاً، یہ سب کچھ امام مجتہد ہی بتاسکتے ہیں۔ عوام کی وہاں تک پہونچ نہیں۔ جیسے قرآن پر عمل کرانا حدیث کا کام ہے۔ ایسے ہی حدیث پر عمل کرانا امام مجتہد کا کام۔ یوں سمجھو کہ حدیث شریف رب تک پہونچنے کا راستہ ہے اور امام مجتہد اس راستے کا نور۔ جیسے بغیر روشنی راہ طے نہیں ہوتی۔

بغیر امام و مجتہد حضور ﷺ کی سُنّتوں پر عمل ناممکن ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں۔
القرآن والحدیث یضلان الا بالمجتھد بغیر مجتہد قرآن وحدیث گمراہی کا باعث ہے۔
قیامت میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو اماموں کے ساتھ پکارے گا۔ رب فرماتا ہے۔
﴿یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ﴾ (بنی اسرائیل/۷۱)
جس دن ہم ہر جماعت کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔
﴿وَنُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ﴾ (القصص/۵) اور ہم چاہتے تھے کہ اُن پر احسان کریں جو زمین میں پست کر دیئے گئے اور انہیں امام بنائیں، نیز قائم مقام کر دیں۔
﴿وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً یَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا﴾ (سجدہ/۲۴) جب انہوں نے صبر کیا، ہم نے اُن میں امام بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے
احادیث مبارکہ: عن تمیم الداری ان النبی ﷺ قال، الدین النصیحة ثلٰثا قلنا لمن؟ قال لہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمة المسلمین (بخاری ومسلم)
حضور نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: دین نصیحت اور خیرخواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ (خیرخواہی) کس کے لئے؟ فرمایا، اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اُس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کے لئے۔
(☆) ابن ماجہ کتاب الجہاد میں ایک روایت ہے عن ابی ھریرہ قال، قال رسول اللہ ﷺ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاع الامام فقد اطاعنی ؕ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن عصی الامام فقد عصانی
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے امام کی اطاعت کی،

اُس نے میری اطاعت کی ۔ اور جس نے میری نافرمانی کی' اُس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔ اور جس نے امام کی نافرمانی کی' اُس نے میری نافرمانی کی ۔

بہر حال قرآن وحدیث میں امام کی اہمیت بتائی گئی ہے ۔

﴿فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون﴾ اگر تم نہ جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھو۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ دینی بات میں اپنی اٹکل نہ لگائے ۔ ناواقف کو ضروری ہے کہ واقف سے پوچھے ۔ جاہل عالم سے پوچھے ۔ غیر مجتہد عالم ۔ عالم مجتہد علماء سے دریافت کریں ۔ اسی کا نام تقلید ہے ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء/۵۹)

' اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں (ائمہ عظام) کی جو تم میں سے ہوں ۔

قرآن کریم پر عمل اللہ کی اطاعت ہے ۔ حدیث شریف پر عمل حضور ﷺ کی فرماں برداری اور فقہ پر عمل **اولی الامر** کی اطاعت ہے ۔ یہ تینوں اطاعتیں ضروری ہیں ۔

﴿**اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم**﴾

چلا ہم کو سیدھا راستہ ۔ اُن کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستے کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ' علماء صالحین ہوں ۔ دیکھ لو سارے اولیاء صالحین مقلد ہیں ۔

حضور غوث الاعظم جیلانی ' حضرت خواجہ اجمیری ' حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند' حضرت مخدوم اشرف ' حصرت مجدد الف ثانی ...... وغیرہ جیسے صالحین مقلدین گذرے ہیں لہذا تقلید سیدھا جنّت کا راستہ ہے ۔ ہمیشہ سے ہر طبقہ کے مسلمان مقلد ہوئے ۔

محدثین، مفسرین، فقہاءؒ اولیاء اللہ یہ سب مقلد ہیں۔ امام بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارقطنی وغیرہ تمام محدثین شافعی ہیں۔ طحاوی و امام زیلعی، عینی شارح بخاری، طیبی، ملاعلی قاری، عبدالحق محدث دہلوی احمد رضا بریلوی وغیرہم تمام محدثین حنفی ہیں۔
تفسیر کبیر، تفسیر خازن، بیضاوی، جلالین، تنویر المقیاس والے تمام مفسرین شافعی ہیں۔
تفسیر مدارک، تفسیر صاوی والے سارے مفسرین حنفی۔ فقہا، اور اولیاء اللہ سارے کے سارے مقلد ہیں اور عام اولیاء اللہ حنفی ہیں۔ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں سارے مسلمان مقلد ہیں۔ نام نہاد اہلحدیث نے اتباعِ ائمہ کی رسّی اپنی گردن سے کیا اُتاری کہ جو شخص جس شکاری کی زَدْ میں آیا، اسی کے جال میں گرفتار ہو گیا۔

غیر مقلد قاضی عبدالاحد خانپوری لکھتے ہیں:

> ''پس اِس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفینِ سلفِ صالحین جو حقیقت **ماجاء بہ الرسول** سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ و روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زناوقہ کا تھے اسلام کی طرف، یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں، مدحدہ اور زناوقہ منافقین کے بعینہٖ مثل اہل تشیع''
>
> (بشیر احمد ۔غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں (مطبوعہ فقیر والی) ص ۳۰)

محمد سعید الرحمٰن علوی دیوبندی لکھتے ہیں:

> '' دعویٰ تو اہلحدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکارِ حدیث قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے'' (بشیر احمد ۔اہلحدیث اور انگریز (مقدمہ) ص۳)

- اہلحدیث ایک نو پید، غیر مانوس فرقہ شاذہ ہے۔
- یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے۔
- یہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث بتاتا ہے جب کہ تمام مسلمان اُسے غیر مقلد، وہابی اور لامذہب کہتے ہیں۔
- یہ فرقہ اپنے ماسویٰ سارے مسلمانوں کو مخالف سُنّت و شریعت سمجھتا ہے۔
- یہ فرقہ اتباع سُنّت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ سلف وخلف کے بیان معمول بہ حدیثوں کو بھی بلاوجہ رَد کر دیتا ہے۔
- آثار صحابہ اس فرقہ کے نزدیک قانون کی طاقت سے عاری بے نور اقوال ہیں۔
- یہ فرقہ اجماعی مسائل کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔
- یہ فرقہ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتا ہے۔
- بس رفع یدین، قراءت خلف امام، آمین بالجہر ...... وغیرہ مختلف فیہ حدیثوں پر عمل تک اہل حدیث ہے آداب وسُنن اور اخلاقِ نبوی سے متعلق احادیث سے اُسے کوئی سروکار نہیں۔
- یہ فرقہ ائمہ مجتہدین اور اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی کرتا ہے۔
- یہ فرقہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی، مشرک اور کافر سمجھتا ہے حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نام نہاد اہلحدیث :

نام نہاد اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ کسی بھی صحابی کی اتباع ذریعہ ہدایت نہیں ہے :
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت میں بیان کی جانے والی احادیث من گھڑت' ضعیف اور باطل ہیں۔ (معاذاللہ)

> **'اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'**
>
> میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' اُن میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے'
>
> ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں:
>
> **'انما اصحابی مثل النجوم فایھم اخذتم بقوله اھتدیتم'**
>
> بلاشبہ میرے صحابہ ستاروں جیسے ہیں' پس ان میں سے جس کے قول کو بھی تم پکڑلو گے ہدایت پا جاؤ گے'
>
> (ان احادیث پر اہلحدیث کا تبصرہ)
>
> موضوع: ابن حزم نے کہا کہ یہ جھوٹی اور باطل خبر ہے' ہرگز ثابت نہیں۔
> (الاحکام فی اصول الاحکام)
>
> شیخ البانی نے اسے موضوع (من گھڑت' خودساختہ) کہا ہے۔السلسلة الضعیفه
> (۱۰۰مشہور ضعیف احادیث' شیخ احسان بن محمد العتیبی)

پوری اُمتِ مسلمہ جانتی ہے کہ قرآن پاک' حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت ہے اور صحابہ کرام اس کے ترجمان ہیں۔ اُن پر اعتماد قرآن مبین' اور نبی امین پر اعتماد ہے یہ دین کے ستون ہیں۔ اگر ان شخصیات کی حیثیت کو مضبوط نہ مانا جائے اور اُن کا اعتبار نہ کیا جائے تو دین کا قلعہ سارا ہی مسمار ہو جائے گا' لہذا علماء حق نے اُن کو وہی

مقام دیا جوقرآن پاک اور حدیث رسول اللہ ﷺ نے دیا: اور اسی عظمتِ شان اور مقام بلند کی وجہ سے اُن کی حجیت اور اُن کی مقتدائیت علماء اُمت نے تسلیم کی' اور اُن کے فرامین کو خاص حیثیت دی' نیز اُن کی انفرادی آراء کو بھی بہت اہمیت دی گئی مگر نام نہاد اہلحدیث جو اپنے آپ کو تقلید سے آزاد کہتے ہیں انہوں نے اُن کے مقام بلند کو نہیں سمجھا اور عدم تقلید کا نعرہ لگا کر اُمت مسلمہ کو آزادی کی راہ لگا دیا' بہت سے لوگ اُن کے جھانسے میں آ گئے اور اپنے ان علماء کی اندھی تقلید میں ان شخصیات قدسی صفات کو اہمیت نہ دے کر قلعۂ دین کو مسمار کرنے کی کوشش کی' اس تقلید کے قلادے کو اُتارنے کے باعث راہ ہدایت سے بہت دُور چلے گئے۔ اب ان غیر مقلدین میں کا عامی جاہل بھی یہی کہتا ہے کہ میں حدیث رسول کو مانوں گا صحابی کے قول وفعل کو نہیں اور ان غیر مقلدین کے پیشواؤں نے صحابہ کرام کی عظمت وعقیدت کو ذہنوں سے نکال دیا اور یہ عقیدہ بنا کر پیش کیا کہ صحابی کا قول وفعل قابل عمل وقابل حجت اور لائق استدلال نہیں۔ اس کے نتائج کس قدر بھیانک ہیں؟ معمولی عقل سلیم رکھنے والا بھی اس کو سمجھ سکتا ہے کہ صحابہ کرام کے اقوال وافعال اور اُن کی آراء کو نا ماننے سے آدمی اپنے اسلام کو سلام کر بیٹھتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بیس رکعات تراویح کو بدعت عمری قرار دیا' جمعہ کی پہلی اذان جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم سے جاری ہوئی' اُسے بدعت عثمانی قرار دیا۔ بدعت' ضلالت وگمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ بیس رکعات تراویح اور جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں وہ سب نمازی گمراہ اور جہنمی ہیں' بیس رکعات تراویح انھیں ضلالت وگمراہی میں مبتلا کرے گی اور جہنم میں ڈال دے گی (معاذ اللہ)۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ترکِ رفع یدین نقل کیا تو اُن

پر الزامات کی بوچھار کردی۔ صحابہ کرام کے اجتہادات' فتاویٰ اور تفاسیر کو بدعت' غیر شرعی' قابلِ ترک عمل اور نا قابل اعتماد ٹھہرایا۔ صحابہ کرام کے طریقہ (سُنّت صحابہ) کو بدعت کہنا' بذاتِ خود بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے۔ بعض نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین نے بعض جلیل القدر صحابہ کرام کے خلاف بغض ونفرت کا وہ اظہار کیا کہ ....الامان والحفیظ۔

جماعت صحابہ کی عظیم سے عظیم تر شخصیت کی عظمت کو مجروح کرتے ہوئے نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین برملا کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز اور دِین کی بہت سی باتیں بھول گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جماعت صحابہ میں بڑا عظیم مرتبہ حاصل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت وملازمت میں بیشتر اوقات رہا کرتے تھے' کوئی اجنبی آتا تو اُن کو خاندانِ نبوت کا ایک شخص سمجھتا۔ اُن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ **تمسکوا بعهد ام عبد ابن مسعود** عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے طور وطریق اور اُن کے احکام کو مضبوطی سے تھام لو' نیز صحابہ کرام سے فرماتے تھے' عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) جس طرح تمہیں قرآن پڑھائیں اس کے مطابق قرآن پڑھا کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم وفقہ اور اُن کی دینی پختگی اور اُمور جہاں بانی میں اُن کی صلاحیت پر ایسا اعتماد تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ **لو كنت مومرا احدا منهم من غير مشورة لامرت عليهم ابن ام عبـــــد** (ترمذی) اگر میں کسی کو جماعت صحابہ پر بلامشورہ امیر اور حاکم بناتا تو ابن مسعود کو بناتا۔ غرض صحابہ کرام کی جماعت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بڑا امتیازی مقام حاصل تھا مگر غیر مقلد وہابی صفی الرحمٰن مبارکپوری کہتا ہے

کہ اُن کوتو نماز بھی پڑھنے نہیں آتی تھی' نماز کی وہ بہت سی چیزوں کو بھول گئے تھے' اسی وجہ سے وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور ابن مسعود تو نماز کے مسائل کے علاوہ بھی دین کی بہت سی باتوں کو بھول گئے تھے۔ غیر مقلد صفی الرحمٰن مبارکپوری نے ترمذی کی شرح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جو کلام کیا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے:

> 'ولو تنزلنا وسلمنا ان حديث ابن مسعود هذا صحيح او حسن فالظاهر ان ابن مسعود قد نسيه كما قد نسى أُموراً كثيرة '
> (تحفۃ الاحوذی/۲۲۱)
> یعنی اگر ہم نزول کریں اور تسلیم کرلیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی رفع یدین نہ کرنے والی یہ حدیث صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ ابن مسعود نے رفع یدین کرنا بھلا دیا تھا جیسا کہ انھوں نے دِین کی بہت سی باتوں کو بھلا دیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کہہ رہے ہیں کہ وہ رفع یدین کرنا بھلا دیا تھا' یہ بات عام مسلمان سے بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ نماز کی اتنی اہم سُنّت کو اپنی پوری زندگی بھولا رہے اور اُسے لوگوں کا رفع یدین کرنا دیکھ دیکھ کر بھی یاد نہ آئے۔ یہ بات غیر مقلدین تحقیقاً نہیں بلکہ تقلیداً کہہ رہے ہیں کہ فلاں نے بھی تو یہی کہا ہے یعنی یہاں غیر مقلدین خالص دوسروں کے مقلد اور پیرو بن جاتے ہیں اور اس وقت نہ تقلید حرام ہوتی ہے اور نہ شرک۔

غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہاتھ سے منی نکالنے کا گندہ عمل کیا کرتے تھے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے یہ بیہودہ بات عرف الجاوی صفحہ ۲۰۷ پر لکھی ہے۔ جب کہ ہاتھ سے منی نکالنے کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے'

لیکن غیر مقلدین نے اپنے اس مذہب کو بیان کرنے میں بے حیائی بے شرمی سے قطع نظر ہاتھ سے منی نکالنے کو صحابہ کرام کی طرف بھی منسوب کر کے اپنی دیانت اور شرافت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ کون ہیں وہ صحابہ کرام جن کی طرف غیر مقلدین اس غیر شریفانہ عمل کو منسوب کرتے ہیں۔

غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھوپالی یہاں تک لکھتے ہیں:

' خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے (کہ اُن کا ماننا اُس پر ضروری ہو)۔ (عرف الجاوی/۸۰)

یہ ہے غیر مقلدین کی صحابہ دشمنی ۔

مذہب اہلحدیث میں خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے !

شیعوں کا یہ مذہب معروف ومشہور ہے کہ اُن کے یہاں خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا ذکر جائز نہیں، اور اس سلسلے میں وہ اہلِ سُنّت و جماعت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک بدعت ایجاد کر رکھی ہے۔ بدعت کہتے ہیں خلافِ سُنّت ایجاد کردہ طریقہ کو۔ اس طرح کی بدعت گمراہی ہوتی ہے اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے **شرُّ الْاُمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار** تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

خطبہ میں ذکرِ خلفاء سے انکار شیعوں کا مذہب ہے اہلِ سُنّت کا نہیں۔ اور نام نہاد اہلحدیث اس مسئلے میں بھی شیعوں کے ہم قدم نظر آتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ خطبہ جمعہ میں التزاماً خلفاء کرام کا نام لینا بدعت ہے، بالالفاظ دیگر خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینے والا گمراہ اور جہنمی ہے (معاذ اللہ)۔ غیر مقلد نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

'اہلحدیث خلفاء اور سلطان وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینے کا التزام نہیں کرتے، اس لئے کہ ایسا کرنا بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ منقول نہیں ہے' (نزل الابرار/۱۱۰)
'خطبوں میں خلفاء کا ذکر سلف صالحین سے منقول نہیں، اس لئے ترک ہی اولیٰ ہے' (نزل الابرار/۱۵۳)

دیکھا آپ نے شیعہ اور اہلحدیث دونوں ہی ٹولوں سے ایک ہی آواز بدعت بدعت کی بلند ہو رہی ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ حرمین شریفین اور سعودی عرب کی اکثر مساجد کے خطبات جمعہ میں التزاماً خلفائے راشدین کا نام لیا جاتا ہے۔ اب تو خطبات جمعہ میں سعودی عرب کے شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز اور شاہی خاندان کے گورنروں کا نام بھی خصوصیت سے لیا جاتا ہے اور اُن کے لئے دُعائیں بھی ہوتی ہیں۔ سعودی حکومت سے نام نہاد اہلحدیث کروڑوں ریال سمیٹتے ہیں اس وقت ان بدعات کا تذکرہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ اُن مقلدین کو کیوں نہیں سمجھاتے؟

نام نہاد اہلحدیث، خطبات جمعہ میں ابن تیمیہ، شوکانی، ابن قیم، ابن عبدالوہاب نجدی، بن باز، ناصر البانی .... سب کے تذکرے کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے بجائے اُن افراد کی کتابوں کو اپنی تقاریر کا ماخذ بنا کر مسلسل حوالے پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کو معلوم ہونا چاہئے کہ خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر مبارک اہلِ سُنّت وَ جماعت کا شعار ہے اور قدیم سے توارث کے ساتھ چلا آ رہا ہے غالباً غیر مقلد نواب وحید الزماں، بدعت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اور انھیں اسلاف کے اعمال کا بھی کوئی علم نہیں ہے ورنہ وہ ہرگز ایسی بات نہ کہتے۔ امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک قصبہ سامانہ (جو اطراف سرہند میں ہے) کے کسی خطیب نے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چھوڑ دیا تھا تو حضرت سخت برہم ہوئے اور وہاں کے سادات، قاضی صاحبان اور عمائدین شہر کو خط لکھ کر تنبیہ فرمائی۔

خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر مبارک وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث۔

امام ربّانی مجدد الف ثانی کے مکتوب گرامی سے صاف معلوم ہو گیا کہ اہلِ سُنّت وَ جماعت کا یہ شعار ہے اور اسلاف سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے جس کا جاری رکھنا ضروری ہے۔

اور غیر مقلد کا خطبہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کو بدعت (ضلالت وگمراہی) قرار دینا اور یہ کہہ کر کہ اسلاف سے منقول نہیں۔ ترک کو اولیٰ کہنا، شیعی ذہن کی غمازی کرتا ہے۔

جمعہ کی دو اذانوں کا مسئلہ اور سُنّت صحابہ

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین نے جمعہ کی پہلی اذان جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم سے جاری ہوئی، اُسے بدعت عثمانی قرار دیا۔ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ یہ اذان حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ سُنّت نہیں ہوسکتی، چنانچہ غیر مقلد جوناگڈھی لکھتے ہیں :

’حضور ﷺ کے زمانے اور آپ کے بعد کے دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں ۔ پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت (ضلالت و گمراہی) ہیں اور کسی طرح جائز نہیں‘ (فتاوی ستاریہ ج ۳)

اسی مسئلے سے متعلق غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ ’الاعتصام‘ کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

’ جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے دو اذان کی ضرورت نہیں .... لہذا اذان عثمان جسے پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے‘ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۲)

اس کے جواب کے لئے بخاری شریف‘ ابوداؤد شریف‘ نسائی کی روایت پیش ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ‘ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا‘ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری اذان (جمعہ کی پہلی اذان) کا حکم دیا‘ چنانچہ زوراء پر وہ اذان کہی گئی پھر وہ ایک مستقل سُنّت بن گئی۔

یہ بخاری شریف وغیرہ کی روایت ہے مگر جن کو حضرت عثمان و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات نہیں بھاتی وہ بخاری تک کی روایت کو رد کر دیتے ہیں۔ اس پر کسی صحابی نے تو اعتراض نہیں کیا لیکن غیر مقلدین کو اعتراض ہے۔

مذہبِ اہلحدیث میں نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النسآء/۸۶) اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ایھا الناس افشوا السلام** اے لوگو! تم آپس میں سلام پھیلاؤ۔

سلام ملاقات کا تحفہ ہے۔ سلام میں پہل کرو' آپس میں محبت بڑھاؤ۔

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے۔ سلام سے اخوت پیدا ہوتی ہے فخر وغرور دُور ہوتا ہے نفس کشی ہوتی ہے عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے امن وشانتی کا ماحول بنتا ہے۔ سلام کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنی طرف سے امن وسلامتی کی ضمانت دے۔ گویا جو شخص السلام علیکم کہتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر ممکن طریقہ سے آپ کا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں' کسی قسم کی ایذارسانی نہیں کروں گا۔

سلام کا تعلق ایمان اور اسلام سے ہے۔ سلام کے بعد مصافحہ کی بہت بڑی فضیلت ہے' آپسی رنجشیں اور عداوتیں دُور ہوتی ہیں...... محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن دونوں کے جُدا ہونے سے پہلے ہی اُن کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (مسند احمد) اور قتادہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں مصافحہ کا رواج تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ (صحیح بخاری)

نام نہاد اہلحدیث فکرِ معکوس کے حامل ہوتے ہیں ۔ دن کو رات کہہ دیتے ہیں‘ روشنی کو تاریکی کہہ دیتے ہیں۔ حسنات کو سیئات اور اُمورِ خیر کو اُمورِ شر کہتے ہیں۔ ہدایت کو ضلالت و گمراہی۔ ایمان کو کفر۔ تعظیم‘ عقیدت ومحبت کو عبادت ۔مسلمان کو مشرک (موحد کو ملحد) اور سُنّت کو بدعت (ضلالت و گمراہی) کہہ دیتے ہیں۔

مصافحہ سُنّت نبوی ﷺ ہے لیکن نام نہاد اہلحدیث مصافحہ کو بھی بدعت کہہ دیتے ہیں۔ اخوت و ذریعہ نجات کو ضلالت و گمراہی قرار دیتے ہیں۔ فرض نماز کے بعد سلام اور مصافحہ کو نام نہاد اہلحدیث بدعت (گمراہی) قرار دیتے ہیں ۔ بدعت ......‘ ضلالت و گمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ مصافحہ کو بدعت کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں وہ سب گمراہ اور جہنمی ہیں:

> ’نماز کے بعد مصافحہ کرنا سُنّت سے ثابت نہیں بلکہ یہ بدعت (گمراہی) ہے‘
>
> (فتاویٰ ابن تیمیہ)
>
> ناصرالدین البانی کہتے ہیں :
>
> ’بلاشبہ (نماز کے) بعد سلام کے بعد مصافحہ کرنا بدعت (ضلالت و گمراہی) ہے‘
> (الصحیحہ ۱/۲۳ ۔ القول المبین فی اخطاء المصلین (الشیخ مشہور حسن)
> تمام الکلام فی بدعیۃ المصافحۃ بعد السلام (شیخ محمد موسیٰ نصر)

ابن تیمیہ اور ناصر البانی اور تمام نام نہاد اہلحدیث‘ نماز اور سلام کے بعد مصافحہ کو بدعت (ضلالت و گمراہی) قرار دیتے ہیں ......

تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ یہی بدعت سعودی عرب میں بہت زُوروں سے رائج ہے۔ آپس میں سلام پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ مصافحہ کے ساتھ ساتھ

(گال بوسی اور کاندھے بوسی) ایک دوسرے کے گال' پیشانی اور کاندھے بھی چومتے ہیں۔ فرض نماز کے سلام پھیرتے ہی سب لوگ مصافحہ شروع کردیتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہتے ہیں: **تقبل الله منا ومنك** یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے نیک اعمال کو قبول فرمائے۔

نام نہاد اہلحدیث دراصل سلامتی سے محروم ہیں اسی لئے یہ نبی کریم ﷺ پر بھی درود وسلام نہیں بھیجتے الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی الله

بیس رکعت باجماعت نماز تراویح اور سُنّت صحابہ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **ان النبی ﷺ کان یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر** (سنن بیہقی) بیشک حضور نبی کریم ﷺ ماہ رمضان میں بلا جماعت بیس (۲۰) رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صرف دورات تراویح باجماعت پڑھیں' اس کے بعد یہ فرما کر تراویح پڑھنی چھوڑ دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تمہارے اُوپر فرض نہ کردی جائے۔ (بخاری شریف)

پھر صحابہ کرام کے مابین عملاً وقولاً اختلاف رہا' پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پورے رمضان پابندی کے ساتھ بیس رکعت باجماعت تراویح پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوگیا۔ جماعت کے ساتھ بیس (۲۰) رکعت نماز تراویح اور تین وتر جماعت سے باضابطہ مسجد میں پڑھنا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت مقرر فرما کر فرمایا **نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** یہ تو بہت ہی اچھی بدعت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے با جماعت نماز تراویح اس اندیشہ سے ہمیشہ نہیں پڑھایا کہ اس طرح کہیں یہ نماز اُمت پر فرض نہ کر دی جائے' لیکن جب حضور ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور سلسلہ وحی ختم ہوگیا اور شریعت میں ردّ و بدل ہونا موقوف ہوگیا تو اُمت پر اس وقت تراویح کے فرض ہونے کا اندیشہ باقی نہیں رہا جس کا حضور نبی کریم ﷺ احساس رکھتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو مزاج شناسِ رسول ﷺ اور خلیفۃ المومنین تھے ایک امام کے پیچھے نماز تراویح کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کی خواہش نبویہ کو عملی جامہ پہنا دیا۔ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ جماعت سے ایک امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے لگے تو یہ صورتِ عمل ایسی تھی کہ اس سے پہلے لوگ اس کے عادی نہیں تھے' اس لئے لغوی اعتبار سے اس کام کو 'بدعت' کا نام دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ فی الواقع یہ کام 'بدعتِ شرعیہ' ہی ہے۔

صحابہ کرام کی ایجاد یعنی بدعات حسنہ کو سُنّت صحابہ کہتے ہیں۔ خلفائے راشدین کے جاری کردہ سارے کام اگرچہ لغت کے اعتبار سے بدعت کہلائیں مگر شریعت میں وہ سب کے سب سُنّت ہی ہیں' اس لئے کہ خلفائے راشدین کا ان اُمور کو جاری کرنا بحکم خدا اور رسول تھا۔ ائمہ فقہ نے صحابہ کرام ہی کے مسلک کو اختیار کیا ہے مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی با جماعت نماز کی سُنّت قائم فرمائی۔ بیس (۲۰) رکعت با جماعت نماز تراویح پورے ماہ رمضان میں ادا کرنا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سُنّت ہے۔ جہاں تک تراویح کی بیس رکعات کا مسئلہ ہے جس کو صحابہ کرام' محدثین اور ائمہ مجتہدین نے باتفاق اپنایا' وہ احادیث سے صراحۃً ثابت ہے صحابہ کرام اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین اس کے برخلاف تہجد کی آٹھ رکعت کو عدم تفقہ کی بناء پر تراویح سمجھ بیٹھے ہیں۔ ام المؤمنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت (آٹھ نفل اور تین وتر) سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری شریف)

اس روایت میں تعداد کا ذکر ہے مگر اس میں رمضان اور غیر رمضان دونوں کی تعداد برابر ہے جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ تہجد ہی مراد ہے ورنہ خلفاء راشدین جو ہر سُنّت کے سچے عاشق تھے وہ ضرور آٹھ رکعت پڑھتے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اگر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو صحابہ کرام اور خلفاء راشدین تراویح کے بارے میں لیتے تو مسجد نبوی میں خلفاء راشدین کے زمانے میں آٹھ رکعت تراویح جماعت سے پڑھی جاتی مگر یہ غیر مقلدین اس کو قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں موجود تمام صحابہ کرام نے بیس (۲۰) رکعت با جماعت تراویح کے اس عمل کو قبول کیا۔ چودہ سو سال سے پوری اُمت بیس رکعت سُنّت مسلسل ادا کر رہی ہے۔ خود حرمین شریفین میں بھی شروع سے آج تک بیس رکعت ادا کرنے کا دوامی عمل جاری ہے اور قیامت تک ان شآء اللہ اسی سُنّت پر عمل ہوتا رہے گا، غیر مقلدین مانیں یا نہ مانیں۔ اب بتلایئے کہ صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر کون چل رہا ہے؟ مقلدین (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) یا اہلحدیث (غیر مقلدین)؟

قرآن کریم نے عامۃ المسلمین کو خیر اُمت اور **شہداء علی الناس** فرمایا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: **اتبعو السواد الاعظم** مسلمانوں کے بڑے گروہ کی اتباع کرو۔ بیس رکعت تراویح کا ثبوت الحمدللہ حضور نبی کریم ﷺ کے فعل مبارک، صحابہ کرام کے فرمان وعمل اور عامۃ المسلمین کے طریقہ شرعی اور عقل سے ہوا۔ والحمد لله رب العالمين۔

نمازِ تراویح اور غیر مقلدین : غیر مقلدوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کردی تاکہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پاکر غیر مقلد ہوجائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کرلیں، حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انہوں نے فرمایا: **کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر** ۔ (بیہقی) ہم صحابہ کرام، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے ۔

نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط ۔ صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط ۔ حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس رکعت قرار دینا غلط ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا کہ **عددة عشرون رکعة** (یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے) یہ بھی اُن کے نزدیک غلط ۔ غیر مقلد چاہتے ہیں کہ دین میں آسانی اور چھوٹ دے کر سب کو غیر مقلد بنالیا جائے ۔ لوگ سہولت پسند ہوکر اہلحدیث بن جائیں گے اور ائمہ دین سے اظہار بیزارگی اختیار کریں گے ۔

نام نہاد اہلحدیث یہ اعتراض کرتے ہیں :

'رسول اللہ ﷺ نے صرف دورات تراویح باجماعت پڑھیں، اس کے بعد یہ فرماکر تراویح پڑھنی چھوڑ دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تمہارے اُوپر فرض نہ کردی جائے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ کبھی نہ پڑھیں اور باقی وتر ۔ لہذا بیس رکعت پڑھنا بدعت سیئہ ہے' (عامہ کتب اہلحدیث)

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ بیس رکعت پڑھنا بدعت سیئہ (بُری بدعت) ہے ۔

بدعت، ضلالت وگمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں وہ سب گمراہ اور جہنمی ہیں۔ یہ سزا انھیں بیس رکعت تراویح پڑھنے کی دی جائے گی۔ (معاذ اللہ)

اگر بیس رکعت تراویح بدعتِ سیئہ ہے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے کیوں اختیار فرمائی اور خود ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن کی مخالفت کیوں نہ کی؟ اُن پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ نیز آج سارے غیر مقلد پورے ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھتے ہیں۔ بتاؤ اُن کی یہ ہمیشگی بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟ اگر حضور نبی کریم ﷺ نے آٹھ رکعت تراویح پڑھیں تو صرف دو تین روز ہی پڑھیں۔ غیر مقلدین اس کی ہمیشگی کر کے کون ہوئے !

تراویح کی رکعات غیر مقلدین کے یہاں ثابت نہیں ہے۔ غیر مقلدین جو (۸) رکعت پڑھتے ہیں وہ محض اٹکل سے پڑھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز تراویح الگ ہے اور تہجد کی نماز الگ ہے۔ اب جو غیر مقلدین نماز تہجد ہی کو رمضان میں تراویح کہتے ہیں اُن کا یہ کہنا کس حد تک دُرست ہو سکتا ہے؟

اہلحدیث (غیر مقلدین) اگر صحابہ کرام کی پیروی ترک نہ کرتے تو اجماع اُمت سے باہر نہ جاتے۔

عورتوں کی بہترین مسجد اور سُنّتِ صحابہ :

مذہب اسلام ایک کامل نظام حیات اور فطرت کے مطابق قانون الٰہی ہے اس لئے اسلام میں جرائم و معاصی کی حرمت کے ساتھ جرائم و معاصی کے ان اسباب و ذرائع کو بھی حرام و ممنوع قرار دے دیا گیا جو بالعموم بطور عادت جاریہ کے ان جرائم تک پہنچانے

والے ہیں مثلاً شراب پینے کو حرام کیا گیا تو شراب کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام کر دیا گیا۔ سود کو حرام کیا تو سود سے ملتے جلتے سارے معاملات کو بھی ناجائز اور ممنوع کر دیا گیا۔ شرک و بت پرستی کو جرم عظیم اور نا قابلِ معافی جرم ٹھہرایا گیا تو اس کے اسباب و ذرائع، مجسمہ سازی و بت تراشی اور صورت گری کو بھی حرام اور ان کے استعمال کو ناجائز کر دیا گیا۔

اسی طرح جب شریعت اسلامی میں زنا کو حرام کر دیا گیا تو اُس کے تمام قریبی اسباب و ذرائع اور مقدمات پر بھی سخت پابندی لگا دی گئی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے: **العینان زنا هما النظر، والاذنان زنا هما الاستماع، واللسان زناه الکلام، والید زناها البطش، والرجل زناها الخطی** آنکھوں کا زنا (اجنبی عورت کی جانب شہوت سے) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا شہوت سے اجنبی عورت کی باتوں کی طرف کان لگانا ہے، زبان کا زنا اُس سے گفتگو کرنا ہے، ہاتھ کا زنا اُس کو چھونا و پکڑنا ہے، پیروں کا زنا اُس کی طرف (غلط ارادہ سے) جانا ہے۔

بُرے ارادے سے کسی اجنبی عورت کی جانب دیکھنا، اُس کی باتوں کی جانب متوجہ ہونا، اس سے بات چیت کرنا، اس کو چھونا و پکڑنا، اس کے پاس جانا یہ سارے کام حقیقتاً زنا نہیں بلکہ زنا کے اسباب و مقدمات میں سے ہیں مگر انہیں بھی حدیث میں زنا سے تعبیر کیا گیا ہے تا کہ اُمت سمجھ جائے کہ زنا کی طرح اُس کے مقدمات و اسباب بھی شریعت میں حرام و ممنوع ہیں۔ ان ہی شہوانی جرائم سے بچانے کے لئے عورتوں کے واسطے پردہ کے احکام نازل و نافذ کئے گئے۔ ترکِ پردہ گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عہد خیر مہد میں عورتوں کے لئے گھر کی چہار دیواری سے باہر برقع یا دراز چادر سے پورا بدن چھپا کر نکلنا فتنہ کا سبب نہیں تھا، عہد رسالت خیر

وصلاح سے معمور اور فتنہ وفساد سے مامون تھا' جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں جائز ہوگا' اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اُس نور افشاں ہدایت افزا اور پاکیزہ ماحول میں عورتوں کو برقع وغیرہ میں سارا بدن چھپا کر چند شرائط کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت دی تھی' اگرچہ اُس وقت بھی عورتوں کو ترغیب اسی کی دی جاتی تھی کہ وہ گھروں میں ہی نماز ادا کریں کیونکہ اُن کے لئے مسجد کے مقابلہ میں گھر کے اندر نماز پڑھنا زیادہ باعثِ ثواب اور افضل ہے۔ اسی لئے اس صورت کا حکم زمانے اور حالات کے بدلنے سے بدل بھی سکتا ہے۔ اگر عہد زریں اور خیر وصلاح میں بھی فتنہ کا سبب ہوتا تو ناجائز ہوتا جس طرح آج کے دور ظلمت اور شر وفساد کے زمانہ میں ہے۔ اب عورتوں میں پہلے جیسی احتیاط نہیں رہی اور جن شرائط کے ساتھ انہیں مسجد آنے کی اجازت دی گئی تھی ان کی پابندی سے غفلت ولاپرواہی برتی جارہی ہے اور یہ بات دینی غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔ اب عورتوں کا مسجد میں نہ آنا ہی مقتضائے شریعت کے مطابق ہے۔

چند شرائط : مسجد میں حاضر ہونے والی عورت خوشبو سے معطر نہ ہو' بنی سنوری نہ ہو' ناز ونخوت سے نہ آئے' اپنی نظریں پست رکھے' حتی الوسع کسی نامحرم پر نظر نہیں پڑنی چاہئے' بڑی موٹی چادر (برقعہ) اوڑھ لیں جس سے آنکھوں کے سوا سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے' پردہ کی پابند ہو' بجتے ہوئے پازیب پہنے ہوئے نہ ہو' دلکش وجاذب نظر کپڑے زیب تن نہ ہو' راستے ومسجد میں مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو' جوان نہ ہو' اور نہ ایسی ہو کہ جوانوں کی طرح اس سے فتنہ کا اندیشہ ہو' اور مسجد آنے کا راستہ بھی فتنہ وفساد وغیرہ سے مامون ہو' اپنی مرضی سے آزاد مسجد نہ جائے بلکہ مرد کی اجازت ومرضی شامل ہو۔

ان سارے احکامات وہدایات اور پابندیوں کا مقصد بجز اس کے اور کیا ہے کہ اُن کے جوہرِ شرافت اور گوہرِ حفاظت پر ایسے پہرے بٹھا دیئے جائیں تاکہ اختلاطِ مردوزن سے تخم فتنہ کو اسلامی معاشرہ میں نشوونما کا موقع فراہم نہ ہوسکے۔

خیر القرون اور عہد رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد وہ حالات باقی نہیں رہے کہ عورتیں مسجدوں میں آکر جمعہ و جماعت میں شریک رہیں' بلکہ طبیعتوں میں تغیر' قلبی اطمینان میں فتور پیدا ہوگیا' حالات میں فساد و بگاڑ اور مفسدین کی کثرت ہوگئی۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام ہزاروں مربع میل کے علاقے میں پھیل گیا تھا۔ لاکھوں نئے نئے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ان نومسلموں کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے فیصلے کو اسلام کی روح کے مطابق سمجھتے ہوئے بغیر کسی اختلاف کے تسلیم کرلیا اور عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا۔حضور نبی مکرم ﷺ نے ہدایت کے راستہ کی نشاندہی فرمائی کہ جس پر میرے صحابہ ہیں'**ما انا علیه واصحابی** 'میری روش پر چلو' میرے صحابہ کی روش پر چلو۔ '**علیکم بسُنّتی وسُنّت الخلفاء الراشدین** 'تم پر میری سُنّت لازم ہے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے۔

فرقہ اہلحدیث' نجات یافتہ فرقہ قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سُنّت صحابہ کا مخالف فرقہ ہے' سُنّت صحابہ کو بدعت قرار دیتا ہے۔ اہلحدیث غیر مقلدین اس فتنہ وفساد کے دور میں گردوپیش سے آنکھیں بند کرکے آج بھی عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز کے قائل ہیں' نیز عید کے روز عیدگاہ میں عورتوں کو لانے پر مصر ہیں حالانکہ ان دنوں عیدگاہ میں عموماً وہ لوگ شریک عیدین ہوتے ہیں جو سال بھر تارک صلوٰۃ اور فسق و فجور میں مبتلا

رہتے ہیں ایسے ہی لوگ جم غفیر کی صورت میں آتے ہیں پھر عید کی مناسبت سے ظاہر ہے کہ عورتیں بھی بہترین لباس میں بن سنور کر ہی عیدگاہ پہنچیں گی ۔اس سے کتنا بڑا فتنہ ہوسکتا ہے اس سے قطعاً بے پرواہ ہوکر اہلحدیث غیر مقلدین عیدگاہ میں عورتوں کی نماز کی پرزور وکالت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری ومسلم کی وہ روایت بھی وہ لوگ فراموش کرجاتے ہیں جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے فرماتی ہیں **لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المساجد كما منعت نساء بنی اسرائیل** اگر حضور نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے اختیار کی ہیں (عورتوں کی موجودہ بے اعتدالیاں) تو آپ خود انہیں مسجد کی حاضری سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم وتفقہ کا استعمال نہایت ہی اعلیٰ طریقے سے کیا ہے اور روح اسلام کے مطابق بہت ہی اچھا فیصلہ دیا۔ خود حضور نبی کریم ﷺ کا مزاج مبارک اس سلسلے میں کیا تھا اس کا پتہ مسند احمد کی ایک روایت سے چلتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصے میں ادا کرو وہ اس نماز سے بہتر ہے جو تم بیرونی دالان میں ادا کرتی ہو اور بیرونی دالان میں تمہارا نماز ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے صحن میں پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں تمہاری نماز سے سے بہتر ہے کہ تم اپنے محلے کی مسجد میں ادا کرو اور اپنے محلے والی مسجد میں تمہاری نماز اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں ادا کرو' یعنی عورت کے لئے مسجد نبوی کی نماز سے بھی کئی گنا بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندرونی گوشے میں نماز ادا کرے'

ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا اسی منشاء نبوی کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی

اقتداء میں نماز ادا کرنے کی شدید خواہش کے باوجود گھر کی ایک کھوٹھری میں نماز پڑھتی رہیں اور مرضی رسول اللہ ﷺ کی تکمیل میں تا دمِ حیات مسجد جانے کے لئے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احساس تو اس سلسلہ میں بہت قوی اور نہایت صحیح تھا اور بالخصوص نسوانی مسائل میں اُن سے بڑھ کر اسرارِ شریعت سے واقف اور کون تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صاف لفظوں میں اعلان فرما دیا تھا **لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد** اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی اس بدلتی ہوئی حالت کو دیکھتے تو انہیں ضرور مسجد آنے سے روک دیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا محل فتنہ ہے اور اُن کا اپنے مکان کے اندر رہنا اللہ کی رضا اور تقرب کا باعث ہے۔ فرمان الٰہی اور ارشاد رسول ﷺ کے مطابق عورت کے لئے اصل حکم تو '**قرار فی البیوت**' ہی ہے ﴿**وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ**﴾ اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ (اپنے گھروں میں قرار گیر رہو)۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی حق کی ادائیگی میں عورتوں کو مسجد آنے پر سرزنش فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے منشاء ومزاج کے مطابق عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے روکنے کے فیصلے میں سیدنا عمر فاروق اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں میں توافق وہم آہنگی تھی اس لئے ازراہ تعصب شیعوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ عورتوں کو آج بھی مسجد میں لاتے ہیں۔ اس معاملے میں شیعوں اور نام نہاد اہلحدیث کا مسلک ایک ہی ہے۔ شیعہ اپنی خواتین کو مسجد لے جانا پسند کرتے ہیں

اور اہلحدیث کو بھی یہی پسند ہے۔ فقیہ ائمہ کرام' صحابہ کرام ہی کے مسلک کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسلامی شریعت میں عورت کی عملی سرگرمیوں کا مرکز اُس کا اپنا گھر ہے اور اُس کی زندگی کے سہانے اور رحمت آگیں لمحات وہی ہیں جو گھر کی چہار دیواریوں کے پرامن ماحول میں بسر ہوتے ہیں۔

آج جو لوگ گرد وپیش اور انجام وعواقب سے آنکھیں بند کر کے عورتوں کو گھروں کی چہار دیواری سے باہر نکلنے کی دعوت دے رہے ہیں کیا وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ حقوق نسواں کا پاس ولحاظ کرنے والے ہیں یا اُن کا معاشرہ اور سوسائٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوسائٹی سے عمدہ اور بہتر ہے یا وہ منشاء رسول اللہ ﷺ کو زبیر بن عوام' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' عروہ بن زبیر' قاسم بن محمد' اسود علقمہ تلامذہ ابن مسعود' ابراہیم نخعی' سفیان ثوری' عبداللہ مبارک اور جمہور صحابہ وتابعین اور فقہاء ومحدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کے مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول وفعل اور اُن کی رائے حجت نہیں ہے' اسی طرح صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں مفتی فتاویٰ نذیریہ کی گستاخی :

> 'ولو فرضنا تو یہ عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ اگر حضور ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے) اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔
>
> (فتاویٰ نذیریہ/۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے اس مسئلہ کے ضمن میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں زبردست گستاخی کرتے ہوئے انھیں حضور ﷺ کے حکم کا مخالف بتایا ہے اور اُن

کو قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق قرار دیا ہے۔ ﴿وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۡ بَعۡدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيۡراً﴾۔
مفتی کی بات ملاحظہ ہو:

> 'پھر اب جو شخص بعد ثبوت قولِ رسول وفعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے ﴿وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۡ بَعۡدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيۡراً﴾ (النساء/ ۱۱۵) 'جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں اور یہ بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے'۔ .... جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منه حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے ۔ (فتاویٰ نذیریہ/۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے دَر پردہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ بیہودہ الزام لگایا کہ آپ نے اس مسئلہ میں حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیتِ مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں...... دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دے کر وہی کام کیا جو شیطان نے **انا خیر منه** کہہ کر کیا تھا اور یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے شریعت کو بدل ڈالنے کی (معاذ اللہ) جرأت کی۔

اہلِ سُنّت وجماعت کا اتفاق ہے کہ جو صحابہ کرام پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے ۔۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے۔ (الکبائر للذہبی)

کیا ماہ رجب کی نمازیں بھی بدعت ہیں؟

’رجب‘ کا مہینہ بڑی فضیلت وعظمت والا مہینہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رجب کا چاند دیکھ کر یہ دُعا فرماتے تھے کہ اے اللہ ہم کو رجب وشعبان میں برکت دے اور ہم کو رمضان میں پہنچا دے۔ (ما ثبت من السنة)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ رجب عظمت والا مہینہ ہے اس میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے اس مہینے کا ایک روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔ (ما ثبت من السنة)

رجب کی ستائیسویں رات شب معراج ہے اس رات کی فضیلت اس وجہ سے بھی بہت زیادہ ہے کہ اس رات میں حضور نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس رات میں عبادت کرے گا اس کو ایک سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (احیاء العلوم، امام غزالی)

روایت ہے کہ اس رات میں جو شخص ایک سلام سے بارہ رکعت نفل پڑھے پھر ایک سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** اور ایک سو مرتبہ **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ** اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے پھر دُعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا قبول فرمائے گا بشرطیکہ گناہ کی دُعا نہ کرے۔ (احیاء العلوم)

<u>۲۷/رجب کا روزہ</u> : ستائیس رجب کا دن بھی بڑا عظیم الشان دن ہے اسی دن پہلی مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ روایت ہے کہ جو شخص ستائیس رجب کو روزہ رکھے گا اُس کو ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ (احیاء العلوم)

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین' ماہ رجب میں پڑھی جانی والی نفل نمازوں کی شدومد سے مخالفت کرتے ہیں۔ زمین وآسمان کی اس کائنات میں عبادت وبندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے۔ غیر مقلدین' نفل نمازوں اور روزوں کو بھی بدعت (ضلالت وگمراہی) کہہ دیتے ہیں :

'ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں جشن منانا ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے'
'جہاں تک نماز کی بات ہے تو ماہ رجب میں کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں ہے اور ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جانے والی نماز صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں جتنی بھی روایتیں مروی ہیں جھوٹ باطل اور غیر صحیح ہیں اور یہ نماز جمہور اہل علم کے نزدیک بدعت ہے'
(**البدعة واثرها السيّئ** /٥٩۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'ماہ رجب یا اس کے روزوں یا اس ماہ کے کسی مخصوص دن کے روزہ اور اس کی کسی مخصوص رات کی عبادت کی فضیلت کے سلسلہ میں کوئی بھی صحیح اور قابل حجت حدیث وارد نہیں ہے'
'جو حدیثیں رجب کی فضیلت یا اس کے روزوں یا اس کے کسی بھی خاص دن کے روزوں کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں وہ دو طرح کی ہیں ضعیف اور موضوع'۔
'صلاۃ الرغائب ایک بدترین قسم کی بدعت ہے اور اس سلسلہ میں بیان کی جانے والی حدیث نبی کریم ﷺ پر جھوٹ ہے'۔
'رجب اور شعبان کی دونوں نمازیں بدعت ہیں کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بارے میں حدیثیں وضع کر کے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کا بہتان لگایا گیا ہے'
(**البدعة واثرها السيّئ** /٦١۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

’ رجب اور شعبان کی دونوں نمازیں بدعت (ضلالت وگمراہی) ہیں کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بارے میں حدیثیں وضع کر کے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کا بہتان لگایا گیا ہے اور اعمال کی جزاء میں من مانی اور بلا دلیل تقدیر فرض کر کے اللہ رب العالمین پر جھوٹ کا طومار باندھا گیا ہے لہذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر گھڑی ہوئی چیزوں کو معطل قرار دیا جائے اور اُس (نمازوں) کی قباحت واشاعت کو آشکارا کیا جائے اور اُس (نمازوں) سے لوگوں کو متنفر کیا جائے‘
(البدعة واثرها السیّئ /۸۵۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

ماہ رجب وشعبان کی فضیلت اور ان مہینوں کے روزوں کے بارے میں ہم نے حجۃ الاسلام ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ’احیاء العلوم‘ کے حوالے سے احادیث مبارکہ کو پیش کیا ہے۔ جماعتِ محدثین' فقہاء' ائمہ' اولیاء' صوفیاء ومجددین میں حجۃ الاسلام ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کو نمایاں مقام حاصل ہے' بلا شبہ آپ کی ذات حجۃ الاسلام ہے۔ کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اسلام کی حجت سے الجھا کرے۔ یہ بدنصیبی تو ادب سے نا آشنا' عاقبت نا اندیش نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کے حصے میں آئی ہے کہ اخیارِ اُمت سے الجھا کرتے ہیں۔

بدعت ......' ضلالت وگمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔ احادیث میں بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی سخت ممانعت ہے' فرمایا گیا کہ بدعتی کی تعظیم دراصل دِین کو ڈھانا ومنہدم کرنا ہے۔ چور اور زانی کے بارے میں اتنی سخت وعید نہیں ہے جتنی بدعتی کے لئے ہے کیونکہ گناہِ کبیرہ کا تعلق عمل سے ہوتا ہے اور بدعت کا تعلق عقیدہ کے فساد سے ہوتا ہے۔ رجب اور شعبان کی نمازوں اور نفل روزوں کو بدعت کہنے کا صاف

مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان رجب وشعبان میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، نفل نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں وہ سب گمراہ اور جہنمی ہیں، اُن نمازیوں اور روزے داروں کا احترام وتعظیم دین کو ڈھانے کے برابر ہے، یہ سزا انھیں نفل نمازیں پڑھنے اور نفل روزے رکھنے کی دی جائے گی۔ (معاذ اللہ)

کیا جشن معراج النبی ﷺ منانا بھی بدعت ہے؟

نام نہاد اہلحدیث جن کے قلوب واذہان، محبتِ رسول ﷺ سے یکسر خالی ہیں وہ واقعہ معراج اور جشن معراج النبی ﷺ پر اعتراضات کرتے ہیں۔

واقعہ معراج ساری کائنات کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو مشاہدہ رب ذوالجلال سے سرفرازی ہوئی، یہی آپ کی معراج ہے۔ انبیائے کرام کو حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا، یہی انبیائے کرام کی معراج ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی معراج دیکھئے، پروردگارِ عالم نے فرمایا:

یاجبریل قبل قدمیه اے جبریل ! میرے محبوب کے دونوں پاؤں چُوم لے۔

خدائے برتر وبالا ہمیں پتہ کیا ہے ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے
جبینِ حضرت جبریل پر کف پا ہے ہے ابتداء کا یہ عالم تو انتہا کیا ہے
(حضور شیخ الاسلام)

واقعہ معراج حضور نبی کریم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ ہے صحابہ کرام، اہلبیت اطہار اور اُمت کے لئے یادگار واہمیت کا حامل ہے۔ اُمت مصطفوی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فیض ہے کہ اُس نے اس اُمت کو قیامت تک جشن معراج النبی ﷺ منانے کا شعور عطا کیا۔

نام نہاد اہلحدیث کی زباں پر شرک و بدعت کے کلمات جاری رہتے ہیں' کہتے ہیں :

' یہ شب جس میں واقعہ اسراء پیش آیا اس میں کسی طرح کا جشن منانا اور اسے کسی بھی طرح کی غیر مشروع عبادت کے لئے خاص کرنا جائز نہیں'
(البدعة واثرها السيّئ /٦٤۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

غیر مقلد طاہر نصار عزیز مزید لکھتا ہے:

' یہ شب جس میں واقعہ اسراء و معراج پیش آیا اس کی تحدید و تعیین کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے نہ رجب کہ نہ کسی اور مہینہ کی' ۔
(البدعة واثرها السيّئ /٦٤۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

کیا یہ ممکن ہے کہ جن صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے تبرکات کو محفوظ رکھا ہو' وہ حضور نبی کریم ﷺ کے واقعہ معراج کا مہینہ' دن اور تاریخ محفوظ نہ رکھیں !!

' بعض قصہ گوؤں کے حوالہ سے جو ذکر کیا جاتا ہے کہ واقعہ اسراء ماہ رجب میں پیش آیا یہ بات اصحاب جرح و تعدیل کے نزدیک سراسر جھوٹ ہے'
(البدعة واثرها السيّئ /٦٥۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

ایمان سے محروم' بے لگام اور ادب سے ناآشنا افراد کو کیا کہا جا سکتا ہے !!

ابن قیم لکھتا ہے:

' شب اسراء کے بارے میں پتہ نہیں کہ وہ کونسی رات تھی'
(البدعة واثرها السيّئ /٦٥۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'اس مہینے میں کوئی خاص عبادت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے جیسا کہ کچھ لوگ اس مہینے میں رجی روزے رکھتے ہیں'
(البدعة واثرها السیّئ ۸۶/- طاہرنصارعزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'کچھ لوگ رجب کی ستائیسویں رات کو جاگتے اور عبادت کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ آج کی رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی تھی جب کہ معراج کی تاریخ تو دُور کی بات ہے معراج کے مہینے میں بھی اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں کہ آپ کو معراج ربیع الاول میں ہوئی تو کچھ کہتے ہیں کہ نہیں رجب میں ہوئی'
(البدعة واثرها السیّئ ۸۶/- طاہرنصارعزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

بن باز لکھتا ہے :

'یہ شب جس میں واقعہ اسراء ومعراج رونما ہوا صحیح احادیث میں اس کی کوئی تعیین موجود نہیں ہے نہ رجب میں اور نہ کسی اور مہینہ کی اس رات کی تعیین کے سلسلہ میں جو روایتیں بھی وارد ہوئی ہیں وہ محدثین کے نزدیک نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں'
(البدعة واثرها السیّئ ۶۵/- طاہرنصارعزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

اے ابوجہل ! تو نے کیسی نسل چھوڑی ہے جو یہاں تک بکتی ہے:

'اور اگر اس کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تب بھی بلا دلیل خصوصیت کے ساتھ اس میں کسی قسم کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے'
(البدعة واثرها السیّئ ۶۵/- طاہرنصارعزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

نام نہاد اہلحدیث کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بغیر خصوصی اہتمام کے ہونی چاہیئے۔ ماہ رجب میں یا ۲۷ رجب (شب معراج) کو اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر خصوصی اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو ناجائز ہے۔ ناجائز کام کا مرتکب گناہ گار ہوتا ہے اور گناہ گار مستحق عذابِ جہنم ہوتا ہے لہذا خصوصی اہتمام کے ساتھ مقدس راتوں میں اذکار و عبادات مذہب اہلحدیث میں ناجائز ہیں۔

کیا شبِ براءت منانا بھی بدعت ہے؟

ماہ شعبان کی پندرہویں رات کا نام شب براءت یعنی نجات کی رات ہے۔اس بابرکت رات کے چار نام ہیں **ليلة البراءة** نجات والی رات **ليلة الرحمة** رحمت والی رات **ليلة المباركة** برکت والی رات **ليلة الصك** نجات کا چیک ملنے والی رات۔ (صاوی)

قرآن مجید میں خداوند قدوس نے اس مبارک رات کا ذکر اس طرح فرمایا کہ 'اس رات میں ہمارے حکم سے ہر حکمت والا کام تقسیم کردیا جاتا ہے' (سورۂ دخان) یعنی شب براءت میں بندوں کی روزیاں' اُن کی اموات و پیدائش' لڑائیاں زلزلے حادثات ......غرض سال بھر میں ہونے والے تمام واقعات کے احکام الگ الگ تقسیم کردیئے جاتے ہیں اور ہر کام کے فرشتوں کو اُن کا کام سونپ دیا جاتا ہے جس کی وہ سال بھر تک تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ (صاوی)

شفاعت کی رات: روایت ہے کہ تیرہویں شعبان کو حضور نبی کریم ﷺ نے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اُمت کی شفاعت عرض کی تو ایک تہائی اُمت کی شفاعت قبول ہوئی' پھر چودہویں شب میں دُعا کی تو دو تہائی اُمت بخشی گئی' پھر پندرہویں رات میں مناجات کی تو ان نافرمان بندوں کے سوا جو سرکش اونٹوں کی طرح

خدا سے مُنھ موڑ کر بھاگتے ہیں ساری اُمت کے حق میں شفاعت قبول ہو گئی ۔ (صاوی)

شب براءت کے خوش نصیب و بدنصیب : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے مگر نجومی، جادوگر، شرابی، زنا کار، ماں باپ کا نافرمان، سود خوار، حقوق العباد میں گرفتار، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والا، کسی مسلمان سے کینہ رکھنے والا، بلا کسی شرعی وجہ کے اپنی رشتہ داری کو کاٹ دینے والا۔ اس رات میں نہیں بخشا جاتا۔ (صاوی)

لیکن ہاں اگر یہ لوگ اس رات کے آنے سے پہلے اپنے اُن بُرے کاموں سے توبہ کر لیں تو ان لوگوں کی بھی اس رات میں مغفرت ہو جائے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات میں آسمان دُنیا پر تجلی فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی تمام بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ بندوں کو مغفرت عطا فرماتا ہے۔ (ترمذی)

انعام کے لئے اللہ تعالیٰ کی ندائیں : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے وقت سے آسمان دُنیا پر نزولِ اجلال فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں؟ کیا ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اُس کو روزی عطا کروں؟ کیا ہے کوئی بلا میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت دوں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اسی قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

روایت عجیبہ : منقول ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں ایک خوبصورت گنبد نما بلند پتھر دیکھا۔ آپ تعجب سے اُس کے گرد گھومنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ اس پتھر کا راز تم پر

ظاہر کردوں؟ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی' الٰہی : میری تمنا تو یہی ہے۔ اتنے میں یہ پتھر شق ہوگیا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی عبارت میں مشغول ہے اور اس کے قریب ہی ایک انگور کی بیل ہے اور ایک نہر جاری ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ یہی انگور میں ہر روز کھاتا ہوں اور اس نہر کا پانی پیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اس پتھر کے اندر کتنے دنوں سے عبادت کرتے ہو؟ اُس نے کہا کہ چار سو برس سے۔ یہ سُن کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ ! شاید اس شخص جیسی عبادت تو تیرے کسی بندے نے نہیں کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ ! میرے حبیب (محمد مصطفیٰ ﷺ) کا جو اُمتی شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے بہتر وافضل ہوگا۔ یہ سُن کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے اللہ تو مجھے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت میں داخل فرمائے۔ (روض الافکار ونزہۃ المجالس)

<u>اس رات کی سو (۱۰۰) رکعتیں</u> : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس رات میں ایک سو رکعت نماز نفل پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے پاس ایک سو فرشتوں کو بھیجے گا۔ (۳۰) فرشتے اُس کو جنّت کی بشارت دیں گے اور (۳۰) فرشتے اُس کو جہنم سے بے خوفی کی خوشخبری سنائیں گے اور (۳۰) فرشتے دُنیاوی آفتوں کو اُس سے ٹالتے رہیں گے اور (۱۰) فرشتے اس کو شیطان کے مکروفریب سے بچاتے رہیں گے۔ (صاوی)

<u>حضور نبی کریم ﷺ کے اعمال</u> :

(۱) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جنّت البقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں تشریف لے گئے اور مسلمان مردوں' عورتوں اور شہیدوں کے لئے دُعا فرمائی۔ (ماثبت من السنة)

(۲) پھر قبرستان سے واپس ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے اور سجدے میں بڑی دیر تک آپ اپنے پروردگار سے چپکے چپکے دُعا کرتے رہے۔

<u>اولیاء اللہ کے معمولات</u> :

(۱) بعد نماز مغرب چھ رکعتیں نماز نفل پڑھیں اور ہر دو رکعت پر سلام پھیریں اور ہر دو رکعت کے بعد سورۂ یٰسین ایک مرتبہ یا **قل هو الله** (۲۱) مرتبہ پڑھیں۔ پہلی مرتبہ سورۂ یٰسین درازی عمر کے لئے پڑھیں، دوسری مرتبہ رزق کی ترقی کے لئے اور تیسری مرتبہ دفع بلا کے لئے۔ پھر دُعائے نصف شعبان پڑھیں۔

(نفل نمازوں اور دُعائے نصف شعبان کے لئے ہماری کتاب 'نورانی راتیں' ملاحظہ فرمائیں)

(۲) بعد نماز عشاء (۱۲) رکعت نفل پڑھیں، ہر رکعت میں **الحمد** کے بعد (۱۰) مرتبہ **قل هو الله** پڑھیں اور نماز کے بعد (۱۰) مرتبہ کلمہ توحید، (۱۰) مرتبہ کلمہ تمجید اور (۱۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

(۳) یہ دُعا جتنی مرتبہ پڑھ سکیں پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ ! میں تجھ سے درگذر اور عافیت اور ہمیشہ معافی کی دُنیا و آخرت میں دُعا کرتا ہوں۔

<u>اس رات کی فاتحہ</u> : یہ رات اپنے مُردوں اور دوسرے بزرگوں کی رُوحوں کو ثواب پہنچانے اور فاتحہ دلانے کے لئے بڑی خاص رات ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید اور عاشوراء اور رجب کے پہلے جمعہ کے دن اور شعبان کی پندرہویں رات (شب براءت) اور جمعہ کی رات میں مُردوں کی رُوحیں اپنے گھروں کے دروازوں پر جا کر پُکارتی ہیں کہ اے گھر والو ! ہمارے اُوپر رحم و کرم

اور مہربانی کرو۔ آج کی رات میں ہمارے لئے کچھ صدقہ کرو' کیونکہ ہم لوگ ایصال ثواب کے محتاج ہیں۔ ہمارے نامہ اعمال ختم کر دیئے گئے اور تمہارے نامہ اعمال جاری ہیں۔ پس اگر یہ رُوحیں کچھ نہیں پاتیں تو حسرت وناامیدی کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں۔ (فتاویٰ خیریہ بحوالہ ایتان الاواح)

<u>شب براءت کا حلوہ</u> : شب براءت کا حلوہ پکانا نہ تو فرض وسُنّت ہے نہ حرام وناجائز بلکہ حق بات اور سچی حقیقت یہ ہے کہ شب براءت میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح وجائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک نفیس ومرغوب کھانا فقراء ومساکین اور اہل وعیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ کارِثواب بھی ہے۔ دَرحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ وخیرات' ایصال ثواب وصلہ رحمی کی خاص رات ہے لہذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب کھانا پکایا جائے۔ بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ **كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسْلَ** یعنی رسول اللہ ﷺ حلواء (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ لہذا ان علمائے کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوا پکایا۔ پھر رفتہ رفتہ عوام میں بھی اس کا چرچا اور رواج ہو گیا' چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ ہندوستان میں شب براءت کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے اور سمرقند وبخارا میں قتلما پر' جو ایک میٹھا کھانا ہے۔

الغرض شب براءت کا حلوہ ہو یا عید کی سویّاں' یا محرم کا مالیدہ محض ایک دستور ورواج کے طور پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ

یہ فرض یا سُنّت ہیں۔ اس لئے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں۔ چہ جائیکہ منع وانکار میں حد سے بڑھنا اور غلو کرنا۔ واضح رہے کہ اللہ کے کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے قرآن مجید میں ہے: ﴿**قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ**﴾ (یونس) اے پیغمبر! کہدو بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا۔ اُس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام کچھ حلال ٹھہرالیا۔ (اے پیغمبر) کہدو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو؟

شب براءت کے فضائل اور اعمال ہم نے کتب صحاح ستہ (ترمذی شریف وابن ماجہ) کے حوالوں سے بیان کئے ہیں۔ صاوی اور دیگر مستند کتب کے حوالے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ غیر مقلدین چونکہ منکرین حدیث ہیں اس لئے وہ ترمذی شریف اور ابن ماجہ کے حوالوں کو بھی ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ ائمہ ومحدثین نے احادیث کی صحت وضعف کے جو معیار مقرر فرمائے ہیں' اس کے برعکس نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین اپنے مزاج وافکار' عقائد ونظریات کے مطابق من مانی انداز میں احادیث کو ضعیف قرار دیکر احادیث مبارکہ کا انکار کررہے ہیں۔ غیر مقلدین ہمیشہ سواد اعظم سے کٹ کر ایک نئی راہ اختیار کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ لایجمع اُمتی علی ضلالہ وید اللّٰہ الجماعہ ومن شذّ شذ فی النار (ترمذی' مشکوٰۃ) 'اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دے گا۔ اکثریت پر اللہ کا دست کرم ہے جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ ہی جائے گا'

یہ حضور رسالت مآب نبی مکرم ﷺ کا فیصلہ ہے' حق ہمیشہ اکثریت کے ساتھ ہے۔ ہم صرف یہ دیکھیں کہ دُنیا میں مقلدین (حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی) کی اکثریت ہے یا

غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کی۔ میلادالنبی ﷺ، شب معراج وشب براءت منانے والوں کی اکثریت ہے یا نہ منانے والوں کی اکثریت ہے۔ ہر معاملہ میں اکثریت واجماع کو دیکھا کریں۔اکثریت (اجماع) پر اللہ تعالیٰ کا دست کرم ہے جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ ہی جائے گا۔

شعبان کی پندرہویں شب (شب براءت) کے بارے میں نام نہاد اہلحدیث کہتے ہیں کہ اس رات کی کوئی فضیلت نہیں ہے، کتب صحاح ستہ (ترمذی شریف اور ابن ماجہ شریف) کی احادیث من گھڑت، ضعیف اور باطل ہیں۔ اس رات میں پڑھی جانے والی نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> 'یہ ایک انتہائی لمبی اور پریشان کن نماز ہے اور اس بارے میں جو بھی خبر یا اثر وارد ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا موضوع اور اس نماز کی وجہ سے عوام بڑے فتنے میں مبتلا ہیں اور اس نماز کے سبب آبادی کی جن جن مساجد میں اس صلاۃ کا اہتمام کیا جاتا ہے اُن میں بہت زیادہ آگ روشن کی جاتی ہے اور دیگر بہت ساری ناشائستہ وناز یبا حرکتیں ہوتی ہیں جو محتاج بیان نہیں اور عبادت گذار عوام کے اس میں بڑے پختہ عقائد وابستہ ہوتے ہیں شیطان لعین ان کی خاطر ان ساری چیزوں کو آراستہ کرتا ہے اور انہیں عین شعائر اسلام بنا کر پیش کرتا ہے'۔
>
> (**البدعة واثرها السیّئ** ٦٨/۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

بدعقیدہ بدباطن غیر مقلد وہابیوں کو نماز بھی پریشان کن معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعت کا بھی انکار کرتے ہیں کیونکہ بیس رکعت تراویح بھی ان پر

گراں گذرتی ہے۔ نماز مومن کو فواحش ومنکرات (بے حیائی اور گناہوں) سے روکتی ہے۔ فتنہ بہت بڑا گناہ ہے فتنہ کو قتل سے زیادہ سخت تر کہا گیا ہے **الفتنة اشد من القتل** ۔ گناہوں کا سدّ باب (خاتمہ) نماز کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز' فتنہ کا سبب ہوتی ہے !

نام نہاد اہلحدیث کا کہنا ہے کہ ماہ شعبان میں عبادات اور شبِ براءت کی فضیلت میں بیان کی جانے والی ساری احادیث من گھڑت' باطل اور ضعیف ہیں۔

غیر مقلد محمد فاروق عمری لکھتا ہے :

> 'وہ من گھڑت احادیث جو بعض واعظین کی زبانوں سے بلا جھجک سنی جاتی ہیں' ملاحظہ فرمائیں:
>
> (ا) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی' میں نے دیکھا کہ آپ بقیع میں اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے (دُعا کر رہے) ہیں اور (مجھے دیکھا تو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بات کا خوف تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہاری خیانت کر کے تم پر ظلم کریں گے ! عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ اپنی دیگر ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے' (ترمذی 793' ابن ماجہ 1389 'مسند احمد 2601)
>
> (پمفلٹ: ماہ شعبان اور اس کی شرعی حیثیت۔ محمد فاروق عمری)

پمفلٹ میں غیر مقلد محمد فاروق عمری نے ترمذی' ابن ماجہ اور مسند احمد کے حوالے دینے کے باوجود بھی کہہ دیا کہ :

> 'شیخ البانی نے اس کو ضعیف الجامع میں ذکر کیا ہے'۔
> 'شوکانی نے فرمایا: اس حدیث میں ضعف اور انقطاع ہے'
> (پمفلٹ: ماہ شعبان اور اس کی شرعی حیثیت۔ محمد فاروق عمری)

گویا' غیر مقلدین کے نزدیک صحاح ستہ کی احادیث کی صحت کا اعتبار بھی ناصر البانی ابن قیم اور شوکانی کی رائے پر موقوف ہے اگر یہ لوگ صحاح ستہ کی احادیث کو صحیح اور حسن قرار دیں تو غیر مقلدین کے لئے قابلِ قبول ہیں ورنہ صحاح ستہ کے احادیث کو بھی ضعیف' موضوع' من گھڑت اور باطل قرار دے دیں گے۔

یہ لوگ (غیر مقلدین) اہلحدیث نہیں بلکہ 'منکرین حدیث' ہیں۔ احادیث کی صحت وضعف کو غیر مقلدین نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے جسے چاہا ضعیف وموضوع قرار دے دیا' یہی انکارِ حدیث ہے۔

پمفلٹ میں غیر مقلد محمد فاروق عمری 'اس رات میں نماز کا حکم' کے تحت حدیث شریف نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ حدیث بھی موضوع ومن گھڑت ہے:

> '<u>اس رات میں نماز کا حکم</u>' 'علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو' رات میں قیام کرو' اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ پندرہویں رات کو غروب آفتاب کے بعد سے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور منادی فرماتا' ہے کہ کوئی مغفرت کا چاہنے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت فرمادوں ! ہے کوئی

روزی کا طالب؟ کہ میں اس کو روزی عطا کروں ! ہے کوئی مصیبت زدہ؟ جو دفع مصیبت کا طالب ہو' میں اُس کی مصیبت دُور کردوں' اسی طرح صبح تک منادی فرماتا رہتا ہے'
یہ حدیث بھی موضوع و من گھڑت ہے۔
(پمفلٹ: ماہ شعبان اور اس کی شرعی حیثیت۔محمد فاروق عمری)

غیر مقلدین کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حدیث شریف 'ابن ماجہ شریف' میں موجود ہے جو کتب صحاح ستہ (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی' ابوداوٗد) میں سے ایک کتاب ہے۔

پمفلٹ میں غیر مقلد محمد فاروق عمری نقل کرتا ہے :

'وہ حدیث جس میں مخصوص طریقہ سے بارہ رکعات پڑھنے کا حکم ہے' موضوع ہے' اور اسی طرح وہ حدیث بھی موضوع ہے جس میں سو رکعات پڑھنے کا حکم آیا ہے' 'نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے کوئی مخصوص نماز اس رات میں ثابت نہیں'
(اللطائف ص ۱۴۵)

شیخ ابن باز نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اس رات نماز کی فضیلت میں جتنی بھی روایات آئی ہیں سب کی سب موضوع ہیں'
اور شوکانی فرماتے ہیں کہ نصف شعبان کی جتنی بھی روایات نمازوں کے بارے میں آئی ہیں وہ سب باطل اور موضوع ہیں (الفوائد المجموعہ للشوکانی/۱۵)
(پمفلٹ: ماہ شعبان اور اس کی شرعی حیثیت۔محمد فاروق عمری)

پمفلٹ میں غیر مقلد محمد فاروق عمری '<u>پندرہ شعبان کا مخصوص روزہ اور عبادت کا حکم</u>' عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتا ہے :

’جہاں تک اس رات کی عبادت کا سوال ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں‘ اور وہ روایت جس میں پندرہویں شعبان کو ایک دن کا روزہ رکھنے سے ساٹھ سال کے گذشتہ اور ساٹھ سال کے آئندہ روزے رکھنے کا ثواب دیا جاتا ہے‘ موضوع اور من گھڑت ہے‘ اس سلسلے میں کوئی بھی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں پندرہ شعبان کے روزے اور رات عبادات کرنے یا قبرستان جانے کا ثبوت ہو‘ بلکہ سب کی سب موضوع‘ من گھڑت اور ضعیف ہیں جن کی بنیاد پر کوئی مذہب اور عقیدہ نہیں بنتا‘

(پمفلٹ: ماہ شعبان اور اس کی شرعی حیثیت۔ محمد فاروق عمری)

نام نہاد اہلحدیث‘ شعبان کی پندرہویں شب کی عدم فضیلت ثابت کرنے کی کوشش میں اس رات کی فضیلت جماعتِ تابعین سے ثابت کر بیٹھے :

’شعبان کی پندرہویں شب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے بلکہ تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جو اہل شام کے مشہور فقہاء میں سے ہیں‘۔

(**البدعة واثرها السيئ** / ۷۰۔ طاہر نصار عزیز‘ مکتبہ بیت السلام الریاض)

’امام حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑی عمدہ گفتگو کے بعد فرماتے ہیں اور شام کے کچھ تابعین جیسے خالد بن معدان‘ مکحول لقمان بن عامر وغیرہم شعبان کی پندرہویں شب کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے تھے اس رات کی فضیلت لوگوں نے انہی سے لی ہے‘

(**البدعة واثرها السيئ** / ٦٩۔ طاہر نصار عزیز‘ مکتبہ بیت السلام الریاض)

'اس رات میں عبادت کے طریقہ کے بارے میں علمائے اہل شام کی ایک رائے یہ ہے: مسجد میں اکٹھا ہوکر اس رات میں عبادت کرنا مستحب ہے خالد بن معدان اور لقمان بن عامر اور دوسرے لوگ اس رات میں اچھے کپڑے زیب تن کرتے دھونی دیتے سرمہ لگاتے اور رات بھر مسجد میں عبادت کرتے۔ اسحاق بن راہو یہ اس رائے کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس رات میں مساجد میں اکٹھا ہوکر عبادت کرنا بدعت نہیں ہے اسے حرب کرمانی نے اپنے مسائل میں ذکر فرمایا ہے'

(البدعة واثرها السیّئ ۶۹/ ۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'دوسری رائے: اس رات میں نماز' قصص اور دُعاؤں کے لئے مساجد میں جمع ہونا مکروہ وناپسندیدہ ہے البتہ اگر آدمی تنہا نماز پڑھے تو مکروہ نہیں۔ یہ اہل شام کے امام اور فقیہ اوزاعی کا قول ہے اور ان شآء اللہ یہی قریب ترین قول ہے'

(البدعة واثرها السیّئ ۶۹/ ۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

اسلام اجتماعی عبادت کی تعلیم دیتا ہے: ﴿اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث کا ماننا ہے کہ انفرادی طور پر عبادت کرنا مستحب ہے اور اجتماعی طور پر عبادت کرنا بدعت ہے۔

جائز بہرصورت جائز ہوتا ہے خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر۔ خفیہ طور پر ہو یا علانیہ طور پر۔ اسی طرح ناجائز کا حکم ہوگا کہ ناجائز کام ہر حال میں ناجائز ہی ہوگا۔

شرک، کفر اور بدعت کا بھی یہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شریک نہ زندہ ہوسکتا ہے نہ مُردہ۔ نہ قریب والا ہوسکتا ہے نہ دُور والا۔ اگر غیر اللہ کو پُکارنا یا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے تو زندہ یا مُردہ کی شرط نہ ہوگی کہ زندہ کو پُکارنا جائز ہے مُردہ کو پُکارنا شرک ہے۔ زندہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور مُردہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے، قریب والے کو پُکارنا اور قریب والے سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور دُور والے کو پُکارنا شرک ہے، دُور والے سے مدد طلب کرنا شرک ہے ! شرک ہر حال میں شرک ہوگا۔ خواہ زندہ سے ہو یا مُردہ سے۔

نام نہاد اہلحدیث ! اب تم اپنا محاسبہ کریں اور ہمیں بتلائیں کہ تم مشرک ہو کہ نہیں؟ تم ہر وقت زندوں کو پُکارتے ہو، زندوں سے مدد طلب کرتے ہو۔

ہم نے دیکھا ہے کہ تمہیں دُور دُور سے مدد آتی ہے ڈالرس آتے ہیں، ریالس آتے ہیں، دِینار آتے ہیں اور درہم آتے ہیں۔ تمیں دُور سے بھی مدد آتی ہے اور تم دُور والوں کو بھی پُکارتے بھی ہو۔ کیا یہ مدد شرک نہیں؟ کیا یہ پُکارنا شرک نہیں؟ اب غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں کے بارے میں کیا فتویٰ دیا جائے گا کیونکہ وہ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں:

قبلہ دیں مددے
کعبۂ ایمان مددے
ابن قیم مددے
قاضی شوکاں مددے (نفح الطیب/ ۴۷)

شرک اور ایمان کا فیصلہ آپس میں مل بیٹھ کر کریں اور فتویٰ باہمی اتفاق سے دیں۔

اجتماعی اذکار وعبادات :

اسلام اجتماعی عبادات کی تعلیم دیتا ہے۔ انسان، فرشتے، فضاؤں میں پرواز کرنے والے پرندے، زمین پر چلنے والا ہر حیوان، پہاڑ، درخت ......ساری مخلوق انفرادی واجتماعی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں لیکن نام نہاد اہلحدیث مساجد میں بلند آواز سے ذکر واذکار (عبادت) کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ مساجد میں اجتماعی طور پر ذکر واذکار یعنی عبادات میں مصروف رہنے والوں کو بدعتی کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان مساجد میں اجتماعی طور پر ذکر واذکار (عبادات) میں مصروف رہتے ہیں وہ سب گمراہ اور جہنمی ہیں، اجتماعی دُعاؤں اوراذکار کی وجہ سے وہ بدعتی قرار دے کر جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (معاذاللہ)۔

> 'اس میں کوئی شک نہیں کہ اجتماعی ذکر ودُعا بدعت اور نبی کریم ﷺ کی سُنّت کے خلاف ہے'
>
> (البدعة واثرها السيّئ /۸۹۔ طاہرنصارعزیز، مکتبہ بیت السلام الریاض)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر اللہ کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ، چنانچہ وہ فرشتے اُن ذاکرین کو اپنے پَروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دُنیا تک ہوجاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر اُن سے پوچھتا ہے کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح وتکبیر حمد اور تیری بزرگی بیان کررہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، تیری قسم انھوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ

مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں **یسبحونك ویکبرونك ویحمدونك ویمجدونك** ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا تھے؟ عرض کرتے ہیں، تجھ سے جنّت مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنّت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنّت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنّت دیکھ لیں تو اس کے بہت حریص اور بہت طلبگار اور اس میں بہت راغب ہو جائیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں آگ سے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے، کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے۔ عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں، اس سے بہت ڈریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اُن میں فلاں بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اور وہاں بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذاکرین ایسے ہمنشین ہیں کہ اُن کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف)

مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اُس گزرنے والے کو اُن اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**﴾ (التوبہ/۱۱۸) اے ایمان والو! تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے۔ صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ سیدالمرسلین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اولیاء کی صحبت کی برکت سے اصحابِ کہف کا کتا بھی بہتر ہوگیا۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو، اگر نہ ہوسکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو۔ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔۔ یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہوسکتی۔

قلب سارے قالب کا بادشاہ ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو سارے قالب سے اچھے کام ہوں گے اور اگر یہ بگڑ گیا تو قالب بگڑ گیا۔ یوں سمجھو کہ قلب کی زندگی قالب کی زندگی ہے اور قلب کی موت قالب کی موت ہے۔

قلب کی صفائی اُس کی زندگی ہے اور قلب کی گندگی اُس کی موت۔

گندے دِل کی صفائی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ عبادت وریاضت اور کسی اہلِ نظر کی نظر۔ عبادات سے آہستہ آہستہ مگر کامل کی نگاہ سے دفعتاً دِل صاف ہوجاتا ہے۔

مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دِل کو صاف کر کے اس پر صیقل کردیتی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے ستر ہزار جادوگر جو برسوں سے کافر، فاسق، گنہگار اور بدکار تھے وہ مومن صحابی صابر اور شہید ہوگئے۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہوگئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے فسق وفجور میں مبتلا فاحشہ عورت کی دُنیا بدل گئی اور وہ نیک وصالحہ بن گئی۔ اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں :

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با انبیاء بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با مصطفٰے بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

قرآن مجید اور کعبۃ اللہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں مگر نبی کریم ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے والا صحابی ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے کیونکہ یہی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

مساجد میں بلند آواز سے ذکر بھی نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک بدعت ہے :

' خطبہ وغیرہ کی حالت میں جو لوگ مسجد میں آواز بلند کریں انہیں اس سے منع کرنا چاہئے کیونکہ مسجد میں آواز بلند کرنا بدعت ہے'
(البدعة واثرها السيّئ / ۸۹۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

' مسجد میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد یا دوسرے اوقات میں اجتماعی طور پر ذکر واذکار کرنے والوں کو منع کرنا چاہئے کیونکہ یہ بات ان چیزوں میں سے ہے جن کے سبب خلل ہوتا ہے'
(البدعة واثرها السيّئ / ۹۰۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

تعجب ہے ! مساجد میں اجتماعی ذکر و دُعا بدعت (ضلالت و گمراہی) ہے۔

کیا مساجد میں چھوٹے چھوٹے حلقے اور گروپس بنا کر مشورے کرنا' تخریب کاری کے منصوبے تیار کرنا' دُنیاوی باتیں کرنا' مسلمانوں کو مشرک وبدعتی کہنا' کھانا پینا اور چٹخارے لینا سُنّت ہے؟

کیا مساجد میں بیٹھ کر سفر کے پروگرامس بنانا خلاف سُنّت نہیں ہے؟

کیا (قراءت خلف امام) امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ آواز سے پڑھنے اور آمین بالجہر (بلند آواز سے آمین کہنے سے) دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہیں ہوتا؟
کیا مساجد میں دینی تعلیم بھی جائز نہیں ہے؟ تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کی غرض سے سیکھنے سکھانے کے لئے مسجد میں بلند آواز سے اذکار اور پڑھائی جائز نہیں ہے؟

مساجد میں اجتماعی ذکر ودُعا اگر بدعت ہے تو پھر حرمین شریفین' سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک کی تمام مساجد میں خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین میں اجتماعی دُعائیں ہوتی ہیں' کیا یہ بدعت (ضلالت وگمراہی) ہے؟ رمضان المبارک میں بہت ہی رقت انگیز دُعائیں ہوتی ہیں' کیا دُعائے قنوت بھی بدعت ہے؟ عیدین کے موقع پر نماز سے قبل بلند آواز سے اجتماعی ذکر ہوتا ہے تسبیح وتکبیر پڑھی جاتی ہیں' کیا یہ بھی بدعت ہے؟ حج کے دن (یوم عرفہ) میدان عرفات اور مسجد نمرہ میں اجتماعی دُعائیں ہوتی ہیں۔ کیا حج کے دن کی دُعائیں بھی بدعت ہیں؟ حدیث نبوی ﷺ ہے **الدعآء هو العبادة** دُعا ہی عبادت ہے' **الدعا مغ العبادة** دُعا عبادت کا مغز ہے۔ کیا ساری عبادات بدعت ہیں؟ اگر دُعا بدعت نہیں ہے' اگر عبادت بدعت نہیں ہے' اگر اذکار بدعت نہیں ہیں تو پھر دُعا' اذکار وعبادات میں مصروف رہنے والے مسلمانوں کو بدعتی کہنا ہی بذات خود بدعت نہیں ہے؟ کیا مسلمانوں کو گمراہ تصور کرنے والے اور جہنمی قرار دینے والے ہی مستحق عذاب نہیں ہیں؟

نام نہاد اہلحدیث دراصل عبداللہ ابن سبا اور ذوالخویصرہ تمیمی خارجی کی اولاد سے ہیں اسی لئے یہ لوگ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے آج تک سارے مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک وبدعتی اور کافر سمجھتے ہیں۔

کیا نماز کے بعد دُعا بھی بدعت ہے؟ نام نہاد اہلحدیث نماز کے بعد دُعا اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنے کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ دُعا عبادت کا مغز ہے عبادت کرنے کے بعد دُعا کرنا بہت ضروری ہوتا ہے دُعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا اور یہاں تک کہ اسلام میں ہر کام سے پہلے اور بعد میں دُعا ہے مثلاً کھانے سے پہلے دُعا ہے اور کھانے کے بعد دُعا ہے۔ پانی پینے سے پہلے دُعا ہے اور پانی پینے کے بعد دُعا ہے۔ گھر میں داخل ہو تو دُعا ہے گھر سے باہر نکلو تو دُعا ہے...... الغرض کہ کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ ہر وقت دُعا کرو۔ جب ہر وقت ہر جگہ دُعا کرنا جائز ہے تو پھر نماز کے بعد اور نماز جنازہ کے بعد دُعا کیسے منع ہو سکتی ہے؟ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جاتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا بدعت ہے؟ تو پھر دُعا کس سے مانگا جائے اور اجتماعی دُعا میں تو اللہ تعالیٰ کسی ایک بندے کے طفیل سب کی دُعائیں قبول فرمالیتا ہے۔

مذہب اہلحدیث میں جہری نیّت بھی بدعت ہے :

نام نہاد اہلحدیث کے ہاں 'بدعت' کا بہت خرچہ ہے۔ 'بدعت۔ بدعت۔ بدعت' کے وظیفہ سے وہ تھکتے نہیں۔ مسلمانوں کا ہر نیک عمل انھیں ضلالت وگمراہی نظر آتا ہے۔ اگر کارِ خیر کے ذریعے مسلمان ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں تو پھر وہ کونسے اعمال ہیں جس کے ذریعے وہ حصولِ جنّت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے؟

اجتماعی دُعا اور اذکار بدعت' محفل دُرود شریف بدعت' صلوٰۃ وسلام بدعت' فاتحہ بدعت' ایصال ثواب کی نیّت سے غرباء و مساکین وفقراء کو کھانا کھلانا بدعت' کپڑا پہنانا بدعت' خیرات وصدقات بدعت۔ (معاذ اللہ)

اب نماز کی جہری نیّت (زبان سے نیّت کے الفاظ ادا کرنا) یہ بھی بدعت ہے۔ صاف مطلب یہی ہے کہ زبان کو ذاکر بنانا ضلالت وگمراہی کا باعث ہے اور زبان سے ذکر کرنے کی سزاء یہ ہوگی کہ جہنم رسید کر دیئے جاؤ گے۔ (معاذ اللہ)

> ’زبان سے نیّت کرنا‘ مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ **نویت ان اصلی لله کذا وکذا** میں نیّت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میں نماز پڑھوں گا) **نویت ان اصوم هذا اليوم فرضا او نفلا لله تعالى** (میں نیّت کرتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے لئے فرض یا نفل روزہ رکھوں گا یا یہ کہے کہ **نویت ان اتوضا او نویت ان اغتسل او نحو ذالك** (میں وضو کرنے کی نیّت کرتا ہوں یا غسل کرنے کی نیّت کرتا ہوں وغیرہ) اس طرح زبان سے بول کر نیّت کرنا بدعت ہے‘
>
> (**البدعة واثرها السيّئ** ۹۷/ ۔ طاہر نصار عزیز‘ مکتبہ بیت السلام الریاض)

یا اللہ ! کیا ہماری زبانیں تیرا ذکر نہ کریں !

کیا زبان سے نماز کی نیّت کرتے ہی ہم ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہو گئے؟

اے اللہ ! تو ہمارے صغیرہ وکبیرہ گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرماتا ہے......

کیا زبان سے نماز‘ روزہ‘ وضو‘ غسل‘ طواف‘ سعی‘ قربانی ...... کی نیّت کرنے پر ہمیں جہنم میں ڈال دے گا؟ کیا زبان سے نیّت کرنا‘ ناقابلِ معافی جرم ہے؟

طواف کی ابتداء حجر اسود سے ہوتی ہے۔ طواف سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیا جاتا ہے یا ہاتھ کے اشارہ سے استلام کیا جاتا ہے پھر طواف کی نیّت ہوتی ہے: **اللهم انى اريد الطواف سبعه اشواط** اے اللہ! میں سات چکر طواف کی نیّت کرتا ہوں۔ دُنیا کے گوشے گوشے سے آنے والے لاکھوں حاجیوں کو بلند آواز سے صحن کعبہ اللہ میں (حجرِ اسود کے سامنے) نیّت کے یہ کلمات ادا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

سعی کی ابتداء صفا پہاڑی سے ہوتی ہے۔ حج وعمرہ کی سعی کرنے والے بلند آواز سے یہ نیّت کرتے ہیں: **اللھم انی ارید السعی بین الصفا والمروۃ** اے اللہ! میں صفا ومروہ کی سعی کا ارادہ کرتا ہوں۔

بہرحال حاجیوں کو ہر مقام پر بلند آواز سے دُعائیں کرتے ہوئے پائیں گے۔

نام نہاد اہلحدیث ! بیشک نیّت دِل کے ارادے کا نام ہے نیّت کی جگہ دل ہے اس لئے کہ نیّت قلبی عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ دِلوں کے حالات وکیفیات سے بخوبی واقف ہے۔ جب جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سب لوگ خاموشی سے آمین کہتے ہو تو تم چیخ چیخ کر بلند آواز سے آمین کیوں کہتے ہو؟ کیا تمہارا یہ عمل بدعت نہیں ہے؟ کیا تمہارا یہ عمل آدابِ نماز کے خلاف نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کیا اس دُعا کو نہیں سُنتا ہے۔ (معاذ اللہ)

ہمیں بتائیں کہ جانور کو ذبح کرتے وقت کیا کرنا چاہیئے؟ جانور کو ذبح کرنے کی دِل میں نیّت ہوتی ہے اسی لئے چھری پکڑ کر جانور کے قریب جاتے ہیں۔ کیا مسنون دُعائیں پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ کیا جانور کی گردن پکڑ کر **بسم اللہ ۔ اللہ اکبر** کہے بغیر ذبح کر دینا چاہیئے؟

عید کے دن معانقہ (گلے ملنا) : خوشیوں کے موقعہ پر معانقہ (گلے ملنا) ساری دُنیا کے انسانوں کی فطرت ہے۔ سفر سے واپسی پر معانقہ کیا جاتا ہے' فوز وکامیابی کے بعد معانقہ کیا جاتا ہے' اظہار مسرت کے لئے معانقہ کیا جاتا ہے' عیدوں کے موقعہ پر معانقہ کیا جاتا ہے۔

معانقہ حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الادب' باب المصافحہ والمعانقہ میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا۔ حدیث کی روش بتاتی ہے کہ یہ معانقہ خوشی کا تھا اور عید کا دن بھی

خوشی کا دن ہے اس لئے اظہار خوشی میں معانقہ کرتے ہیں۔

نام نہاد اہلحدیث' مسلمانوں کے درمیان خلوص ومحبت کو بھی پسند نہیں کرتے اس لئے وہ معانقہ کو بھی بدعت (ضلالت وگمراہی) قرار دیتے ہیں۔

> '(عید کے دن ملاقات پر) معانقہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ وہ بدعت ہے اس سے احتراز کیا جائے'
>
> (قربانی کے احکام/۲۰ ۔ مختار احمد ۔ مکتب الدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالجبیل)

عید کے دن ملاقات پر (مسلمانوں کا خوشیوں سے آپس میں گلے ملنا) معانقہ سے اخوت پیدا ہوتی ہے' اختلافات ختم ہوتے ہیں' فخر وغرور دُور ہوتا ہے نفس کشی ہوتی ہے عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے امن وشانتی کا ماحول بنتا ہے۔ معانقہ کو بدعت (ضلالت وگمراہی) کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان خوشیوں سے آپس میں گلے لگتے ہیں وہ سب جہنمی ہیں' یہ سزاء انھیں معانقہ کی وجہ سے دی جائے گی۔ (معاذ اللہ)

مذہب اہلحدیث میں قربانی کے لئے وضو کرنا بدعت ہے :

نام نہاد اہلحدیث چونکہ فطرۃً گندے اور نجس ہوتے ہیں اسی لئے انہیں پاکی وصفائی کے خیال سے وضو کرنا بھی بدعت (ضلالت وگمراہی) نظر آتا ہے:

> 'قربانی کے لئے وضو کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ جن عبادات کے لئے آپ ﷺ نے وضو کا حکم دیا ہے اُن میں سے قربانی نہیں ہے لہذا ایسا کرنا دِین میں بدعت ہے'
>
> (قربانی کے احکام ۔ مختار احمد ۔ مکتب الدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالجبیل)

یقیناً قربانی کے لئے وضو شرط نہیں ہے لیکن کیا نام نہاد اہلحدیث یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ

حضور نبی کریم ﷺ نے بغیر وضو قربانی ادا فرمائی؟ عام پرہیزگار مسلمان بھی اکثر باوضو ہوتے ہیں۔ وضو سے گناہ دُھلتے ہیں لیکن بد باطن نام نہاد اہلحدیث کہتے ہیں کہ وضو 'بدعت' ہے۔ بدعت ......' ضلالت وگمراہی کو کہتے ہیں اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے گویا قربانی کے لئے وضو کرنے کی سزاء اپنے آپ کو جہنم میں جھوکنا ہے۔ (معاذ اللہ)

جانور کو ذبح کرتے وقت مسنون اور قرآنی دُعائیں پڑھی جاتی ہیں: ﴿قُــــلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (الانعام/۱۶۴) آپ فرمایئے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا، نہیں کوئی شریک اس کا، اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

مسنون وقرآنی دُعاؤں کے پڑھنے اور اللہ اکبر کہنے کے لئے وضو کرنا بہت اچھی عادت ہے پاکی تو مومن کی فطرت ہے۔ اذان اور سعی کے لئے بھی وضو شرط نہیں ہے ممکن ہے نام نہاد اہلحدیث بغیر وضو کے اذان کہتے ہیں اور صفا ومروہ کی سعی کرتے ہیں۔

تفسیر روح البیان نے سورۂ احزاب ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کے لڑکے کا نام محمد تھا۔ سلطان محمود غزنوی اُس کا نام ادب سے لے کر پُکارتے تھے۔ ایک بار کہا کہ اے ایاز کے لڑکے استنجے کے لئے پانی لاؤ۔ ایاز نے عرض کیا کہ حضور آج کیا قصور ہوا کہ آپ نے اُس کا نام نہ لیا، فرمایا کہ میں اُس وقت بے وضو تھا اور یہ نام پاک میں بغیر وضو نہیں لیتا۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کیا یہ اُمور سُنّت سے ثابت نہیں ہیں اور ناجائز ہیں؟

قبر مبارک کی زیارت کے متعلق نام نہاد اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ اُمور سُنّت سے ثابت نہیں ہیں لہذا ناجائز ہیں :

☆ قبر مبارک کی زیارت کی نیّت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ قبر مبارک کی طرف منہ کر کے دُعا کرنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ حصول برکت کے لئے قبر مبارک کی جالیوں' دیواروں' دروازوں کو چھونا' بوسے دینا یا اپنے جسم سے لگانا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ قبر مبارک پر کھڑے ہو کر درود تاج' درود لکھی' درود ماہی' درود اکبر' درود مقدس اور درود تنجینا وغیرہ پڑھنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ قبر مبارک پر قرآن خوانی یا نعت خوانی کے لئے بیٹھنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ قبر پر درود وسلام کے بعد قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النسآء/٦٤) اے محبوب (ﷺ) ! اگر یہ گنہگار اپنی جانوں پر ظلم کر کے تمہارے پاس آجاتے اور پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور اے محبوب ! آپ بھی اُن کے لئے دُعائے مغفرت فرماتے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ تلاوت کر کے آپ ﷺ سے استغفار کی درخواست کرنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ درود وسلام پڑھنے کے بعد **الشفاعة يارسول الله ' الامان يارسول الله ' اتوسل بك يارسول الله ' بجاه محمد الشفنى يا الله** جیسے کلمات کہنا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ دُعا کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بنانا سُنّت سے ثابت نہیں۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں ہماری گزارشات سُنتے تھے اب بھی اسی طرح ہماری گزارشات سُن رہے ہیں' سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ دُرود وسلام کے لئے حاضر ہونے والوں کے احوال' اعمال اور نیتوں کو آپ ﷺ جانتے ہیں' سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر مانگی گئی دُعا ضرور قبول ہوگی سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ مدینہ منورہ جانے والوں کے ذریعے آپ ﷺ کو سلام بھجوانا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ رجب' شعبان یا رمضان میں قبر مبارک کی زیارت کا خصوصی اہتمام کرنا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ قبر مبارک کے سامنے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر بے حس وحرکت کھڑے ہونا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ بارش کے بعد قبر مبارک کے سبز گنبد سے گرنے والے قطروں کو تبرک کے طور پر جمع کرنا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے بعد جنّت البقیع کی زیارت کا خصوصی اہتمام کرنا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے وضو یا غسل کرنا سُنّت سے ثابت نہیں ۔

☆ ثواب کی نیّت سے غارحرایاغارثور کا سفر کرنا آثارِصحابہ سے ثابت نہیں ۔
☆ حصول برکت کے لئے آب زمزم میں کپڑے یاکفن بھگونا سُنّت سے ثابت نہیں ۔
☆ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی مٹی کو خاک شفا سمجھنا' اسے کھانا اور اپنے ساتھ لانا سُنّت سے ثابت نہیں ۔
(حج وعمرہ کے مسائل ۔ محمد اقبال کیلانی' مکتبہ بیت السلام الریاض)

قرآن کریم میں یہود ومشرکین کو مومنین کا شدید دشمن بتایا ہے ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ آمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ (المائدہ)
مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہود اور مشرکین کو پائے گا۔
نام نہاد اہلحدیث نے اپنا ثبوت پیش کردیا کہ اُن کا شجرۂ نسب عبداللہ ابن سبا (یہودی) اور ذوالخویصرہ تمیمی (خارجی) سے ملتا ہے۔
اسلام دشمن فرقہ پرست تنظیمیں اور مومنین کے سخت ترین وبدترین دشمن ہی اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں ایسے مذموم وناپاک خیالات رکھتے ہیں۔
روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کے لئے جانا شرعاً تو فرض نہیں لیکن طریق عشق میں فرض ہے۔ نام نہاد اہلحدیث (غیرمقلدین) کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے لئے تو جانا جائز ہے مگر روضہ شریف کے قصد سے نہ جانا چاہئے' روضہ شریف کی زیارت کی نیّت سے جانے کو وہ ناجائز وبدعت کہتے ہیں۔
غور فرمائیں کہ مسجد نبوی میں فضیلت آئی کہاں سے؟ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے تو مسجد کے لئے تو جانا جائز ہوا۔ اور صاحبِ مسجد جن کی وجہ سے اس میں فضیلت آئی اُن کی زیارت کے لئے جانا بدعت وناجائز ہو' عجیب تماشا ہے !

انبیاء وصالحین کے تبرکات کو ناجائز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

'ناجائز تبرکات میں سے صالحین (نیکوکاروں) سے برکت کا حصول بھی ہے اس لئے نہ تو اُن کی ذاتوں سے برکت کا حصول جائز ہے اور نہ ہی اُن کے آثار سے نہ اُن کی عبادات کی جگہوں سے نہ اُن کی جائے اقامت سے نہ اُن کی قبروں سے اور نہ ہی اُن کی قبروں کی زیارت کی خاطر سفر کرنا جائز ہے نہ وہاں نماز ادا کرنا نہ حاجات کا سوال کرنا نہ انہیں چھونا نہ ہی وہاں اعتکاف کرنا (چمٹ کر بیٹھنا) اور نہ ہی ان کی تاریخ ولادت سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے'

(البدعة واثرها السیّئ /۷۸۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

حضور انور ﷺ نے زیارتِ قبور کا حکم اس لئے دیا ہے کہ مرحومین سے نسبت قائم رہے اور اُن کے لئے دُعائے خیر ہوتی رہے۔ آپ بھی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے' دُعائے مغفرت اور ایصال ثواب فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ صحابہ کرام کے لئے دُعا فرمایا کریں' آپ کی دُعا سے اُن کو سکون ملتا ہے۔ دُعا قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے آپ کے وسیلے کی حاجت نہ تھی' جو صحابی دُعا کرتا' قبول کر لی جاتی' مگر ایسا نہیں ہے۔ آپ کی شانِ محبوبیت دکھائی گئی اور آپ سے کہا گیا کہ آپ دُعا کریں :

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبۃ/۱۰۳) اے محبوب ! جو لوگ اپنے اموال کو لیکر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں اُن کے اموال کے صدقہ کو قبول کر لو اور اُن کو پاک وصاف کر دو اور اُن کے لئے دُعا کرو اس لئے کہ تمہاری دُعا اُن کے دِلوں کا چین ہے۔

نام نہاد اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ انبیاء وصالحین نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے ۔ اُن کے تبرکات سے برکت کا تصور بدترین بدعت اور گھناؤنا عمل ہے :

> 'اگر اس بات کا عقیدہ رکھے کہ یہ لوگ (انبیاء وصالحین) نقصان پہنچا سکتے ہیں یا نفع پہنچا سکتے ہیں یا دے سکتے ہیں یا منع کر سکتے ہیں تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اکبر کا مرتکب ہے البتہ جو شخص اُن کے تبرک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے برکت کا خواہاں ہو تو وہ شخص بھی ایک بدترین قسم کی بدعت کا مرتکب اور ایک گھناؤنے عمل کا شکار ہے'۔
>
> (**البدعة واثرها السيئ** /۷۸۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نفع ونقصان کی صلاحیت رکھی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے **خیر الناس من ینفع الناس** بہترین لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو نفع پہنچائیں۔ سرکار رسالت ﷺ مومن کی نشانی بیان فرماتے ہیں: **المسلم من سلم المسلمون من یده ولسانه** مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے مسلمان محفوظ رہے۔ نہ تم اپنے ہاتھ سے کسی کو اذیت پہونچاؤ اور نہ اپنی زبان سے کسی کو اذیت پہونچاؤ۔ تمہارے ہاتھوں سے بھی مسلمان محفوظ رہیں اور تمہارے زبانوں سے بھی مسلمان محفوظ رہیں......سلامتی تمہارے مزاج کے اندر ہے۔

سرکار رسالت ﷺ مومن کی تعریف بیان فرماتے ہیں: 'مومن وہ ہے جسکا پڑوسی اسکے خطرات سے ماٗمون رہے' یعنی اس کے شر (نقصان) سے محفوظ رہے امن میں رہے علماء کرام کے علم سے فائدہ ہوتا ہے اُن کے وعظ ونصیحت اور دُعاؤں کو سننا اور اُن کے ساتھ رہ کر مجالس وذکر کی فضیلت حاصل کرنا انتہائی خیر وبرکت کا سبب اور نہایت مفید شئے ہے۔

بعض اشیاء بھی مبارک ہیں جیسے آب زمزم اور بارش کیونکہ اس کی برکات یہ ہیں کہ اس پانی سے انسان مویشی اور چوپائے سیراب ہوتے ہیں نیز میوہ جات اور درختوں کی پیدائش و پرداخت ہوتی ہے اسی طرح شجرۂ زیتون' دودھ گھوڑے' بکریاں' کھجور وغیرہ اشیاء بھی مبارک ہیں۔

آب زمزم روئے زمین کا سب سے افضل پانی ہے اُسے پینے سے سیرابی حاصل ہوتی ہے اور وہ کھانے کے قائم مقام ہوتا ہے اور اُسے نیک نیتی کے ساتھ نوش کرنے سے بیماریوں سے شفایابی حاصل ہوتی ہے کیونکہ آب زمزم جس مقصد کے لئے نوش کیا جائے اُس سے اُس مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آبِ زمزم کے بارے میں فرمایا: **انها مباركة انها طعام طعم وشفاء سقيم** یہ بڑا بابرکت پانی ہے یہ بھوکے کی غذا اور مریض کی شفایابی کا ذریعہ ہے۔

<u>آب باراں سے برکت کا حصول</u> : بارش ایک بڑی بابرکت شئے ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھی ہے۔ بارش سے لوگ' مویشی اور چوپائے سیراب ہوتے ہیں۔ درخت اور میوے پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعے ہر شئے میں زندگی کی رُوح ڈالتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم سے کپڑا اُتارا یہاں تک کہ جسم کا پانی جسم تک پہنچا۔ ہم نے دریافت کیا' یارسول ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا **لانه حديث عهد بربه** کیونکہ وہ ابھی اپنے رب کے پاس سے آیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے اُسے مسخر فرمایا ہے یعنی بارش ایک رحمت ہے جو ابھی اپنے رب کے پاس سے اللہ کی مخلوقات کی طرف آئی ہے لہذا اس سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے پانی کو نعمت بنایا' پانی میں برکت ہے اور پانی' اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔
حضور ﷺ کی ذات گرامی رب تعالیٰ کا ایک تحفہ وانعام ہے جو مخلوق کو عطا ہوا۔

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اسی لئے اس نعمت عظمیٰ کے عطا کئے جانے پر اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے: ﴿ **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** ﴾ (ال عمران/۱۶۴) یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا اُن میں ایک رسول۔

ہر نعمت جب ہی نعمت ہے جب اس کا استعمال صحیح ہو ورنہ زحمت۔ حضور ﷺ ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والے ہیں کہ اگر اعضاء' اولاد' مال وغیرہ کو حضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق استعمال کیا جائے تو یہ سب رحمتیں ہیں ورنہ زحمتیں۔

حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں' ذاتِ مصطفیٰ ﷺ نعمتِ عظمیٰ ہے۔ ساری برکتیں آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہیں۔

روضۂ انور حضور ﷺ کی حاضری سُنّت جلیلہ عظمیہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اُسے مغفرتِ ذُنوب کا تریاق بتایا۔

﴿ **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا** ﴾ (النسآء/۶۴) اے محبوب (ﷺ) ! اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

خود حدیث میں ارشاد ہوا: **من زار قبری وجبت له شفاعتی**
جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

من حج ولم یزرنی فقد جفانی ۔

جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی ۔

ادائے واجب' قبول توبہ' دولت شفاعتِ حاصل ہونا' حضور ﷺ کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا۔

یہ عظیم اہم اُمور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں (ساری اُمت کے مرد وعورتوں) پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کہتے ہیں :

'نہ تو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سے برکت کا حصول جائز ہے اور نہ ہی آپ کی قبر کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا جائز ہے'۔
(**البدعة واثرها السیّئ** ۔ طاہر نصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'ہر نماز کے بعد دُرود وسلام کے لئے رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کا اہتمام کرنا اور وہاں دیر تک کھڑے رہنا درست نہیں ہے'
(کتاب الحج والعمرہ ۔ محمد اقبال کیلانی' مکتبہ بیت السلام الریاض)

'آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیّت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا جائز نہیں'
(کتاب الحج والعمرہ ۔ محمد اقبال کیلانی' مکتبہ بیت السلام الریاض)

غور فرمائیں' جو کام 'جائز نہیں ہوتا' وہ 'ناجائز' کہلاتا ہے۔ ناجائز کام' گناہ ومعصیت کے ہوتے ہیں اور گناہوں پر توبہ لازم آتی ہے۔

نام نہاد اہلحدیث ایمان کی لذت سے محروم ہیں۔ جن لوگوں کا حضور نبی کریم ﷺ سے رسمی تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے وہ اس طرح کی بکواس کرتا ہے۔ ادب سے ناآشنا لوگ اپنے بے لگام اور بیباک انداز میں بلا جھجک یہ کہہ رہے ہیں کہ 'حضور نبی کریم ﷺ

کی قبر مبارک کی زیارت کی نیّت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا جائز نہیں' اور اگر زیارت کی نیّت سے مدینہ منورہ کا سفر کیا جائے تو سفر کرنے والا گنہگار ہوگا اور اُس پر توبہ لازم آئے گی۔ (معاذ اللہ)

اسلام اخوت ومحبت کا درس دیتا ہے' نیکی اور بھلائی کا حکم دیتا ہے۔ اسلام میں عزیز واقارب کی ملاقات کے لئے جانا بھی باعث اجر عمل ہے۔ بیماروں کی عیادت کے لئے جانا بھی باعث اجر عمل ہے۔نماز جنازہ میں شرکت بھی باعث اجر عمل ہے۔ مسلمانوں کے دُکھ اور غم میں شریک ہونا بھی باعث اجر عمل ہے' مسلمانوں کے خوشیوں میں شریک ہونا بھی باعث اجر عمل ہے۔ قدم قدم پر نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔

افسوس ! بدبخت نام نہاد اہلحدیث وادی ضلالت کی پستی میں گر چکے ہیں اسی لئے وہ رحمۃ للعالمین سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے سفر کو ناجائز قرار دے رہے ہیں جب کہ سارے مسلمانوں کے لئے قانونِ الٰہی ہے کہ اگر تم لوگ گناہ کرو' کفر کرو' ظلم کرو تو بارگاہ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ وسلام میں حاضر ہو کر اُن سے شفاعت کی درخواست کرو اور وہاں جا کر رب تعالٰی سے توبہ کرو اور محبوب بھی تمہارے لئے شفاعت فرمادیں تو تمہاری توبہ قبول ہوگی' فرماتا ہے :

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النسآء/٦٤)

اے محبوب (ﷺ) ! اگر یہ گنہگار اپنی جانوں پر ظلم کر کے تمہارے پاس آجاتے اور پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور اے محبوب ! آپ بھی اُن کے لئے دُعائے مغفرت فرماتے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

مروجہ میلاد جائز ہے اور بدعت ہے

ماہ ربیع الاول کی آمد پر برصغیر ہندو پاک میں جشن میلاد النبی ﷺ کی دھوم مچ جاتی ہے ہر طرف خوشیاں منائی جاتی ہیں......غرباء وفقراء کے لئے کھانوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور نعتیہ محافل منعقد ہوتے ہیں......آثار مبارک اور تبرکات کی زیارت کروائی جاتی ہے۔عید میلاد کے لئے مسلمان گھروں اور مسجدوں پر روشنیاں کرتے ہیں۔ بہرحال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مسلمانوں میں خوشیاں منانے کا رواج ہے ...... علمائے اہلِ سُنّت وجماعت ان مقدس اجتماعات اور جشن میلاد النبی ﷺ کی تقاریب کی حمایت کرتے ہیں۔ غیر مقلدین کے بعض پیشوا ان اُمور کو درست مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکار جائز نہیں ہے۔

غیر مقلد وحید الزماں لکھتے ہیں :

> 'آج کل مولود مروجہ پر انکار جائز نہیں ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے درست ہے'
> (ہدیۃ المہدی/ ۱۱۸)

اس کے برخلاف: غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری (فاضل دار العلوم دیوبند) کو جشن میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں برداشت نہیں ہوتی ہیں۔ اگر موصوف کا حضور نبی کریم ﷺ سے قلبی تعلق نہ سہی، رسمی تعلق بھی ہوتا تو میلاد النبی ﷺ کو بدعت وضلالت ہرگز نہ کہتے :

> 'مروجہ مولود بدعت ہے' (اہل حدیث کا مذہب/ ۳۴)

بدعت ......' ضلالت وگمراہی کو کہتے ہیں۔جشن میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد کی خوشی مناتے ہیں وہ سب گمراہ اور جہنمی ہیں۔ یہ سزا انھیں (معاذ اللہ) جشن میلاد النبی ﷺ منانے کی وجہ سے دی جائے گی۔

صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اُسے دی تو اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سُن کر اس نے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا' اگرچہ اُس کی موت کفر پر ہوئی اور اُس کی مذمت میں پوری سورت ﴿تَبَّتْ يَدَا﴾ نازل ہوئی لیکن میلادِ مصطفٰی پر اظہارِ مسرت کی برکت سے ہر دوشنبہ (پیر) کو اُسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے اور اُس کے عذاب میں بھی اس روز تخفیف کی جاتی ہے۔

جب حضور ﷺ کی وِلادت پر اظہارِ مسرت کی برکت سے ایک کافر (ابولہب جو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا) کے عذاب میں ہر دوشنبہ کو تخفیف کی جاتی ہے تو خیال کریں کہ ایک مسلمان جو زندگی بھر احمد مجتبٰی ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دُنیا سے رخصت ہوا' وہ کس قدر عنایات ربّانی کا مستحق ہوگا۔ کیا وہ جشن میلادالنبی ﷺ منانے کی وجہ سے بدعتی (گمراہ) قرار دے کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا؟

غیر مقلد محمد فاروق عمری لکھتا ہے:

> 'یہ بدعتِ جشن میلاد تو ساتویں صدی ہجری سے پہلے کوئی اس کو جانتا بھی نہ تھا اس کی ایجاد ۶۰۶ھ میں ہوئی اور سب سے پہلے اس کو ایجاد کرنے والا اور اس کے جواز کا فتویٰ دینے والا ایک درباری بے دین اور شکم پرور ملّا تھا جس کا نام عمور بن محمد الحسن المعروف باابن وحیہ کلبی الاندلسی ہے اور اس بدعت کی تائید میں اس نے **التنویر فی مولد البشیر والنذیر** نامی کتاب لکھی اور بادشاہ نے اس کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی بطور انعام عطا کیا

اور بادشاہوں میں اس بدعت کوسب سے پہلے رواج دینے والا سامری بادشاہ ابوسعید کوکپوری بن ابوالحسن علی بلکتکین ترکمانی جس کا لقب ملک المعظم مظفرالدین ہے جس کو ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین نے ایک علاقہ اربل کا جوموصل کے قریب ہے گورنر مقرر کیا تھا اس کی وفات ۱۸/ رمضان ۶۳۰ میں ہوئی ہے یہ بادشاہ جشن میلاد کا اہتمام بڑی دھوم دھام سے کرتا اور خودبنفس نفیس اس جشن میں شریک ہوکر بھانڈوں اور گویوں سے گانے سُنتا اور وجدومستی میں آکرخوب جھومتا اورناچتا۔ (**حکم الاحتفال بمولد النبی ﷺ** ۔ جشن میلادالنبی ﷺ کی شرعی حیثیت)

مسلمانوں میں میلادالنبیﷺ کے مبارک ومسعودموقع پرجشن منانے کارواج قدیم سے چلا آرہا ہے۔ نبی مکرمﷺ سے محبت یہی مومن کی فطرت ہے۔ غیرمقلدوں کے پیشواؤں کی نفس پرستی یہ ہے کہ کوئی جائز کہتا ہےاورکوئی بدعت کہتا ہے۔ غیرمقلد ثناءاللہ امرتسری (فاضل دارالعلوم دیوبند) اور غیرمقلدمحمد فاروق عمری کی نظرمیں غیرمقلد وحیدالزماں بدعتی وگمراہ ہیں۔

غیرمقلدمحمد فاروق عمری مزیدلکھتا ہے:

’یہ جشن میلاد باطل پرست لوگوں کی ایجادکردہ بدعت ہے اور پیٹ کے پجاریوں کی نفس پرستی کوپورا کرنے کی ایک مشین ہے‘

’یہ محفل میلادمنعقدنہ کی جائے‘ اس لئے کہ یہ دِین میں ایک نئی گھڑنت ہے اور جب جشن میلادمنانا ہی جائزنہیں ہےتواس میں ہونے والے اعمال جو شرک کا ذریعہ بنتے ہیں جیسے حاضرین کااس عقیدہ کے ساتھ قیام کرنا کہ رسول اللہﷺ حاضرہوتے ہیں‘ جب کہ رسول اللہﷺ کی روح علیین

میں ہے اس دُنیا سے آپ کی رُوح کا کوئی تعلق نہیں' نہ آپ کسی کی بات سُنتے ہیں' نہ کہیں تشریف لے جاتے ہیں' اور نہ اس دُنیا کی محفلوں کا آپ کو علم ہے۔ تحفہ القضاۃ میں لکھا ہے کہ لوگ آپ کی ولادت کا ذکر سُن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی رُوح تشریف لاتی ہے اور آپ حاضر ہوتے ہیں۔ یہ باطل عقیدہ ہے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ آج محض خیالی تصور کی بنیاد پر قیام کرنا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کی شان میں شرکیہ نعتیں پڑھنا تو یہ سب جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ قیامِ تعظیم منع ہے رسول اللہ ﷺ نہ کسی مجلس میں آتے ہیں' نہ جاتے ہیں۔ یہ صرف جاہلوں کو بے وقوف بنانے' اُن سے پیسے اکٹھے کرنے کی چالیں ہیں' اس کے علاوہ حقیقت کچھ نہیں ہے' (حکم الاحتفال بمولد النبی ﷺ ۔ جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت)

ادب سے کیسا ناآشنا اور گستاخ ہے یہ خبیث !

افسوس ! قوم کے بد مذہب اور باطل فرقوں کے افراد اگر حضور سید المرسلین ﷺ کی اُمت کے فضائل سے واقف ہوتے تو اس بے مثال اور فضیلت یافتہ اُمت کو مشرک وبدعتی قرار نہ دیتے۔ میرے رسول کی اُمت' نورِ ہدایت لئے شرک وبدعت ختم کرنے آئی ہے۔ کیا سورج اور چراغ کی روشنی سے کائنات میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور محفلیں تاریک ہوتی ہیں؟ ذکرِ رسول کی محفلوں سے کائنات کی فضاء خوشگوار اور ماحول معطر ہو جاتا ہے۔ بدبُو اور تعفن اس مقام پر پھیلتا ہے جہاں مُردے سڑے پڑے رہتے ہیں' لہٰذا شرک وبدعت کی بدبُو اور تعفن اُن محفلوں میں پھیلے گا جہاں انبیاء' شہداء اور اولیائے اُمت کو مُردہ یقین کیا جاتا ہے۔ مٹی میں مِل گئے کہا جاتا ہے اور

اُن کی حیاتِ جاوید کا انکار کیا جاتا ہے۔ مُردہ نظریات وعقائد اور مُردہ فکر وذہن کے حامل، ہمیشہ زندوں کو بھی مُردہ یقین کرتے ہیں۔ دراصل اُن کی حِس ایمانی مُردہ ہوچکی ہے۔ حضور انور ﷺ کی بہترین ومنتخبہ اُمت کے اجماع کو مشرک وبدعتی اور گمراہ قرار دینا حضور انور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی توہین اور فرمانِ مبارکہ **ان اُمتی لاتجتمع علی الضلالة** (ابن ماجہ، ترمذی) (میری اُمت ضلالت وگمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی ہے) کو جھٹلانا ہے۔ نیز قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ ﴿**كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**﴾ (اٰعمران/۱۰۹) (تمام رسولوں کی اُمت سے) تم بہترین (افضل) اُمت ہو جسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو، (کنزالایمان) ﴿**وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ**﴾ اور (اے مسلمانو!) ہم نے تم کو سب اُمتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور ہمارا یہ برگزیدہ رسول تم پر گواہ ہو ...... ان آیات کی صریح تکذیب وفرمانِ الٰہی کے خلاف لب کُشائی کرنا ہوگا۔

ملکُ التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت واستعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل وتحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہوگے (بخاری شریف)

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا

مقلد دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی (نام نہاد اہلحدیث) حصولِ دولت اور اپنے باطل عقائد ونظریات کے فروغ کے لئے ہمیشہ عرب ممالک (بلخصوص سعودی عرب)، امریکہ اور برطانیہ کے لئے سفر کرتے ہیں۔ کئی ممالک میں یہ بد باطن اپنے مورچے، چوکیاں اور اڈے بنائے بیٹھے ہیں۔ یہ دہشت گرد تنظیمیں، فساد برپا کرنے کے لئے مختلف ممالک کا سفر کرتے ہیں ...... اُن کے لئے ہر طرح اور ہر مقصد کا سفر جائز ہے سوائے روضۃ النبی ﷺ پر حاضری اور بزرگانِ دین کے قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔ کہتے ہیں

> انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کی نیّت سے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔
> انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کی نیّت سے سفر کرنا بدعت (گمراہی) ہے۔
> (پمفلٹ: شعبہ توعیہ الجالیات)
>
> ' رسول اللہ ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں'۔
> (عرف الجادی ۲۵۷)
>
> ' نہ تو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سے برکت کا حصول جائز ہے اور نہ ہی آپ کی قبر کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا جائز ہے۔ سفر صرف مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصٰی میں سے کسی مسجد کی زیارت کے لئے جائز ہے'
> (البدعة واثرها السيّئ - طاہر نصار عزیز، مکتبہ بیت السلام الریاض)

نام نہاد اہلحدیث کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کا سفر روضۃ النبی ﷺ کی زیارت کی نیّت سے ہرگز نہ کریں :

> ' مدینہ کا سفر مسجد نبوی کی زیارت کی نیّت سے کریں'
> (البدعة واثرها السيّئ / ۱۰۰۔ طاہر نصار عزیز، مکتبہ بیت السلام الریاض)

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ کے مساجد کی زیارت بھی ضلالت وگمراہی کا باعث ہے:

> 'مدینہ کے اندر مساجد سبعہ (سات مساجد) کی زیارت کے لئے نہ جائیں کیونکہ یہ بدعت ہے'۔
>
> (البدعة واثرها السیّئ ۱۰۱/۔ طاہرنصار عزیز' مکتبہ بیت السلام الریاض)

مدینہ منورہ کی سات مساجد کی زیارت کو بدعت کہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ ان مساجد کی زیارت کرنے والا گمراہ ہے اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ سزا اُسے مدینہ منورہ کی مساجد کی زیارت کرنے کے سبب دی جائے گی۔ (معاذ اللہ)

سفر کا حکم اُس کے مقصد کی طرح ہے یعنی حرام کام کے لئے سفر کرنا حرام۔ جائز کام کے لئے جائز۔ اور سُنّت کے لئے سُنّت۔ فرض کے لئے فرض۔ حج فرض کے لئے سفر بھی فرض۔ کبھی جہاد وتجارت کے لئے سفر سُنّت ہے کیونکہ یہ کام خود سُنّت ہیں۔ روضہ مصطفٰی علیہ التحیہ والسلام کی زیارت کے لئے سفر واجب ہے کیونکہ یہ زیارت واجب۔

الاربعین الاشرفی فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ

شارح : حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

مجدد دوراں تاجدار اہلسنت رئیس المحققین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے قلم گوہر بار سے نکلی ہوئی سیر حاصل شروحات احادیث کا ایک مجموعہ ہے۔ الاربعین الاشرفی (فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ) مشکوۃ المصابیح کی (۴۰) احادیث مبارکہ کی شروحات پر مشتمل ہے۔ جن احادیث شریفہ کا اس مجموعہ میں انتخاب کیا گیا ہے اُن کا تعلق مندرجہ ذیل موضوعات سے ہے۔ ارکان خمسہ' ایمان کے درجات' ایمان کی لذت' مسلمان کی تعریف' معیارِ محبت رسول' زمانے کی حقیقت' حقوق اللہ' حقوق العباد' فرائض ونوافل' جہاد' اوامر ونواہی' صدقہ وخیرات' مغفرتِ گناہ' صبر وثواب' دخول جنّت ......وغیرہ......شروحات کے اس گلدستے میں حدیث' کتابت حدیث اور حجیت حدیث کے تعلق سے دلائل وبراہین پر مبنی اہم مضامین اس کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

گھروں میں بولے جانے والے

چند کُفریہ کلمات

خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں

دینِ اسلام کی کسی مشہور و معلوم بات کا انکار کرنا یا اُس میں شک کرنا یا کسی شرعی حکم کا مذاق اڑانا یا کسی سُنّت کو ہلکا جاننا یا مذاق میں کوئی کفریہ جملہ بولنا کفر ہے۔

اس زمانے میں جہالت اور نئی تہذیب کی نحوست کی وجہ سے کچھ مرد اور کچھ عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جو اُن کے مُنہ میں آتا ہے بک دیا کرتے ہیں۔۔کبھی ہنسی مذاق، دل لگی یا غضب وغصّہ کے عَالَم میں بسا اوقات ایسے کلمات بھی مُنہ سے نکل جاتے ہیں جس سے لوگ کافر ہو جاتے ہیں اور اُن کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے اور اُن کا نکاح ٹوٹ گیا۔ ہم یہاں چند کلماتِ کفریہ درج کرتے ہیں تاکہ ان کلمات سے لوگ خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور اگر خدانخواستہ یہ کفری الفاظ کسی کے مُنہ سے نکل جائیں تو فوراً ہی توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے اور دوبارہ نکاح کرے۔اس نکاح میں عدت کی ضرورت نہیں۔ نقلِ کفر۔۔کفر نہ باشد۔۔

مسئلہ: جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا کسی سُنی مسلمان کا فتویٰ سُن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولہے بھاڑ میں ڈال دو یا یہ کہہ دے کہ میں شرع ورع کو نہیں جانتی یا شوہر کا بیوی کو کسی حرام کام سے منع کرنے (فوٹو یا فلم یا بے پردگی سے روکنے) پر بیوی کا یہ کہنا کہ دوسری عورتیں بھی تو ایسا کرتی ہیں آگ لگی شریعت صرف میرے ہی لئے رہ گئی ہے یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے یا یہ کہے کہ بسم اللہ، سبحان اللہ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا، ہمیں روٹی چاہئے۔۔تو ایسا کہنے والے کافر ہو جائیں گے۔

مسئلہ: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں' یا کہتا ہے معلوم نہیں کہ میں مومن ہوں یا کافر تو وہ کافر ہے۔ البتہ اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ مجھے معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں' تو وہ کافر نہیں۔ جو شخص ایمان وکفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے۔۔وہ کافر ہے۔

مسئلہ: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اُسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہئے یعنی جو گناہ کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔ اسی طرح کسی نے دوسرے سے کہا' میں مسلمان ہوں' اُس نے جواب میں کہا'' تجھ پر بھی لعنت ۔۔اور تیرے اسلام پر بھی لعنت'' ایسا کہنے والا کافر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر یہ کہا کہ خُدا مجھے اس کام کے لئے حکم دیتا' جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں۔۔دوسرے نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا' یا کہا۔۔یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔۔کافر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا؟ اُس نے کہا' عورتوں پر خُدا کو تو قدرت ہے نہیں۔۔مجھ کو کہاں سے ہوگی؟ یا یہ کہے کہ عورتوں پر خدا بھی قابو نہیں رکھتا (ایسا کہنا کفر ہے)۔

مسئلہ: کسی سے کہا کہ گناہ نہ کر' ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا۔۔اُس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا۔۔یا کہا' خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔۔ایسا کہنے والا کافر ہے (عالمگیری)

مسئلہ: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اُس نے جواب دیا کہ نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں۔۔یا کہا بہت پڑھی کیا فائدہ ہوا؟ یا کہا نماز پڑھ کر کیا کروں؟ کس کے لئے پڑھوں؟ ماں باپ تو مر گئے ۔۔ یا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا۔۔یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا

دونوں برابر ہے۔۔غرض اسی قسم کے کلمات کہنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو۔۔یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے (بہارشریعت)

مسئلہ: مسلمان کو کلمات کفریہ کی تلقین اور تعلیم کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔۔یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا' تو کافر ہو جا تا کہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کفر کرے یا یہ کرے' یہ کہنے والا کافر ہو گیا (بہارشریعت)

مسئلہ: اگر عورت نے کلمہ کفر کہا تب توبہ اور اسلام لانے کے بعد پہلے شوہر سے ہی نکاح پر مجبور کی جائے گی' یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے سے نکاح کرے (درمختار)

مسئلہ: اگر مرد سے کوئی ایسا کلمہ جو کفر قطعی ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی' پھر مرد کے اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اُس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے۔ اُس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روکے۔۔اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا۔۔دوبارہ نکاح نہ کیا تو قُربت زنا ہو گی اور بچے ولد الزنا (درمختار و بہارشریعت)

مسئلہ: اگر توبہ کر کے اسلام قبول نہ کرے۔۔مُرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے۔۔وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔۔نہ مسلمہ سے' نہ کافرہ سے۔۔نہ مُرتدہ وغیرہ سے (عالمگیری) مُرتد وہ شخص ہے جو اسلام کے بعد کسی امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو۔۔یعنی زبان سے کلمہ کُفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔

مسئلہ: جو بطورِ مذاق و تمسخر' کفر کرے گا وہ بھی مُرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا (درمختار)

مسئلہ: جو شخص حضور ﷺ کی جانب منسوب' کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے مثلاً

آپ کے مقدس بال مبارک کوتحقیر سے یاد کرے یا آپ کے ناخن بڑے بڑے کہے یا آپ کا لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے یا حضور ﷺ کی سُنّت کی تحقیر کرے مثلاً ڈاڑھی بڑھانا مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا، عمامہ کا شملہ لٹکانا، اور کدّ وکو اس وجہ سے ناپسند بتانا کہ حضور ﷺ کو پسند تھا تو ایسے افراد کافر ہوگئے۔۔ یونہی کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے۔۔اُس پر کسی نے کہا کہ یہ ادب کے خلاف ہے تو یہ کہنا بھی علمائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔اور یہ اس وجہ سے کہ کسی سُنّت پر عمل نہ کرنا سُنّت کے ثواب سے محرومی مگر اس کا مذاق اُڑانا اور حقیر جاننا کفر ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں ﴿**كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ**﴾ آیا ہے اور معنیٰ یہ بتاتے ہیں کہ صاف کراتے رہو۔ یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ﴿**إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى**﴾ اور معنیٰ یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔۔ ان باتوں کے بول دینے سے انسان کافر ہوجائے گا۔۔کیونکہ قرآن مجید کے معنیٰ بدل ڈالنا بھی ہے اور اس کے ساتھ مسخرہ پن مذاق اور دل لگی بھی۔۔جس طرح بھوک کی شدت پر کہنا کہ میرے آنتیں ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰه**﴾ پڑھ رہی ہیں (معاذ اللہ)

مسئلہ: رمضان کے روزے نہ رکھنے پر کہنا کہ روزے وہ رکھے جسے روزی نہ ملے۔۔ یا۔۔ یہ کہنا کہ جب اللہ نے ہمیں کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں۔۔یا۔۔اسی قسم کی اور باتیں بک دیں جن سے روزہ کی ہتک یا تحقیر ہوتی ہے یہ کفر ہے۔

مسئلہ: کسی مسکین نے اپنی محتاجی و پریشان حالی کو دیکھ کر یہ کہا کہ 'اے اللہ فلاں بھی تیرا بندہ ہے اُس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھیں ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے۔۔آخر یہ انصاف ہے'؟ ایسا کہنا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی با اثر یا مالدار آدمی یا حاکم کی توجہ حاصل کرنے کے لئے لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اُوپر خدا ہے نیچے تم۔۔ یہ کلمہ کفر ہے (خانیہ) کیونکہ خدا کے لئے حد مقرر کرنا یا مخصوص جگہ بتانا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی سے کہا کہ ان شآء اللہ تم اس کام کو کرو گے۔ یہ اس نے کہہ دیا کہ 'اجی میں بغیر ان شاء اللہ کروں گا' کافر ہو گیا۔

مسئلہ: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں۔ اس کے لئے یہ کہنا کہ اُسے اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے۔ یا کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمہارے زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔۔ پھر میں کس طرح مقابلہ کرسکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کے لئے دونوں طرح الفاظ بولنے کفر ہیں۔

مسئلہ: ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں کہا 'نہیں' ۔۔یا۔۔ کہا خدا اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے؟ یا اُس نے کہا' خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفریہ کلمات ہیں (عالمگیری)

مسئلہ: اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو' اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ حروف ملا دیں' جن سے تصغیر سمجھی جاتی ہے (بحرالرائق)

مسئلہ: بیماری میں گھبرا کر اللہ تعالیٰ سے کہنے لگے یا کہنے لگی تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مُسلمان مار یہ کہنا کفر ہے (کفر پر رضامندی کفر ہے)۔۔ یونہی مصیبتوں سے گھبرا کر یہ کہنا کہ تو نے مال لیا' اولاد لی اور یہ لیا وہ لیا۔۔ اب کیا کرے گا؟ اس طرح بکنا کفر ہے۔

مسئلہ: اولاد وغیرہ کے مَرنے پر رنج اور غصّہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو

بس میرا بیٹا ہی مارنے کے لئے ملا تھا یا خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔ اللہ نے بہت بُرا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے عورت کافر ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: رُسُل الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام یا حضرت عزائیل علیہ السلام یا اور کسی مقرب فرشتے کی ادنیٰ سی بھی گستاخی کفر ہے۔۔ مثلاً چراغ کے بھڑ کنے یا لائٹ کے مسلسل کھلنے بند ہونے (Blink) پر یہ کہنا کہ اس کی عزرائیل روح قبض کر رہے ہیں۔۔ یا۔۔ کوئی جاہل اپنے کسی دشمن یا ڈاکو کو دیکھ کر تو ہین سے کہہ دے کہ 'ملک الموت' آ گئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں یا کافر۔۔ یا اپنے اسلام پر افسوس کرنا' مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا' یہ اچھا نہیں ہوا۔۔ کاش میں ہندو ہوتا۔۔ یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔۔ یا یہ کہنا کہ یہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان۔ میں تو انسان ہوں ۔۔ یا یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں۔۔ نہ مندر سے۔ یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں' میں کسی کو نہیں مانتا۔۔ یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پُرانا گھر ہے۔ اُس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کرو۔ یا کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یا اذان کی آواز سُن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ کا شور مچا رکھا ہے؟ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں' بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں' باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا۔۔ یا یہ کہنا نماز مجھے موافق نہیں آتی' میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو مُلا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے۔ یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے۔ میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ ۔۔ اس قسم کی تمام بکواسیں کُھلا ہوا کفر ہیں۔

مسئلہ: وہ فرقے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے اور کلمہ اسلام پڑھتے ہوں اور زبان سے کفریہ کلمات بولتے اور اُس پر اصرار کرتے ہوں یا وہ اپنی کتب میں کلمات کفریہ لکھتے ہوں یا ایسے لکھنے والوں کو اپنا پیشوا یا رہنما مانتے ہوں بلکہ صرف مسلمان جانتے ہوں وہ مُرتد کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ: جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں' اور اس کا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچا تا ہوں تو وہ کافر ہے' یعنی یہ تاویل مسموع نہیں کہ عُرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنیٰ میں ہے (عالمگیری)

فال کو سچا ماننا کفر ہے: حدیث شریف میں ہے کہ کاہن یا نجومی جو غیب جاننے کا دعویٰ کرے اُس کی بات کو سچا ماننا کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم انبیائے کرام کو عطا فرماتا ہے' کاہن یا نجومی کو نہیں' جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ جن میں اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے ﴿**عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ**﴾ (جن/ ۲۷) غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (سارے رسولوں میں حضور ﷺ کی جو شان ارفع واعلیٰ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے لہذا حضور ﷺ کو علم غیب خاص عطا کیا گیا ہے یہ شان محبوبیت ہے)

مسئلہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا' اُن کی جناب میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرنا' یا اُن کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

شادی کا بہترین تحفہ

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

خواتین کے لئے قرآن وسُنت کی روشنی میں صحیح عقائد اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ

گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

خطبائے کرام کے لئے خاص ہدایات

اکثر خطبائے کرام جوعلم سے قلاش اورعمل سے مفلس ہیں وہ بغیر مطالعہ وعلم کے تقاریر کرتے ہیں جس میں دلائل تو بالکل ہی نہیں پیش کئے جاتے بلکہ صرف لفاظی اور لمبی لمبی روایتی تمہید ہوتی ہے چٹکلے بازیوں میں وقت گنوا دیتے ہیں۔ تقاریر میں غیر تحقیقی باتوں کی کثرت ہوتی ہے' علمی وتاریخی لحاظ سے غلط روایات میں اپنی جانب سے بے جا اضافے اور غلط سیاق وسباق کے پیوند پر پیوند ہوتے ہیں۔اسناد اور حوالے کے بغیر ہی غیر معتبر حکایات' قصص اور غیر مستند روایات بیان کردی جاتی ہیں جس سے غیر شعوری طور پر سادہ ذہن لوگ غیر معتبر روایات' واہیات خرافات' جاہلانہ حماقات' لغویات وتوہمات' کو قبول کرلیتے ہیں۔تقریر میں وہ باتیں بیان کی جاتی ہیں جس کا عندالضرورۃ حوالہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا۔

علمائے کرام کی عصری تحقیقات' تخلیقات' مقالات' تصانیف وتالیفات اور علمی واشاعتی کارناموں سے عدم واقفیت اور محرومیِ مطالعہ کی وجہ سے اکثر خطبائے کرام خشکی میں کشتی چلا رہے ہیں اور اندھیرے وتاریکی میں لڑکھڑاتے ہوئے (روشنی کی رہنمائی کے بغیر ہی) چل رہے ہیں۔

<u>خطبائے کرام کو چاہئے کہ وہ ان خاص ہدایات کوملحوظ رکھیں</u> :

(۱) عالمانہ وقار (۲) اعتقادی اور علمی لحاظ سے پختگی (۳) جملوں اور مضامین کی صحت وندرت (۴) مضمون علمی اور مشکل ہونے کے باوجود بہت آسان انداز میں ایسا بیان کریں کہ عوام کو بھی بخوبی سمجھ میں آئے (۵) ترتیب میں ایسی عمدگی ہو کہ پورا خطاب ذہن نشین رہے اور چاہیں تو اسی ترتیب کے ساتھ سامعین دوسروں کو سمجھا سکیں (۶) ایسا دلچسپ اور مؤثر خطاب ہو کہ اکتاہٹ نہ ہو (۷) سطحی وغیر تحقیقی باتوں سے مکمل اجتناب کریں۔

معزز خطبائے کرام ! آپ حضرات کتابوں سے ربط پیدا کریں' خود کو مناظرے کے واسطے تیار کریں۔ اہل سُنّت کے عقائد دلائل کے ساتھ مستحضر رکھیں' سلف کی عربی شروحِ حدیث کا مطالعہ کریں' عیسائیوں' آریوں' شیعوں' قادیانیوں' وہابیوں' غیر مقلدوں' مودودیوں' دیوبندیوں ...... کے باطل افکار کا گہرائی سے احتسابی مطالعہ کریں' اُن کا مضبوط دلیلوں کے ساتھ تنقیدی جائزہ لیں' احتسابی گوشے نوٹ کرلیں' حوالے میں پیش کی جانے والی کتابیں خود ذاتی طور پر خرید لیں' پھر آپ جب حمایتِ حق کی خاطر باطل کے سامنے کھڑے ہوں گے تو مولائے کریم خود ہی ذہن کی گرہیں کھول دے گا اور ایسے ایسے اچھوتے جوابی گوشے سامنے آئیں گے کہ آپ خود حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ حق کی حمایت کرنے والوں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اخلاص' تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کریں۔

امام احمد رضا اور رَدِّ بدعات ومنکرات

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تصانیف سے چند اہم اقتباسات

غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے :

مسلمان ! اے مسلمان شریعت مصطفوی کے تابع فرمان' جان اور یقین جان کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کے لئے سجدۂ عبادت تو یقیناً شرک مہین وکفر مبین۔اور سجدۂ تحیت حرام وگناہ کبیرہ بالیقین۔اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین' پیرومزار کیلئے ہرگز ہرگز نہ جائز ومباح بلکہ حرام اور کبیرۂ فحشاء۔ (الزبدۃ الزکیہ)

سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔صحابہ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی۔ اس پر ارشاد ہوا۔کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے۔پھر اوروں کا کیا ذکر؟ واللہ الہادی (الزبدۃ الزکیہ)

قبر کا بوسہ وطواف : بلا شبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو۔یہی ادب ہے۔پھر تقبیل (بوسہ دینا) کیوں کر متصور ہے۔(احکام شریعت)

اپنے ہاتھ کا بوسہ : بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں۔یہ مکروہ ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (زیلعی' بہار شریعت)

قبر کا اونچا بنانا : قبر کا اونچا بنانا خلاف سُنّت ہے۔میرے والد' ماجد میری والدہ ماجدہ' میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوگی۔ (الملفوظ حصہ سوم)

قبر کیسی ہونی چاہئے: قبر پختہ نہ کرانا بہتر ہے اور کریں تو اندر سے کڑا کچا رہے۔ میت کے گرد پختہ نہ ہو اُوپر کا حصہ پختہ کر دیں تو حرج نہیں۔ طول وعرض موافق قبر میت ہو اور بلندی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو اور صورت ڈھلوان بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ احکام شریعت)

قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت: قبر پر نماز پڑھنا حرام۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام۔ اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔ قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔

ردالمحتار میں حلیہ سے ہے **تکرہ الصلوٰۃ علیه والیه لورود النهی عن ذالك** فتح القدیر وطحطاوی وردالحتار میں درباۂ مقابر ہے۔ **المرور نی سکة حادثة فیهاحرام** اگر مسجد میں کوئی قبر آجائے تو اس کے آس پاس چاروں طرف تھوڑی دیوار اگرچہ پاؤ گز ہو قائم کر کے اس پر چھت بنائیں کہ اب نماز یا پاؤں رکھنا قبر پر نہ ہوگا بلکہ اس چھت پر جس کے نیچے قبر ہے۔ اور نماز قبر کی طرف نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی دیوار کی طرف۔ اور یہ جائز ہے۔ (عرفان شریعت)

قبر مسلم کا احترام: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے۔ نہ کہ جوتا پہن کر چلنا سخت توہین اموات مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں' اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا' چارپائی بچھانا' سونا' بیٹھنا' سب منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ)

حدیث میں فرمایا: تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

دوسری حدیث میں فرمایا: اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہونچ جائے۔ تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہ قدیم کے' کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہن کر نکلے' فرمایا: اپنے جوتے کو پھینک۔ نہ تو صاحب قبر کوستا' نہ وہ تجھے ستائے۔ (الملفوظ ۲۷)

قبور مسلمین پر چلنا جائز نہیں' بیٹھنا جائز نہیں' اُن پر پاؤں رکھنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ قبرستان میں جو نیا راستہ پیدا ہوا ہو' اُس میں چلنا حرام ہے اور جن کے اقرباء ایسی جگہ دفن ہوں کہ اُن کے گرد اور قبریں ہوگئی اور اُسے اُن کی قبور تک اور قبروں پر پاؤں رکھے بغیر جانا ناممکن ہو۔ دُور ہی سے فاتحہ پڑھے اور پاس نہ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

قبور فروخت کرنا حرام ہے : عامہ قبرستان وقف ہوتے ہیں اور وقف کی بیع ورہن حرام ہے اور جو خاص قبرستان کسی کی ملک ہو جس میں اُس نے مردے دفن کئے ہوں مگر اس کام کے لئے وقف نہ کیا ہو وہ بھی مواضع قبور کو نہ بیچ سکتا ہے۔ نہ رہن رکھ سکتا ہے۔ کہ اس میں توہین اموات مسلمین ہے اور اُن کی توہین حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

صحن مسجد میں دفن : صحن مسجد میں بعد تعمیر مسجد وارثان بانی مسجد خواہ کسی نے قبریں بنالیں تو وہ قبریں ظلم محض ہیں اور اُن کا باقی رکھنا ظلم ہے نہ کہ آئندہ قبروں کے لئے ایک حصہ بندی اور اسے حجرۂ مسجد اور صحن مسجد سے اور زمین شامل کرنا یہ سب ظلم اور حرام ہے اس کا دفع کرنا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

میت کے برتن اور کپڑے : میت کو غسل دینے کے بعد استعمال ہونے والے برتن اور کپڑے پھینک دینا گناہ ہے۔ بلا وجہ تضیع مال ہے کہ اگر وہ ناپاک بھی ہو جائیں تو پاک کر لینا ممکن ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں :

ان الله کرہ لکم ثلاثا قیل وقال وکثرۃ السوال و اضاعۃ المال ۔

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتیں ناپسند رکھتا ہے ۔ فضول بک بک اور سوال کی کثرت اور مال کی اضاعت ۔ (رواہ الشیخان وغیرھما)

اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان سے مردے کو نہلایا ہے تو ان میں نحوست آ گئی تو یہ خیال اوہام کفار ہند سے ملتا ہے ۔ (فتاوی رضویہ جلد۴ص ۱۷۶)

قبر پر چراغ ولوبان : عود، لوبان، اگربتی وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے ۔ اگرچہ کسی برتن میں ہو ۔ اور قریب قبر سلگھانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی ذکر وتلاوت کرنے والا ہو بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضاعت مال ہے ۔

میت صالح، اُس کھڑکی کے سبب جو اُس کی قبر میں جنّت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں (ہوائیں) بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں ۔ دُنیا کے لوبان اور اگربتی سے وہ غنی ہے ۔

اگر بالفرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم وذکر الٰہی، عود، لوبان وغیرہ سلگائیں تو بہتر ومستحسن ہے ۔ جو اُسے فسق وبدعت کہے محض جاہلانہ جرات کرتا ہے ۔ اگربتی قبر کے اُوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوءادب اور بدفالی ہے ۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **ان سقف القبر حق المیت** ہاں: قریب قبر زمین خالی پر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ)

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ قبور عامہ ناس پر روشنی جبکہ خارج سے کوئی مصلحت مصالح مذکورہ کے امثال سے نہ ہو ضرور اسراف ہے ۔ اور اسراف بے شک ممنوع ۔ فقہاء اسی کو منع فرماتے ہیں کہ یہی علت منع بتاتے ہیں ۔ اور اگر زینت قبر مطلوب ہو تو قبر محل زینت نہیں ۔ اب بھی اسراف ہوا ۔ بلکہ کچھ زائد ۔ یوں ہی اگر تعظیم قبر مقصود ہو کہ یہاں تعظیم نسبت نہیں ۔ رہے مزارات محبوبان الٰہی ان میں اگر زینت قبر یا تعظیم نفس قبر کی نیّت ہو یہاں بھی وہی

ممانعت رہے گی کہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں۔ اوراگر اُن کی رُوح کریم کی تعظیم وتکریم مقصود ہو۔ اب نہ اسراف ہے کہ نیّت صالحہ موجود ہے نہ تعظیم قبر۔ بلکہ تعظیم رُوح محبوب ۔اوروہ شرعاً بلاشبہ مطلوب۔ (فتاویٰ رضویہ)

با اُجرت تلاوت : تلاوت قرآن مجید پر اُجرت لینا دینا حرام ہے۔اورحرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب (دفن کے بعد قبر پر تلاوت کے لئے حافظ مقرر کرنے) کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لئے معین داموں پر کام کاج کے لئے نوکر رکھ لے اور پھر اُس سے کہیں کہ ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو۔ یہ جائز ہے۔ (احکام شریعت)

تعزیت بعد دفن : یہ تو اصل فعل کا حکم تھا۔مگر ہوا کہ جہال نے اس رسم شرعی میں بہت رسوم جاہلیت واختراعات بیہودہ کو دخل دیا۔مثلاً گانے باجے۔شمعیں۔قندیلیں۔عمدہ عمدہ فرش۔ طرح طرح کے کھانے۔ریاونا موری کے اسباب۔میت کی تعریف میں حد سے غلو۔تعزیت کے وقت اُلٹی وہ باتیں جوغم والم کو زیادہ کریں۔اوراہل میت کو بھولی ہوئی باتیں یاد دلائیں۔ الخ بالجملہ۔قول فیصل جس سے اختلاف زائل اورتوفیق حاصل ہو۔ یہ ہے کہ نفس تعزیت و دُعاء وایصال ثواب بے شک محمود ومندوب اوروقت دُعاء ہاتھ اُٹھانا بھی جائز۔اوراگر کوئی شخص اولیاء میت کے مکان پر جا کر تعزیت کر آئے تو بھی قطعاً روا۔مگر اولیاء میت کا خاص اُس قصد سے بیٹھنا اورلوگوں کا اُن کے پاس ہجوم ومجمع کرنا خواہ قبل دفن ہو یا بعد۔اسی وقت اگر ہو یا کبھی۔مکان میت پر ہو یا کہیں بہرطور جائز ومباح ہے۔ جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔مگر اس کا نہ کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مردہ کے نام کا کھانا :

مردہ کے نام کا کھانا صرف فقراء کیلئے۔عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے۔ غنی نہ کھائے۔ **كمافی فتح القدیرومجمع البرکات** (احکام شریعت حصہ دوم)

دہم چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے۔ برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی ہے۔ کمافی مجمع البرکات۔ موت میں دعوت ناجائز ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے: **انها بدعة مستحبة لانها شرعت فی السرورولافی الشرور** ۔تین دن تک اس کا محمول ہے لہذا ممنوع ہے۔ اس کے بعد بھی موت کی نیّت سے دعوت کرے گا ممنوع ہے۔ **طعام المیت یمیت القلب** مردے کا کھانا دِل کو مردہ کر دیتا ہے یہ تجربہ کی بات ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں۔ اُن کا دل مرجاتا ہے' ذکر و طاعت الٰہی کے لئے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اُس کی لذت میں شاغل۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوم' دہم' چہلم کا کھانا : صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مردہ کو ثواب پہونچتا ہے۔ اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہونچنے کا منتظر رہتا ہے۔ تو قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہونچانا اچھی بات ہے۔ اور تیسرے دن کی خصوصیت بھی مصالح عرفیہ شرعیہ کی بناء پر ہے۔ اس میں بھی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے **صیام السبت لالك ولاعليك** اور جو کچھ تقسیم کیا جائے۔ محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات۔ غنی لوگ اس میں سے نہ لیں۔ باقی جو بیہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلف کرنا' عمدہ عمدہ فرش بچھانا' یہ باتیں بے جا ہیں۔ اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن ہی پہونچتا ہے یا اُس دن زیادہ پہونچے گا اور روز کم۔ تو یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی بُرائی پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ علم۔ (فتاویٰ رضویہ)

فاتحہ گیارہویں شریف : فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے۔ جو کچھ قرآن مجید دُرود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ)

ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار دُرودغوثیہ، پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص، پھر تین بار درودغوثیہ، پڑھتے ہیں ...... دُرودغوثیہ یہ ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانامحمد معدن الجودوالکرم وعلیٰ الہ وبارك وسلم

امام اہل سُنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ایک اورموقع پر اسی سوال کے جواب میں فرمایا۔ مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جوثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہونچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اسمیں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کو جوایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذرونیاز کہتے ہیں۔

(بعض لوگ حضورﷺ اورسیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے ثواب بخشنا کہتے ہیں۔ یہ لفظ بہت بے جا ہے۔ بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے۔ یہاں نذرکرنا کہنا چاہئے۔یعنی اُن کی سرکار میں ثواب نذرکرے) (فتاویٰ افریقہ)

سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی اورتین بار یا سات بار یا گیارہ بارسورۂ اخلاص اول آخرتین تین باردُرود شریف پڑھیں اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کرعرض کرے کہ الٰہی میرے اس پڑھنے (اور اگرکھانا، کپڑے بھی ہوں تو اُن کا بھی نام شامل کرے اوران چیزوں کے دینے پر) جوثواب مجھے عطاہوا اُسے میرے عمل کے لائق نہ دے بلکہ اپنے کرم کے لائق عطا فرمااوراسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہونچا اوراُن کے آبائے کرام اورمشائخ عظام اولادامجاد مریدین ومحبین مسلمان جوگزرے ہیں یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہونچا۔(احکام شریعت)

مزارات پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ : مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائیں اورکم ازکم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہواورمتوسط آواز میں باادب سلام کرے **السلام علیك یاسیدی ورحمته اللہ وبرکاته** پھر دُرودغوثیہ تین بار، الحمد شریف تین بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھردرودغوثیہ سات بار

اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عز وجل سے دُعا کرے کہ الٰہی اس قرأت کو نذر پہونچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کیلئے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی رُوح کو اللہ عز وجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے۔ اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص۱۱۲)

مجالس روافض : رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سُننا حرام ہے۔ اُن کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ اُن کی نیاز' نیاز نہیں۔ اور وہ غالبًا نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم اُن کے ناپاک قلتین کا (گلّی) پانی ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں۔ اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کپڑے کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ (احکام شریعت)

عشرۂ محرم کے متعلق باتیں : (۱) بعض اہل سُنّت و جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد میں دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے (۴) ان ایام میں سوائے امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں' ہر تاریخ میں ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ (احکام شریعت)

تعزیہ داری : تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور اُن کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے جاتے ہیں' کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دُھوم دھام سے گشت

ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں ۔کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں۔کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں۔تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کےعلم چڑھائے جاتے ہیں‘ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں۔ وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں۔ بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے ۔تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں۔سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت۔ مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔

پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا۔ جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا اُن کی شادی ہو رہی ہے۔ اور مہندی رَچائی جائے گی۔ اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں۔گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اُس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اُس سے بھیک منگواتے ہیں‘ کوئی سقہ پانی تقسیم کرنے والا بنوایا جاتا ہے چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے۔ گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا۔کسی کے علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علمبردار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب لغو خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔

یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دِین وسُنّت کے لئے یہ زبردست قربانیاں کیں اورتم نے معاذاللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔ بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلے میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔شاید یہ حضرت امام عالی مقام کے لئے ایک جانور ہوگا۔کہیں دلدل بنتا ہے۔ کہیں بڑی' بڑی قبریں بنتی ہیں۔

بعض جگہ آدمی ریچھ۔ بندر۔لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں۔جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔

ایسی بُری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اورتم نے اس کو کھیل تماشہ بنالیا۔اسی سلسلہ میں نوحہ وماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے۔سینہ سرخ ہوجاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینہ سے خون بہنے لگتا ہے۔تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔مرثیے میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں' بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے۔مگر اس رو میں سُنّی بھی اُسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ (بہار شریعت حصہ شانزدہم)

جزع وفزع میں غلو :

اظہار غم کیلئے سر کے بال بکھیرتے ہیں۔کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسہ اڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے سے کام ہیں۔ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ اور رسول ﷺ راضی ہوں۔ کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

بطور خیرات کچھ لٹانا : تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں۔ یعنی روٹیاں بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں۔ یہ عمل بھی ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آجاتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقراء کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انہیں فائدہ بھی پہونچے۔ مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے میں اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔ (بہار شریعت)

تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر بھی نہیں جانا چاہئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یونہی سواد (مجمع) بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے۔ اس کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ درمختار و حاشیہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آجکل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ۔ بندر کا تماشہ۔ یا مرغوں کی لڑائی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ <u>اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اُس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو۔ اور اگر مجمع شر کا ہو اُس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ اُن حاضرین پر ہو گا وہ اُس پر بھی ہو گا۔</u>

(الملفوظ ۔ امام اہل سُنّت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ)

محرم کی ناجائز رسمیں : (اکثر لوگ محرم الحرام میں اپنے مکان پر تعزیہ بٹھاتے ہیں اور اس کو نعل صاحب کی سواری فلاں امام کی سواری کہتے ہیں)

سواری مذکور بٹھانا اور اس سے منتیں مانگنا' بدعت جہال ہے۔ کہ فسق عقیدہ یا فسق عمل سے

خالی نہیں۔اوراہل بدعت وفساق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔واللہ تعالےٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ)

عشرۂ محرم میں بعض لوگ نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں۔نہ جھاڑو دیتے ہیں۔کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔دس دن کپڑے نہیں اُتارتے۔ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔ 'ایسی باتیں سوگ ہیں اور ایسا سوگ حرام ہے' (احکام شریعت)

لمبے بالوں کاحکم : شانوں تک گیسو جائز ہیں۔بلکہ سُنّت سے ثابت ہیں۔ اورشانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اورمردوں کوحرام ہے۔ **قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ المتشبھن بالنساء۔** (احکام شریعت حصہ اول)

حضور نبی ﷺ نے بکثرت احادیث صحیحہ میں اُن مردوں پرلعنت فرمائی ہے جوعورتوں سے مشابہت پیدا کریں اوراُن عورتوں پرجومردوں سے۔اورتشبہ کے لئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضروری نہیں۔ایک بات میں مشابہت کافی ہے۔

حضوراقدس ﷺ نے ایک عورت کوملاخط فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پرکمان لٹکائے جارہی ہے۔اسی پریہی فرمایا کہ ان عورتوں پرلعنت جومردوں سے تشبہ کریں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کومردانہ جوتا پہنے دیکھا اُس پرہی روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں۔

جب صرف جوتے اورکمان لٹکانے میں موجب لعنت ہے۔توعورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت موجب لعنت ہوگا۔کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں اوریہ خاص جز وبدن۔توشانوں سے نیچے گیسورکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے۔اور چوٹی گندھوانا اورزیادہ اوراس میں مباف ڈالنا اُس سے سخت تر۔ (الملفوظ)

اولیاء کے نام کی چوٹی رکھنا : اگروہ مقصود جوبعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سرپربعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اوراس کی کچھ میعاد

مقرر کرتی میں ۔ اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈھے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں ۔ پھر میعاد گذار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اُتارتی ہیں ۔ تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے ۔ (فتاویٰ افریقہ)

لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنا ناجائز اور یہ فعل رسوم ملعونہ کفار سے تشبیہ ہے جس سے احتراز لازم ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ)

پیر و مرشد سے پردہ : پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو ۔ واللہ تعالےٰ اعلم (احکام شریعت)

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کا ہاتھ پاؤں دَباتی ہیں ۔ اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ۔ ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں ۔ (بہار شریعت)

آیات کریمہ کو معکوس پڑھنا : بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کو معکوس (اُلٹا) کرکے پڑھا جاتا ہے ۔ یہ عمل حرام اور اشد حرام ۔ کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے ۔ یہ تو درکنار ۔ سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ لی عنہ فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں ۔ کہ اللہ اس کے قلب کو اُلٹ دے ۔ نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کرکے مہمل بنا دینا ۔ (الملفوظ)

قرآن سے فال نکالنا : قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں ۔ بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں‘ شافعیہ مکروہ تنزیہی‘ مالکیہ حرام ۔ اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ۔ ناجائز و ممنوع و مکروہ تحریمی ہے ۔ قرآن عظیم اس لئے نہ اُتارا گیا ۔ ہمارا قول ۔ قول مالکیہ کے قریب ہے ۔ بلکہ عند التحقیق دونوں کا حاصل ایک ہے ۔

بلکہ ہمارے مذہب میں حکم یہی ہے کہ (قرآن شریف سے فال دیکھنا) منع ہے ۔ (فتاویٰ افریقہ)

نجوم : نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں۔ کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی۔ یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اسی طرح پنچھ تر کا حساب کہ فلاں پنچھ تر سے بارش ہوگی۔ یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔
(قانون شریعت حصہ دوم)

قمر درعقرب : یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں۔ اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو بُرا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں پر ہرگز نہ جائیے۔ ایسی باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ (قانون شریعت)

باطل اور بے اصل باتیں

Illogical and Superstitious Issues

ماہ صفر اور آخری چہار شنبہ : ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس میں غسل صحت فرمایا۔ اسی بنا پر تمام ہندوستان کے مسلمان اس دن کو روز عید سمجھتے اور غسل واظہار فرح وسرور کرتے ہیں۔ شرع مطہر میں اس کی اصل ہے یا نہیں۔

الجواب : یہ محض بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (عرفان شریعت)

صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی۔ بنابریں کے اس روز کھانا وشیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس، مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں۔

کہیں اُس روز کو نحس و نامبارک جان کر گھر کے پرانے برتن کل توڑ ڈالتے ہیں۔

اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اُس روز کی صحت بخشی جناب رسول ﷺ میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟ ملخصاً

الجواب: آخری چہاشنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اُس دن صحت یابی حضورﷺ کا کوئی ثبوت۔ بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی۔ اُس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے۔ **اخر اربعاء من الشهر يوم نحس مستمر** اور مروی ہوا ابتدائے مبتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی دن تھی۔ اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ واضاعت مال ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنیٰ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت)

ماہ صفر کو جاہلوں میں منحوس (Unfortunate / Unlucky) سمجھا جاتا ہے اس میں نہ شادی بیاہ کرتے ہیں نہ کوئی اور جائز تقریب بلکہ لڑکیوں تک کو اس ماہ میں رخصت کرنا معیوب و منحوس سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں میں اس ماہ کے دوران سفر کرنے سے بھی سخت پرہیز کیا جاتا ہے۔ خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ ۱۳ تاریخیں بہت زیادہ منحوس مانی جاتی ہیں عورتیں ان کو تیرہ تیزی کے نام سے یاد کرتی ہیں بلکہ عورتوں کی زبان میں اس مہینہ ہی کو تیرہ تیزی کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ **لا صفر** ۔صفر کوئی چیز نہیں۔ یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔

ماہ صفر کا آخری چہارشنبہ ہندوستان و پاکستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو نکل جاتے ہیں۔ قافلوں کی شکل میں، خاندان و گھرانے کے افراد، باغوں، دریاؤں کے کناروں یا ایسی ہی دوسری تفریح گاہوں میں ڈیرا جما دیتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں کڑھائیاں چڑھتی ہیں۔ پکوان تیار ہوتا ہے۔ پھر سب مل کر کھاتے پیتے ہیں۔ نہاتے دھوتے ہیں خوشیاں مناتے اور دھاچوکڑی مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدسﷺ نے اُس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرمﷺ کا مرض وفات شریف شدت کے ساتھ تھا۔ وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔ (بہار شریعت)

امام ضامن باندھنا : سفر پر جانے والے کے بازو پر امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ' الملفوظ)
مسافر کو نیک دُعاؤں سے رخصت کریں۔

بے اصل روایت : (یہاں بھی آپ وہاں بھی آپ)

مسئلہ : ایک واعظ صاحب نے بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا۔تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟ آپ نے جواب میں عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز آتی ہے۔آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اُٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میری مجال نہیں کہ پردہ اٹھا سکوں۔آپ نے فرمایا کہ اب کے پردہ اُٹھا کر دیکھنا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور پرنور ﷺ جلوہ فرما ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں۔اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت دینا۔
یہ روایت کہاں تک صحیح ہے اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟
<u>سوال کے جواب میں امام اہل سُنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔</u>

الجواب : یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافترا ہے۔اور اس کا یوں بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ ہے۔ اور اگر اس کے ظاہری مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ (عرفان شریعت) 'یہ روایت محض کذب وباطل ومردود' وموضوع وافتراء اور اختراع ہے اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا حرام ہے'۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ)

عرض کیا : یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس ﷺ عرش بریں پر پہونچے ،نعلین پاک اُتارنا چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اُتارنے کا حکم ہوا تھا۔فوراً غیب سے ندا آئی ۔اے حبیب ! تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی ۔

امام اہل سُنّت مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔ (الملفوظ)

روایت براق : عرض :شب معراج جب براق حاضر کیا گیا۔ حضور ﷺ آبدیدہ ہوئے ۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سبب پوچھا۔فرمایا آج میں براق پر جا رہا ہوں ۔کل قیامت کے دن میری اُمت برہنہ پا' پل صراط کی راہ طے کرے گی ۔ یہ تقاضائے محبت وشفقت اُمت کے موافق نہیں ۔ارشاد باری ہوا۔ یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر اُمتی کی قبر پر بھیجیں گے۔

یہ روایت صحیح ہے یا نہیں ؟

ارشاد: بیہودہ ہے۔کیا کہا جائے۔ (الملفوظ)

لال کافر کی روایت :

مسئلہ : مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے۔آیا اس کی خبر حدیث سے ہے۔اور کب تک زندہ رہے گا۔اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں ۔

الجواب : یہ روایت بے اصل ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

بزرگوں کے نام کا ڈورا : بزرگان دین کے نام کا ڈورا گلے میں ڈالنا محض جہالت و بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

کتے کا رونا : بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کتے کے بھوکنے (آوازیں نکالنے سے) موت پھیلتی ہے۔ اور جس گھر کے قریب بیٹھ کر وہ آوازیں نکالے اس گھر میں موت واقع ہوتی ہے۔ یہ بے اصل اور جہالت کی بات ہے۔

ہتھیلی کی خارش : اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش ہونے (ہتھیلی کھجانے سے) مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل باتیں ہیں۔

آنکھ پھڑکنا :

بعض عوام کا کہنا ہے کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ یہ محض غلط خیال ہے۔

کوّے کی آواز : بعض عورتیں مکان کے منڈیر پر کوے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شکون لیتی ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔

جھاڑو اور نحوست :

☆ عوام میں یہ مشہور ہے کہ اگر بستر کو جھاڑو سے صاف کیا جائے تو گھر کا صفایا ہو جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے اصل بات ہے۔

☆ بعض لوگ عصر کے بعد جھاڑو دینے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کسی شخص کو جھاڑو مار دینے سے اس کا جسم سوکھ جاتا ہے۔ جھاڑو پر تھکار دو۔ یہ بات محض بے اصل ہے۔ اگر حقیقت میں ایسا واقع ہوتا تو یہ وزن کم کرنے اور مٹاپے کا بہترین علاج ہوتا تھا۔

ہچکی کی حقیقت : اکثر لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہو چکی ہے کہ جب ہچکی آتی ہے تو کوئی یاد کرتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مرغ کی بانگ : لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان بانگ دے تو اس کو فوراً ذبح کر دو کیوں کہ یہ اچھا شگون نہیں۔ یہ بات جہالت پر مبنی اور بے اصل ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ سفید مرغ باعث برکت ہے۔۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے گھر میں مرغ رکھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید مرغ رکھا کرو کیونکہ جس گھر میں سفید مرغ ہوگا نہ تو شیطان اس کے قریب جائے گا نہ جادوگر' اوران گھروں میں بھی (نہیں) جو اس گھر کے اردگرد ہوں گے۔ (معجم اوسط طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرغ نماز کے لیے اذان دیتا ہے' جو شخص سفید مرغ رکھے گا اس کی تین چیزوں سے حفاظت کی جائے گی۔ شیطان کے شر سے' جادوگر کے شر سے' کاہن کے شر سے۔ (شعب الایمان بیہقی' کنز العمال)

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید مرغ میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست کا بھی دوست ہے۔ یہ اپنے مالک کے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اس کے اردگرد کے سات گھروں کی بھی۔ (مسند بن اسامہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاخ شاخ کلغی والا سفید مرغ میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بھی دوست ہے' یہ اپنے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی' چار دائیں طرف سے' چار بائیں طرف سے' چار سامنے سے اور چار پیچھے سے۔ (کتاب العظمہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سفید مرغ کو بُرا بھلا مت کہا کرو یہ میرا دوست ہے اور میں اُس کا دوست ہوں' اُس کا دشمن میرا دشمن ہے جہاں تک اُس کی آواز پہنچتی ہے یہ جنات کو دفع کرتا ہے۔ (کتاب العظمہ)

پاؤں ہلانے کی روایت :

عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی کی چارپائی یا پلنگ پر بیٹھ کر پاؤں ہلانے سے وہ قرض دار ہو جاتا ہے۔ یہ بے اصل اور غلط بات ہے۔

بے پردگی اور مسئلہ وضو :

☆ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر گھومنے پھرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہاں البتہ عورتوں کا بغیر ضرورت باہر گھومنا بُرا ہے۔ بے پردگی سخت گناہ ہے۔

نمک کی حکایت :

بعض عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرا دینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا۔ یہ خیال محض بے اصل ہے۔

قینچی بجانا :

عوام میں یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ' آپس میں لڑائی ہوتی ہے بالکل بے اصل ہے۔

بد جانور اور مسئلہ وضو :

یہ بات مشہور ہے کہ سوّر کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

مُردہ بیوی کو ہاتھ لگانا :

یہ مسئلہ جہلاء میں بہت مشہور ہے کہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اُس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ نہ وہ کندھا دے سکتا ہے اور نہ ہی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ بالکل بے اصل ہے۔ ہاں بے حائل اُس کے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ باقی کندھا دے سکتا ہے قبر میں اُتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آجائے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمّم کرائے، لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے مُردہ شوہر کو چھونے کی اجازت ہے۔ (الملفوظ)

عقیقہ کا گوشت :

عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا، دادی، نانا، نانی نہ کھائیں۔ یہ محض غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (بہار شریعت)

یہ خیال محض غلط اور بے اصل ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ قربانی نہیں کر سکتا۔

ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا :

اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلاً وضو میں خلل نہیں آتا۔ یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے۔ ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے، اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی۔

عورت کو عورت کا ستر دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

اندھے سے پردہ :

عوام میں مشہور ہے کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے۔ اور اس کا گھر میں جانا، عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسے آنکھ والے۔ (احکام شریعت)

دُکھتی آنکھ کا پانی : دُکھتی آنکھ، ناف، یا پستان سے دَرد کے ساتھ جو پانی نکلے وہ ناپاک ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آنکھ دُکھنے میں جو پانی بہتا ہے لوگ اُسے اپنے لباس وغیرہ سے پونچھ لیا کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آنسو کی طرح ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس کپڑے سے پونچھا گیا وہ بھی ناپاک ہوگیا۔

کپڑے پر تیمّم :

☆ کپڑے اور تکیہ پر تیمّم کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ کسی بھی ایسی چیز سے جو مٹی کی جنس اور قسم سے نہ ہو تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔

☆ بعض لوگ تیمّم میں تمام اُمور بھی وضو کی طرح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے جبکہ طریقہ تیمّم یہ ہے کہ پاکی کی نیّت کرتے ہوئے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر پورے منہ (چہرے) کا مسح کرنا اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا فرض ہوتا ہے۔

قضائے عمری کچھ نہیں : بعض لوگ شبِ قدر یا آخر رمضان میں جو نماز قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضاؤں کے لئے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے۔ (قانون شریعت)

زَچہ کے ہاتھ کا کھانا :

یہ مشہور ہے کہ زَچہ جب تک غسل نہ کرے اُس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔حیض ونفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

عورتوں کی نماز :

☆ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ مردوں سے پہلے عورت نماز نہ پڑھیں۔ یہ محض غلط ہے۔

☆ عورتوں میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہو جائے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز نہ پڑھیں۔ یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

چھینک اور بدفالی :

بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً آدمی کسی کام کے لئے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام پورا نہیں ہوگا۔ یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل (سچا گواہ) فرمایا اور بھی سخت غلطی ہے (بہارشریعت)

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے ۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ان اللـه يـحـب العطاس و يكره التثاؤب ٗ فاذا عـطـس احـدكـم فحمدالله كان حقا علىٰ كل مسلم سمعه ان يقول له : يرحمك الـلـه ۔ وامـا التثـاؤب فـانـمـا هـو من الشيطان ٗ فاذا تثاء ب احدكم فليرده ما استطاع فان احدكم اذا قال : ها ٗ ضحك منه الشيطان ۔** (بخاری٬مسلم٬ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں۔تم میں سے جو کوئی چھینک مارے اور اس پر ’الحمدللہ‘ کہے تو ہر مسلمان پر حق ہے جو اُس کو سُنے یوں کہے

’ **يرحمك الله** ‘ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ۔اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے تم میں سے جب کوئی لے تو حتیٰ المقدور اُس کو روکے کیونکہ تم میں کوئی (جمائی کے وقت منہ کھول کر) کہتا ہے ’ ھا ‘ تو اُس سے شیطان خوش ہوتا ہے ۔

بلی کا گذر : بلی راستے میں آجائے تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آگے جانا نحوست ہے یہ خیال بھی غیر درست ہے ۔

رات کو آئینہ دیکھنا : رات کے وقت آئینہ دیکھنے کی ممانعت نہیں ۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر جھائیاں پڑتی ہیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے ‘ نہ شرعاً نہ طبعاً اور عورت اپنے شوہر کے سنگھار کے واسطے آئینہ دیکھے ثوابِ عظیم کی مستحق ہے ۔ ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہوسکتی ۔ (فتاویٰ رضویہ)

کیا کبوتر سید ہے ؟ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ کبوتر سید ہے اس لئے اس کا شکار نہیں کرنا چاہئے ۔ یہ محض غلط بات ہے ۔

جہالت کی باتیں : بعض جاہل مسلمان ‘ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی فاتحہ کا کھانا صرف عورتوں کو اور گیارہوں شریف کا کھانا صرف سیدوں کو کھلاتے ہیں ۔ جبکہ عورت مرد سب کے لئے جائز ہے ۔

☆ بعض عورتیں خاتونِ جنّت کی فاتحہ پر پردہ وکپڑا ڈالتی ہیں اور کہتی ہیں کہ سوائے شوہر والی کے بیوہ یا عقد ثانی والی عورت نہ کھائے ۔

قبرستان میں شکر ڈالنا : قبرستان میں چیونٹیوں کو اس نیّت سے مٹھائی، شکر، آٹا اور روٹی ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہونچائیں۔ یہ محض جہالت ہے۔ اور یہ نیّت نہ بھی ہو تو بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے۔ (احکام شریعت، الملفوظ)

درختوں کا احترام :

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں۔ لوبان سلگاتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم۔ (احکام شریعت)

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

رُوحانی وظائف: مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ...... زندگی کے اہم ترین مسائل اور پریشانیوں کا حل...... جاہل بہروپیوں اور نیمو نچوڑ عاملوں سے نجات...... جسمانی و رُوحانی امراض کا توڑ دُعاؤں کی قبولیت، مقاصد میں کامیابی اور حصولِ فیوض کے لئے اِن کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰/	معرفتِ الٰہی	۳۰/	عذابِ قبر سے نجات	۸/
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	ذکرِ الٰہی	۳۰/	آیت الکرسی کے روحانی برکات	۸/
شیطانی وساوس کا قرآنی علاج	۳۰/	برکاتِ توحید	۵۰/	بلاؤں کا علاج	۸/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	توبہ واستغفار	۲۰/	وظیفہ آیت کریمہ حل المشکلات	۸/
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸/	قرآنی علاج	۸/	رُوحانی علاج	۱۰/
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸/	مقدمات میں کامیابی	۸/	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	فاتحہ سے علاج	۸/	آیاتِ رزق	۸/
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	۸/	آیاتِ حفاظت	۸/	وظیفہ کلمہ طیبہ	۸/
بسم اللہ کے حیرت انگیز فوائد	۸/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/
رنج وغم کا علاج (سکونِ قلب)	۸/	طلبِ اولاد	۸/	جادو کا قرآنی علاج	۸/
مہلک امراض کا امراض	۸/	آیات شفاء	۸/	جنات وشیاطین سے حفاظت	۸/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

ضمنی مسائل

کافر کو کافر کہنا : یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکارا ہے ﴿**قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ**﴾ (اے حبیب) آپ فرما دیجئے اے کافرو !

عقیدہ : مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اُس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اُس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اُس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔

کس کا خاتمہ ایمان پر ہوا؟ اور کس کا خاتمہ کفر پر ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ہم کو اس کا علم نہیں، مگر ہم کو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ مسلمان کو مسلمان کہیں اور کافر کو کافر کہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ جتنی دیر اُسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کہو، ثواب ملے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ پڑھتے رہو۔ ہمارا مقصود تو یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان جانو اور کافر کو کافر جانو۔ اور کوئی تم سے پوچھے تو مسلمان کو مسلمان کہہ دو اور کافر کو کافر کہہ دو۔ مصلحت کی وجہ سے اُس کے کفر پر پردہ نہ ڈالو۔ (بہارِ شریعت)

مسائل ذبیحہ:

☆ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے (مسلمان نابالغ سمجھ دار لڑکے لڑکی کا ذبیحہ بھی حلال ہے)

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ذبح کرنے والے کی مدد کرنے والا۔ مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

بیوی کا شوہر کو رشتہ سے پُکارنا:

بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ بیوی اگر شوہر کو باپ یا بھائی کہہ دے تو نکاح میں خلل آ جاتا ہے۔ (نکاح ٹوٹ جاتا ہے) یہ محض بے اصل بات ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہہ دے تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ یقیناً یہ بے ہودہ بات ہے۔ اس سے گریز کرنا چاہئے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل ماں بیٹی کے ہے (ماں بیٹی کی طرح ہو چکی ہے) تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اپنے شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ شوہر کا نام لیکر بلا ضرورت پُکارنا مکروہ اور خلاف ادب ہے۔ اگر شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا تو مظلوم عورتیں اپنے ظالم شوہر کا نام لے کر گھروں سے ہنسی خوشی سے نکل جاتی تھیں۔۔طلاق پر راضی کرنے یا خلع حاصل کرنے کے نوبت ہی نہیں آتی تھی۔

فرشتوں سے غلطی :

☆ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نام کے دو آدمی ہوں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ جس کی قضا ہوئی ہو دوسرے آدمی کی رُوح فرشتے قبض کر لیتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ اللہ کے فرشتے اُس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے۔﴿**ویفعلون مایومرون**﴾
فرشتے وہ کرتے ہیں جو اُنھیں حکم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

زنبیل کی روایت :

ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ زنبیل ارواح، عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر حضور غوث الاعظم نے چھین لی تھی۔

زنبیل ارواح چھین لینا خرافات مخترعہ جہال سے ہے۔سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام رُسل ملائکہ سے ہیں اور رُسل ملائکہ اولیائے بشر سے بالاجماع افضل۔مسلمان کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم۔ **واللہ الھادی**

ہاں یہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ رُوحیں بامرِ الٰہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دُعا سے باذن الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں۔

احیاء مردہ حضور پرنور و دیگر محبوبان خدا سے ایسا ثابت کہ جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ یونہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظر صحائف محو واثبات قبض بعض ارواح شروع کیا۔ اور علم الٰہی میں قضا نے ابرام نہ پایا تھا۔ بہ برکت دُعائے محبوب رضی اللہ تعالےٰ عنہ قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربنی قدس سرہ میں لکھتے ہیں : **لماضعف ولده احمدواشرف على الموت وحضرعزرائيل لقبض روجه قال له الشيخ ارجعه الىٰ ربك فراجعه فان الامرنسخ فرجع عزرائيل وشفااحمد من تلك الضعفته و عاش بعد هاثلٰثين عاماً ۔**

یعنی جب اُن کے صاحبزادے احمد ناتواں ہوکر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کی رُوح قبض کرنے آئے۔حضرت شیخ نے اُن سے گذارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جایئے اُس سے پوچھے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے۔عزرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے۔صاحبزاہ نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔اللہ تعالیٰ اعلم (عرفان شریعت)

میدان محشر اور خاتون جنّت :

☆ خاتون جنّت بتول زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوں گی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خون آلودہ اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی ﷺ کا دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں اُمت عاصی کو بخشوائیں گی۔ صحیح ہے یا نہیں۔؟

یہ سب محض جھوٹ ہے اور افتراء اور کذب۔ اور گستاخی و بے دابی ہے۔ مجمع اوّلین وآخرین میں اُن کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا۔ وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گی۔ زیر عرش سے منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر۔ اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر گذر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لئے ہوئے گذر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

شب معراج اور والدین مصطفیٰ ﷺ :

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور ﷺ کو آپ کے والدین رضی اللہ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب! یا اپنے ماں باپ کو بخشوالے یا اُمت کو۔ آپ نے ماں باپ کو چھوڑ کر اُمت کو اختیار کیا۔ <u>یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟</u>

یہ بات محض جھوٹ افتراء اور کذب و بہتان ہے۔ اللہ و رسول پر بہتان کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ جل وعلا ﷺ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (حکام شریعت)

کونڈوں کی فاتحہ : ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں۔ یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہیں۔ جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے۔ یہ پابندی غلط اور بے جا ہے۔مگر یہ جاہلوں ہی کا طریقہ عمل ہے۔ یہ مشہور ہے کہ کونڈوں کی فاتحہ نئے مٹی کے کونڈوں میں ہی دی جائے ورنہ فاتحہ نہیں ہوتی۔ یہ تصور غلط ہے۔اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب 'داستان عجیب' لوگ پڑھتے ہیں۔ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔لہذا اس کو نہیں پڑھنا چاہئے۔مگر فاتحہ دلانا چاہیے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

لغویات اورخرافات کی وجہ سے جائز اورثواب کے کاموں کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔لہذا خیر و برکت کے جائز کاموں کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑا دینا چاہئے۔ ناک کاٹ کر نہیں پھینک دی جائے گی۔

ایام نفاس سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ :

☆ یہ جو عوام جاہل عورتوں میں مشہور ہے کہ جب تک چلّہ یعنی چالیس دن گذر نہ جائے زَچہ پاک نہیں ہوتی۔محض غلط ہے۔ خون بند ہو جانے کے بعد ناحق ناپاک رہ کر نماز روزہ چھوڑ کر سخت کبیرہ گناہ میں گرفتار ہوتی ہیں۔ مردوں پر فرض ہے کہ انہیں اس سے باز رکھیں۔ نفاس کی زیادہ حد کے لئے چالیس دن رکھے گئے ہیں۔ نہ یہ کہ چالیس دن سے کم ہوتا ہی نہیں۔اس سے کم کے لئے کوئی حد نہیں۔اگر چہ جننے کے بعد صرف ایک منٹ خون آیا اور بند ہو گیا۔عورت اسی وقت پاک ہو گئی۔ نہاے

اور نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ اگر چالیس دن کے اندر اسے خون عود نہ کرے گا۔ (یعنی نہ لوٹے) تو نماز روزے سب صحیح رہیں گے۔ چوڑیاں، چار پائی، مکان، سب پاک ہے۔ ففط وہی چیز ناپاک ہوگی جس سے خون لگ جائے۔ بغیر اس کے ان چیزوں کو ناپاک سمجھ لینا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ (عرفان شریعت)

دودھ پلانے کی مدت :

☆ عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس دودھ پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ لڑکا لڑکی دونوں کے لئے دو برس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ (بہار شریعت)

شیر خوار کا پیشاب :

☆ دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب ناپاک ہے۔ دودھ پیتے بچے نے دودھ ڈال دیا۔ اگر منہ بھر ہو تو نجاست غلیظہ ہے۔

☆ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے اور اسی لئے اسے دھونے کا کچھ خاص خیال نہیں کرتے محض غلط ہے۔

حالت حمل میں اور مسئلہ طلاق :

عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ حالتِ حمل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ طلاق ہر حالت میں اور ہر طرح ہو جاتی ہے۔ خواہ غصہ میں ہو۔ خواہ مذاق میں ہو خواہ زبردستی سے ہو اور خواہ حمل کی حالت میں ہو۔ خواہ حیض و نفاس کی حالت میں ہو۔

عورت کو حالت حمل (Pregnancy Period) میں طلاق دی جائے تو یقیناً واقع ہو جائے گی عوام میں جو مشہور ہے کہ حاملہ عورت پر طلاق نہیں پڑتی محض بے اصل ہے۔عورت کا حاملہ ہونا، طلاق واقع ہونے سے نہیں روکتا۔حالت حمل میں طلاق جائز وحلال ہے لیکن بہت ناپسندیدہ حرکت ہے۔بچہ پیدا ہونے تک انتظار کرنا چاہئے۔حالت حمل میں دی گئی طلاق اگر بائن تھی یا طلاق رجعی تھی اور بچہ پیدا ہونے تک نہ زبانی رجعت کی نہ زوجہ کو ہاتھ لگایا تو بعد ولادت عورت نکاح سے نکل گئی۔ اب اُسے اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے اور طلاق رجعی تھی اور ولادت سے پہلے شوہر نے رجعت کر لی تو عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔ (سُنی بہشتی زیور اشرفی، فتاوی رضویہ)

وقت رخصت :

☆ یہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ گھر سے یا محفل سے رخصت ہوتے وقت (جاتے وقت) بجائے **السلام علیکم** کہنے کے صرف خدا حافظ کہتے ہیں۔یہ گناہ ہے شریعت کا بدلنا ہے۔خدا حافظ، اللہ حافظ، مع السلام، فی امان اللہ کہنا درست ہے لیکن سلام کا ترک کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

لڑکوں کے کان :

☆ بعض گھرانوں میں لڑکوں کے بھی کان چھدواتے اور بالیاں پہناتے ہیں۔یہ ناجائز ہے۔یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اُسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔(ردالمختار)

احترام تحریر :

بچھونے یا مصلے پر کچھ لکھا ہوا ہوتو اس کو استعمال کرنا نا جائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو۔ یا روشنائی سے لکھی ہو۔ اگر چہ الگ الگ حروف لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ (حروف تہجی) کا بھی احترام ہے۔ (ردالمختار)

☆ اکثر دسترخوانوں پر جو اردو یا فارسی میں اشعار لکھے ہوتے ہیں۔ ایسے دسترخوانوں کا استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہئے۔ بعض تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں۔ ان کا بھی یہی حکم ہے کہ استعمال نہ کیا جائے کہ حروف تہجی کی بے ادبی پائی جاتی ہے۔ اور بعض جگہ چادروں پر بھی اشعار لکھے پائے جاتے ہیں۔ ایسی چادروں کا استعمال میں لانا اور بھی زیادہ بُرا اور ممنوع۔ کہ ان پر آدمی کا پیر بھی پڑے گا۔ (بہارشریعت)

اسی طرح پائے دان پر خوش آمدید وغیرہ لکھا ہوتا ہے خواہ تحریر کسی زبان میں ہو، تحریر کا احترام ہے لہذا ایسے پائے دان پر پیر رکھنا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جہالت سب سے بڑا حجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات (بُرے عقائد۔ باطل نظریات) خود ساختہ مسائل، واہیات خرافات، جاہلانہ حماقات، لغویات وتوہمات، امراض جسمانی، وساوس رُوحانی، واہیات وہمی امراض اور ہر قسم کے اثرات شیطانی سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن

وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن